Title — ISLAMI PARDA.

Creator — Murattiba Peer Shamsuddin.

Publisher — Matba Muslim University (Aligarh).

Date — 1931.

Pages — 136.

Subjects —

بسم اللہ الرحمن الرحیم — والقرآن العظیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

اور کہہ دے مومن عورتوں کو اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو نہ دکھائیں سوائے اس زینت کے جو ظاہر ہے۔ سورہ نور رکوع ۴

حدیث

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ اَبِیْ بَکْرٍ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْهَا ثِیَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَقَالَ یَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَۃَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَنْ تَصْلُحْ اَنْ یُّرٰی مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی وَجْهِهٖ وَکَفَّیْهِ۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اسماءؓ بنت ابی بکرؓ رسول اللہؐ کے پاس آئیں۔ اُن کے کپڑے باریک تھے آپ نے اُن سے رُخ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء عورت کو جب ایام ماہواری آنے لگیں یعنی بالغ ہو جائے تو مناسب نہیں کہ اُس کے بدن سے کچھ نظر آئے سوائے اِس کے اور اِس کے اور اشارہ اپنے چہرہ اور ہاتھ کی طرف کیا۔ ابوداؤد

اسلامی پردہ

جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مُسلم خواتین کے چہروں اور ہاتھوں کا پردہ باہر بھی نہیں ہے

جو مسلم میرے اعتراضات کا جواب دے کر قرآن مجید اور احادیث اور فقہ کی آپس میں تحریری مطابقت کر کے مسلم خواتین کے چہروں اور ہاتھوں کا پردہ ثابت کر دے اس کو نقد یک صد روپیہ انعام دیا جائے گا

مرتبہ پیر شمس الدین

باہتمام محمد مقتدیٰ خاں شروانی

مطبع مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں طبع ہوا ۱۳۵۰ھ ۱۹۳۱ء

بار اول تعداد طبع ایک ہزار — قیمت فی جلد ایک روپیہ

عرضِ حال

قریباً تمام ہندوستان سیلون، برما، ملایا، پینانگ، سنگاپور اور چین کے شہر ہانگ کانگ، کینٹن، شنگھائی اور افریقہ کے شہر ممباسہ، زنجبار، نیروبی، کمپالا، یوگنڈا، دارالسلام، ٹانگانیکا، بیرا، ڈربن، پیٹر میرٹزبرگ، جانسبرگ، پریٹوریہ، کمبرلے، اور کیپ ٹون وغیرہ کا دورہ کرکے یعنی دس سال کی سیر و سیاحت کے بعد خاکسار اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ مسلمان علمی، جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور مالی حالتوں میں سے ایک کے ساتھ بھی اپنی ہمسایہ قوموں سے مقابلہ نہیں کرسکتے۔ جب کہ وہی خدا، وہی زمین، وہی ہوا، وہی دانہ وہی پانی، مسلموں اور غیر مسلموں کے لئے ہے تو پھر اتنا نمایاں فرق کیوں ہے۔ حالاں کہ مسلمانوں کو یہ بتلایا گیا تھا هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ط وہی ہے جس نے سب کچھ جو زمین میں ہے تمہارے لئے پیدا کیا" (البقر رکوع ۳) اب غیر مسلم اپنے ملکوں کے علاوہ ایران، برما، افریقہ، عراق عرب میں آکر زمین سے سونا، چاندی، کوئلہ، پٹرول، مٹی کا تیل اور دیگر معدنیات نکال کر فائدہ اٹھا رہے ہیں یا مسلم؟ مگر مسلمانوں کو اپنے ہی ملکوں میں ان کا پتہ نہ چلا۔ حالاں کہ ان کو یہ دعا بھی سکھلائی گئی تھی رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ج "اے ہمارے رب تو نے یہ بیکار نہیں بنایا" (آل عمران رکوع ۲۰)

علاوہ ازیں غیر مسلموں نے اپنی عورتوں کو آزادی دے کر اور تعلیم یافتہ بنا کر وہ فائدہ اٹھایا کہ دنیا بھر میں حکومت کر رہے ہیں مگر افسوس مسلمانوں نے نہ تو زمین سے کوئی فائدہ اٹھایا نہ اپنی عورتوں سے بلکہ اُن کو رسمی پردہ کی قید سے عضو معطل بنا کر جاہل رکھا۔ جس کی وجہ سے اُن کی اولاد بھی جاہل رہی بھلا ایسی جاہل قوم خود زمین اور دوسری چیزوں سے کیا فائدہ حاصل کرے اور دوسروں کو کیا پہنچائے اور دنیا میں حکومت کیا کرے۔ غرضیکہ مسلمانوں کی تمام تباہی کا باعث یہ بدعتی اور رسمی پردہ ہے جو کہ قرآن مجید [illegible] ں کی خودساختہ ترمیموں پر قائم ہے جس کی اصلاح کرنا ہر مسلمان کا [illegible]

پیر شمس الدین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

وجوہاتِ تصنیف

مندرجۂ ذیل غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے مسلم خواتین کے پردے کے متعلق قلم اُٹھانا پڑا۔ جس سے پردہ کی اصلاح کرنا مقصود ہے نہ کہ پردے کا اُڑا دینا۔

(۱) پردہ کے کیا معنی ہیں

پردہ یا حجاب کے یہ معنی ہیں کہ چند شخصوں کے درمیان ایک ایسی آڑ کا ہونا جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے مقاماتِ ستر اور نجی حالات کو نہ دیکھ سکیں۔ اور نہ ایک دوسرے کی نجی گفتگو کو سُن سکیں۔ خواہ وہ پردہ کپڑے کا ہو یا لکڑی کا یا دیوار کا۔ جس سے نہ تو پردہ دار باہر والوں کو دیکھ سکیں اور نہ باہر والے پردہ دار کے حالات کو دیکھ سکیں۔ اب عورتوں کا چہرہ ڈھانک کر باہر جانا اور دیکھنے کے لیئے وہ جالی دار سوراخ بنانا یا ڈولی میں بیٹھ کر باہر جانا اور ڈولی کے سوراخوں میں سے دیکھنا صاف ثابت کرتا ہے کہ اُن کے چہروں کا پردہ نہیں ہے۔ کیونکہ اگر چہرے کے پردے کی یہ غرض ہے کہ عورتیں غیر مردوں کی شکل نہ دیکھیں۔ سو وہ اس خیال سے کہ میں بُرقعہ اور ڈولی کے قلعہ میں بند ہوں۔ مجھے کوئی نہیں دیکھتا۔ خوب اطمینان کے ساتھ نشست باندھ کر غیر مردوں پر گولہ باری کرتی ہیں۔ اور اگر یہ غرض ہے کہ مرد تو عورتوں کے چہروں کو نہ دیکھیں۔ مگر عورتیں مردوں کے چہروں کو دیکھ لیں۔ تو اِس سے ایک تو مردوں کے حقوق ضائع ہوتے ہیں۔ اور دوئم مساوات بھی قائم نہیں رہتی۔ اور سوئم اِس کو چہرہ کا پردہ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ کہ عورتیں تو مردوں کے

چہروں کو دیکھ لیں۔ مگر مرد اُن کے چہروں کو نہ دیکھیں۔ بھلا یہ کہاں کا انصاف ہے۔
البتہ اگر عورت نہ تو غیر مرد کی شکل دیکھ سکے اور نہ غیر مرد اُس کی شکل دیکھ سکے۔
یا مرد بھی باہر اپنا چہرہ ڈھانک کر رکھیں تاکہ عورتیں اُن کا چہرہ نہ دیکھ سکیں۔ تو پھر یہ
چہرہ کا پردہ کہلائے گا۔ ورنہ ہرگز نہیں۔ کیونکہ پردہ یعنی آڑ کے یہ معنی ہیں کہ ایک
دوسرے کو دیکھ نہ سکیں۔ مگر چہرے کے پردے کا حکم نہ تو قرآن مجید میں ہے۔ اور نہ
احادیث میں۔ یہ صرف ملّا نوں کا ڈھونگ بنایا ہوا ہے جو کہ زمانۂ جاہلیّت کی یادگار ہے۔

(۲) پردہ کس چیز کا ہے

پردہ کم و بیش تمام قوموں میں رائج ہے۔ بے پردگی کسی قوم کو پسند نہیں۔ ہاں
کس چیز کا پردہ ہے اس کے متعلق مختلف قوموں کے مختلف رواج ہیں۔ البتہ اسلام نے
یہ سکھلایا ہے کہ غیروں سے خواہ مرد ہو یا عورت۔ بالغ ہو یا نابالغ مقاماتِ ستر، گھر کے
نجی حالات اور نجی گفتگو کا پردہ ہے۔ گویا کہ انسان کے جسم کے ایسے مقام اور ایسے
کام اور ایسے کلام کا پردہ ہے جو کہ وہ غیروں کے سامنے ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ مگر
بدقسمتی سے آسودہ حال مسلمانوں نے عورتوں کے چہرے کو بھی مقام ستر سمجھ کر پردہ کے
مقامات میں داخل کر لیا ہے جس کی وجہ سے ایک تو عورتیں، علم، تجربہ اور زمانہ شناسی
سے محروم رہ کر شجاعت اور ہمّت جیسی صفات سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں۔ اور دوئم صحت
کے خراب رہنے کی وجہ سے اُن کی جسمانی اور دماغی حالت بھی اچھی نہیں رہتی اِس لیئے
اُن کی اولاد بھی کمزور، بُزدل، کاہل وجود اور کُند ذہن پیدا ہوتی ہے۔ اور سوئم عورتیں
تجارت، سروس اور دیگر قومی ترقّی کے کاموں میں کوئی حصّہ نہیں لے سکتیں۔ اگر
عورتوں کا چہرہ زینت سمجھ کر غیر مردوں سے ڈھانکا جاتا ہے تو پھر غیر عورتوں سے کیوں
نہیں ڈھانکا جاتا۔ کیونکہ جیسا غیر مردوں کو زینت نہ دکھانے کا حکم ہے ویسا ہی غیر عورتوں کو

مگر مُلا لوگ اس کا جواب دے ہی نہیں سکتے اسکی وجہ یہی ہے کہ چہرہ ایسی زینت میں ہی داخل نہیں جو کہ غیر مردوں اور غیر عورتوں سے چھپایا جاوے - کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو چہرہ ڈھانکنے کا حکم ہی نہیں دیا۔

(۳) پردہ کِن لوگوں سے ہی

آجتک ہندوستان کے مسلمانوں کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ پردہ کن لوگوں سے ہی۔ چنانچہ اُن کی عورتیں اپنے گھروں میں جیٹھ اور خسر کے سامنے تو خوب لمبے لمبے گھونگٹ لگاتی ہیں اور دیور اور بہنوئی کے سامنے کُھلے چہرے رہکر خوب ہنسی مذاق کرتی ہیں اور خوانچہ فروشوں کے سامنے کُھلے چہرے ہو کر سودا خریدتی ہیں اور گھر سے باہر زیارت گاہوں ریل گاڑیوں اور بازاروں میں غیروں کے سامنے بے نقاب پھرتی ہیں اگر کہیں ترکی ٹوپی پوش یا کوئی اپنا رشتہ دار نظر آگیا تو جھٹ چہرہ ڈھانک لیتی ہیں۔ گویا پردہ کے یہ معنی ہوئے کہ اپنوں سے چہرہ چھپانا اور غیروں کو دکھانا - اور اُن کو دیکھ دیکھ کر چُھپنا اور چُھپ چُھپ کر دیکھنا - یہ ہے پردہ کی حقیقت جس پر مسلمانوں کو ناز ہے اصل میں بعض مسلمان بھی ایسے ہی پردہ سے خوش ہیں - وہ کہتے ہیں کہ ہماری عورتوں نے ہمارے سامنے تو غیر مردوں کو چہرہ نہیں دکھایا - اور نہ اُن سے باتیں کیں اگر ہماری غیر موجودگی میں غیروں کو چہرہ دکھایا - یا اُن سے باتیں کیں تو کسی کو کیا معلوم ہوا کہ یہ کس کی بیوی ہے - یہ ہے مسلمانوں کی ذہنیت کہ اپنی موجودگی میں اپنی بیوی کا چہرہ غیر شخص کو نہیں دکھانا - اور نہ اُس سے باتیں کرنے دینا تاکہ لوگوں کو معلوم نہ ہو جاوے کہ یہ فلاں کی بیوی ہے - بھلا ایسا خاوند کس کام کا جو کہ اپنی موجودگی میں غیروں سے چہرے کا پردہ کرلے اور اُن سے باتیں نہ کرنے دے - اور ایسی بیوی کس کام کی جو کہ خاوند کی عدم موجودگی میں غیروں کو چہرہ دکھائے اور اُن سے باتیں کرے - بعض عورتیں بھی ایسے ہی پردہ سے خوش ہیں - غیر مردوں کو چہرہ دکھاتی ہیں تاکہ ہنسی مذاق کرلیں اور اپنوں سے چہرہ چھپاتی ہیں تاکہ شریف سمجھی جائیں گویا ایسی عورتوں کا عمل اس قول پر ہے - رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

بعض مُلّا لوگ یہ کہتے ہیں کہ چونکہ منافق لوگ عورتوں کو چھیڑا کرتے تھے۔ اس لیئے چہرے کا چھپانا شرافت کا نشان قرار دیا گیا تاکہ وہ پہچان لیں کہ یہ شریف عورت ہے۔ اب عورتوں کا اپنے رشتہ داروں اور دوسرے مسلمانوں سے اُن کی تُرکی ٹوپی یا کوئی اور نشانی دیکھ کر چہرہ چھپانا اور غیر مسلموں کے سامنے کُھلے چہرے پھرنا صاف ثابت کرتا ہے کہ اپنے رشتہ دار اور مسلمان ہی منافق ہیں۔ تب ہی تو عورتیں اُن سے چہرہ چھپاتی ہیں تاکہ وہ اُن کو شریف سمجھیں ؎ "اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے"۔
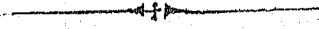
اگر مسلمانوں کی موجودہ حالت کو دیکھا جائے تو ایک ایمان دار شخص سخت حیرت میں پڑ جاتا ہے کہ یا الٰہی یہ قوم جس کے پاس قرآن مجید جیسی اعلیٰ ہدایات کی کتاب ہو۔ وہ اس طرح سے ذلیل، خوار، جاہل اور پست حالت میں پڑی ہے۔ مسلمانوں کی ذہنیت اتنی کمزور ہو چکی ہے کہ وہ اپنے ادبار، زوال، جہالت اور ذلالت کے وجوہات پر کوئی غور نہیں کرتے۔ آخر کوئی تو ایسے وجوہ ہیں جن کی وجہ سے ہماری قوم دن بدن پستی کی حالت میں جا رہی ہے۔ حکومت گئی۔ اپنی رعایا کے برابر ہوئے۔ اب اپنی رعایا کی حالت سے بھی پستی میں جا رہے ہیں۔ جو کہ مسلمانوں کے لئے ایک شرم کا مقام ہے مگر افسوس مسلمان اپنی اس گری ہوئی حالت کو محسوس ہی نہیں کرتے۔

دنیا میں بہت سی قومیں گرتی ہیں اور اُٹھتی بھی ہیں۔ مگر جو قوم اپنے زوال کے وجوہات پر غور نہیں کرتی اور نہ ہی اُن وجوہ کو اپنے راستہ سے ہٹانے کی کوشش کرتی ہے وہ قوم مُردہ ہو جایا کرتی ہے۔ اب یہی حال مسلمانوں کا ہے کہ وہ اپنے تنزّل اور ادبار کے اسباب پر غور نہیں کرتے۔ پس قوم کے ہر ایک فرد کو ان وجوہات پر سوچنا چاہیئے اور جو تنزّل کے باعث معلوم ہوں اُن کو قوم کے سامنے پیش کر کے اُن کا مناسب علاج بتلانا چاہیئے۔ میرے خیال میں مسلمانوں کے ادبار اور زوال کے مندرجۂ ذیل اسباب ہیں:-

(۱) قرآن مجید کو نہ تو غور سے پڑھنا اور نہ سمجھنا اور نہ اس پر عمل کرنا۔ (۲) قرآن مجید کے ماتحت احادیث کو اور احادیث کے ماتحت فقہ کو نہ کرنا۔ (۳) قرآن مجید اور احادیث سے مسئلہ اور استدلال کرنے کا حق سوائے اماموں کے اور کسی کو نہ دینا۔ گویا قرآن مجید اور

احادیث کے سمجھنے کا خاتمہ انھیں پر ہو گیا - (۴) قرآن مجید اور احادیث سے غلط استدلال کرکے ایسے مسائل نکالنا جن سے بجائے فائدہ کے نقصان ہو - (۵) قرآن مجید اور احادیث کے خلاف اپنے پاس سے ترمیمیں بنا کر اُن پر عمل کرنا - اور ایسی ترمیموں کو ایک تو قرآن او رحدیث سے بڑھ کر درجہ دینا اور دوم یہ کہنا کہ یہ اللہ اور اُس کے رسول کا حکم ہے - (۶) قرآن مجید اور احادیث پر عمل کرنے کی بجائے رسموں پر عمل کرنے کو ترجیح دینا - تاکہ لوگ انگشت نمائی سے بچتے رہیں گو یا اللہ اور اُس کے رسول کے حکم پر عمل کرنے سے عار آتی ہے - اس لئے اُن رسموں پر چلنے کا نام ہی اسلام سمجھنا - (۷) قرآن مجید کی آیاتِ متشابہات کو جن کے کئی معنی ہوں محکم یعنی مفصل آیات کے ماتحت نہ کرنا - اور کم علمی اور کم عقلی کی وجہ سے ایک ہی مضمون کی بعض آیات کو آپس میں مطابقت نہ کر سکنے پر ایک آیت کا ہی منسوخ قرار دینا - گویا قرآن مجید نعوذ باللہ مُلّا لوگوں پر ہی نازل ہوا تھا - (۸) اماموں کے اقوال کو رسول اللہ کے قول سے اور رسول اللہ کے قول کو اللہ تعالیٰ کے قول سے بڑھ کر سمجھنا اور اماموں کے اقوال کی خواہ وہ احادیث کے خلاف ہوں اور احادیث کی خواہ وہ قرآن مجید کے مخالف ہو اندھا دھند تقلید کرنا - (۹) مُلّا اور پیشوا لوگوں کا تفسیر بالرّائے کا ڈھونگ بنا کر اور یہ کہہ کر کہ عقل کا مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، مسلمانوں کو قرآن مجید کی آیات پر غور کرنے کا موقع نہ دینا اس لئے اُن کا قرآن مجید پر عمل کرنے کی بجائے مولوی صاحبان کی تقلید کرنا - اور عام طور پر مباحثہ اور متنازعہ خیالات کے موقع پر قرآن مجید سے دلائل نہ دینا اور نہ ہی اپنی عقل کو استعمال کرنا - گویا قرآن مجید، تو بہ نعوذ باللہ عقلوں کو معطل کرنے کے لیئے نازل ہوا تھا - حالانکہ بار بار تعقلون یتدبّرون اور یتفکرون کا ارشاد موجود ہے - (۱۰) بعض مولوی پیشوا صاحبان اور لیڈران قوم کا مسلمانوں میں نہ تو خود صلاح کرنا اور نہ دوسروں کو کرنے دینا بلکہ پبلک یعنی عام لوگوں کا رجحان دیکھ کر اُن کو خوش کرنے کے لیئے صلاح کرنے والوں کی مخالفت کرنا اور اس طرح سے مسلمانوں کی اُن رسموں کو جو قرآن وحدیث کے خلاف ہیں تقویت پہنچا کر اُسکا نام اسلام رکھنا -

(۱۱) بعض مولوی اور مذہبی پیشوا صاحبان کا فروعی مسائل پر کلمہ گوؤں کی تکفیر کر کے مسلمانوں کے آپس میں دشمنی اور نااتفاقی کا پیدا کرنا۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں میں ہمدردی اور رواداری کا نہ ہونا۔ بلکہ کئی فرقوں میں تقسیم ہو جانا۔ اور دشمنی کی وجہ سے ایک دوسرے کی عقل و دانائی اور سچی بات کو کبھی تسلیم نہ کرنا۔ اور نہ اُن کی کتابوں کا پڑھنا بلکہ یہ اعلان کر دینا کہ فلاں کی لکھی ہوئی کتاب مت پڑھو۔ (۱۲) بعض مولوی اور مذہبی پیشوا صاحبان کا عام لوگوں کے رجحان اور بڑے لوگوں کی منشاء کے مطابق فتویٰ دینا۔ خواہ ایسا فتویٰ قرآن اور حدیث کے خلاف ہی ہو۔ اور بعض بڑے لوگوں اور پبلک کا اُن علماء کرام کو جو کہ قرآن مجید اور حدیث کے مطابق ایسا فتویٰ دیں جو کہ اُن کی مرضی کے خلاف ہو تکلیف دینا۔ (۱۳) مسلمانوں کا آپس میں فروعی مسائل اور سنتوں پر حد سے زیادہ جھگڑنا اور اصولوں اور فرائض کی پروا نہ کرنا۔ اور کلمہ گوؤں کا آپس میں فروعی مسائل پر شیر اور بھیڑیے کی طرح لڑنا اور دشمن کے مقابلہ پر بلی کی طرح ہو جانا۔ اور ایک دوسرے کی مدد نہ کرنا۔

(۱۴) مسلمانوں کا بعض غیر قوموں کی اُن باتوں کو جو قرآن و حدیث کے خلاف ہیں نہ صرف اپنے مذہب میں داخل کر لینا۔ بلکہ اپنی کتابوں سے غلط استدلال لیکر اُن کی تقویت کرنا۔ اور بعض غیر قوموں کی اُن باتوں کو جو قرآن اور حدیث کے مطابق ہیں۔ نہ صرف نفرت کی نگاہ سے دیکھنا۔ بلکہ اپنی کتابوں سے غلط استدلال لیکر اُن کی تردید کرنا۔ گویا کہ کم عقلی کی وجہ سے غیر قوموں کی بُری باتوں کو لے لینا اور اپنی اچھی باتوں کو چھوڑ دینا۔ (۱۵) مولوی اور مذہبی پیشوا صاحبان کا انگریزی پڑھنے کے خلاف کفر کا فتویٰ شائع کرنا۔ اہل کتاب کے اس طریقہ کو جو قرآن اور حدیث کے مطابق ہو اختیار کرنے پر ملا لوگوں کا "من تشبّہ بقومٍ فہو منہم" (جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ اُسی میں سے ہو گیا) کے آوازے کسنا اور ہندوؤں کی رسموں کو اختیار کرنے پر اس حدیث کو بھول جانا اور اس طرح سے اپنی کم عقلی کا ثبوت دینا جس کا اثر اُن کی تقلید کرنے والوں پر بھی ہونا۔

(۱۶) مسلمانوں کا عیاشی میں پڑ جانا۔ اور عیاشی کی غرض سے پردہ کے بہانے سے عورتوں کو گھروں میں قید رکھنا۔ اور سوائے عیاشی کے اور کسی کام کی طرف توجہ نہ دینا اور اس خیال سے کہ باہر

ہماری دو دو تین تین اور چار چار بیویاں دیکھی جائیں گی۔ اور اس کے عوض میں لوگوں کی ایک ہی۔ اس لیے قرآن اور حدیث کے خلاف اُن کو اپنے کاموں کے لئے بھی کھلے چہرے باہر جانے کی اجازت نہ دینا۔ اور بوجہ کمزوری کے اُن کی تسلی نہ کر سکنے پر پردہ پر زیادہ زور دینا۔ اور اپنی بیویوں کو اپنے ساتھ بھی باہر کھلے چہرے لیجانے سے عار کرنا۔ اور اس غرض سے کہ عورتیں باہر کسی غیر مرد کی شکل دیکھنے نہ پائیں۔ گھونگٹ کی ترمیم کا بنانا۔ مگر اس پر عمل نہ ہو سکنے کی وجہ سے دو جالی دار سوراخوں کا ایجاد کرنا۔ جن میں سے عورتوں کا غیر مردوں کو ٹکٹکی باندھکر دیکھنا۔

(۱۷) رسمی پردے کی وجہ سے عورتوں کی صحت کا خراب رہنا جس کی وجہ سے ایک تو علم کا حاصل نہ کر سکنا اور دویم اولاد کا کمزور پیدا ہونا۔ جس کا یا تو جسم کمزور یا دماغ یا دونوں ہی۔ اس لئے علم اور سائنس میں کوئی خاطر خواہ حصّہ نہ لے سکنا۔ اور جنگ میں بھی دشمن کا مقابلہ نہ کر سکنا۔

(۱۸) آسودہ حال مسلمانوں کا اپنی عورتوں کے چہروں کو باہر ڈھانکنے سے تکبر اور بڑائی کا ظاہر کرنا۔ اور غریب لوگوں کو جن کی عورتیں کھلے چہرے باہر پھرتی ہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھنا اور اس طرح سے کھلے چہرے باہر جانے کے متعلق عورتوں میں بھی مساوات کا قایم نہ ہونے دینا۔

(۱۹) چہرے کے پردہ کی وجہ سے مسلمانوں میں سوشل لائف یعنی آپس میں باہمی میل جول کا نہ ہونا بلکہ بیگانگی کا قایم رہنا خود تو مردوں کا باہر کھلے چہرے پھرنا مگر عورتوں کے باہر کھلے چہرے پھرنے کو بُرا منانا۔ مردوں اور عورتوں کا آپس میں ایک دوسرے کو پسند اور تبادلۂ خیالات کر کے شادی کرنا لڑکے اور لڑکی کے شادی کی غرض سمجھنے کے قبل ہی اُن کی شادی کر دینا جس کی وجہ سے اُن کی زندگی کا خوشگوار نہ رہنا۔ (۲۰) مسلم خواتین کا باہر چہرہ اور ہاتھ کھلا رکھنے یعنی اسلامی پردہ پر عمل کرنے کی بجائے چہرے اور ہاتھوں کا چھپانا گویا رسمی پردہ پر عمل کرنا۔ ملا لوگوں کا قرآن و حدیث کی غلط تاویل کر کے موجودہ رسمی پردہ کی تائید کرنا۔ (۲۱) رسمی پردہ کی وجہ سے مسلم خواتین کا ناتجربہ کار کمزور اور جاہل رہنا۔ تعلیم حاصل کرنے کے لیئے بھی عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق نہ دینا۔ عورتوں کی عزت نہ کرنا اور اُن کے حقوق دبا کر رکھنا۔ علم میں تخصیص کر دینا کہ فلاں علم پڑھو اور فلاں

علم نہ پڑھو مثلاً اُردو پڑھو انگریزی مت پڑھو۔ (۲۲) دنیا بھر کی قیدیں اور رکاوٹیں صرف عورتوں کے لئے سمجھنا اُن کو مسجدوں میں نماز کے لئے بھی کھلے چہرے آنے کی اجازت نہ دینا۔ خواہ وہ زیارتوں پر غیر مردوں کے سامنے دن بھر کھلے چہرے پھرتی رہیں۔ خدا نے جن حکموں میں عورتوں کو مردوں کے ساتھ مساوات دی ہے اُن میں بھی عورتوں کو مساوات نہ دینا۔ مسلم خواتین کا اُن حکموں پر جو عورتوں کے متعلق ہیں خود کوئی غور نہ کرنا بلکہ بعض مولوی صاحبان کے غلط ترجمے اور تفسیروں پر عمل کرنا۔ (۲۳) عورتوں کو محض ایک نفسانی خواہشوں کے پورا کرنے اور بچہ جننے کی مشین اور باورچن سمجھ کر تجارت یا نوکری یا کسی دیگر قومی ترقی کے کاموں میں کوئی حصہ نہ لینے دینا۔ اور عورتوں کے جائز طور پر بھی باہر کام کرکے روپیہ حاصل کرنے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنا۔ اس طرح سے مسلمانوں کی مالی حالت کا کمزور ہو جانا۔ (۲۴) مسلمانوں کا تجارت نہ کرنا۔ محنت سے دل چرانا۔ صنعت وحرفت کے پیشوں کو اختیار نہ کرنا بلکہ اُن سے عار کرنا۔ (۲۵) زمانہ کی رفتار کے مطابق ترقی کرنا قرآن وحدیث کے خلاف سمجھنا۔ اور ترقی کے ذرائع پر غور نہ کرنا سود دینا حلال اور لینا حرام سمجھنا۔ (۲۶) بعض قومی لیڈروں۔ راہ نماؤں۔ اور پیشواؤں کا جاہل اور کم عقل ہونا۔ اور روشن دماغ اور دور اندیش نہ ہونے کی وجہ سے قوم کو ایسی راہ پر چلانا جو قومی ترقی کے خلاف ہو اور مسلمانوں کو ایسی تعلیم دینا جو قرآن وحدیث کے برعکس ہو۔ (۲۷) جمعہ کے دن خطبہ کے عربی پیٹنٹ الفاظ کو رٹ لینا۔ اور اس کا ترجمہ کرکے بھی لوگوں کو نہ سمجھانا۔ اور نہ اُن کو زمانہ کے حالات سے آگاہ کرنا (۲۸) نمازوں سے غافل رہنا۔ صبح اُٹھنے نماز ادا کرنے اور قرآن مجید پڑھنے کی بجائے دن کے آٹھ نو بجے اُٹھنا۔ اُٹھتے ہی حقہ یا سگریٹ پینا۔ پان چبانا۔ اور شیو یعنی چہرے کی حجامت بنا کر آراستہ پیراستہ ہو کر اخبار کا پڑھنا۔ (۲۹) پیر پرستی۔ قبر پرستی۔ تعزیہ پرستی کی وجہ سے اپنی عقل کو زائل کرکے اپنے آپ کو انسانیت کے درجہ سے گرا دینا۔ اس لئے توحید کو چھوڑ کر شرک اور قبر پرستی کو اختیار کرنا۔ (۳۰) پیروں اور بزرگوں کے ماننے والوں نے اُن کی اُن باتوں کو جو قرآن اور حدیث کے خلاف ہوں نہ صرف اچھا ہی سمجھنا بلکہ عقل سے کورے ہو کر اُن کی تقلید کرنا۔ اور نہ ماننے

والوں نے اُن کی اُن باتوں کو جو قرآن اور حدیث کے مطابق ہوں۔ کم عقلی کی وجہ سے نہ صرف بُرا ہی سمجھنا بلکہ اُن کی تردید کرکے اُن کی تکفیر کرنا۔ پیروں کا اپنے مُریدوں کی بیویوں کو جو کہ غیر مردوں کے سامنے نہیں ہوتیں یہ کہہ کر کہ ہماری بیٹیاں ہیں دیکھ لینا۔ اور اپنی بیویوں کو جو کہ اُن کے مُریدوں کی بطور ماؤں کے ہیں اُن کے سامنے نہ کرنا۔ اس طرح سے مُریدوں کا بے غیرت ہو جانا اور پیروں کا تکبر کرکے اپنی بڑائی ظاہر کرنا۔

مندرجہ بالا خرابیوں کو دور کرنے کے لیئے طرح طرح کی کوششیں کی جاتی ہیں مگر خرابی کا جو اصلی سبب ہے اس کو دور کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی جاتی۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک کنوئے میں چوہا گر کر مر گیا اور پانی بدبودار ہو گیا۔ تو لوگوں نے پیر صاحب سے مسئلہ پوچھا کہ اب کیا کیا جاوے۔ تو پیر صاحب نے یہ کہا کہ چوہا نکال کر اتنے ڈول پانی نکال دو۔ تاکہ پانی صاف ہو جائے۔ مگر لوگوں نے کنوئے سے پانی تو اُتنا ہی نکال دیا مگر چوہا نہ نکالا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پانی ویسا ہی بدبودار رہا۔ چنانچہ پھر لوگ پیر صاحب کے پاس آئے اور شکایت کی کہ آپ کے کہنے کے مطابق کنوئے سے پانی تو نکال دیا گیا مگر پانی بدستور بدبودار ہے۔ تو اس پر پیر صاحب نے لوگوں سے پوچھا کہ کنوئے سے چوہا بھی نکالا تھا یا نہیں۔ تو اُنھوں نے جواب دیا کہ چوہا تو باہر نہیں نکالا گیا۔ اس پر پیر صاحب نے کہا کہ جب تک چوہا نہ نکالا جائے گا پانی کی بُو نہیں جائے گی۔ اسی طرح سے مسلمان جب تک اپنی قوم کے اندر سے عورتوں کے چہرے کے پردہ کا چوہا باہر نہ نکالیں گے پانی بودار ہی رہے گا یعنی جتنی کوششیں قوم کی اصلاح کے لیئے کی جائیں گی وہ سب کی سب اکارت جائیں گی اور کوئی قومی ترقی نہ ہوگی۔ عیاں را چہ بیاں۔ جب قوم اسلامی پردہ پر ہی عمل کرنا عار سمجھتی ہے تو اُس کی ترقی کیا۔ جو قوم اپنی عورتوں کے باہر جانے پر اُن کے چہروں سے قرآن اور حدیث کے ماتحت ذرا سا کپڑا نہیں ہٹا سکتی تو ایسی قوم سے اور کونسا بہادری کا کام ہونا ہے۔

پیر شمس الدین

کیپ ٹون (جنوبی افریقہ) یکم جنوری ۱۹۳۱ء

زمانۂ نبوی میں مسلم خواتین کے چہرے کا پردہ نہ تھا

جناب رسالتمآب حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے زمانہ میں اُن کی اُمت میں موجودہ رسمی پردے کا نام ونشان نہ تھا۔ بلکہ مسلم خواتین نماز۔ حج۔ جنگ اور اپنے دیگر کاموں کے لیئے کھلے چہرے باہر جایا کرتی تھیں جیسا کہ مندرجۂ ذیل احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ اگر مسلمانوں کی گزشتہ ترقی پر نظر کی جائے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ مسلم خواتین نے مشکل سے مشکل اور آسان سے آسان کاموں میں بھی باہر مردوں کے ساتھ دوش بدوش ہو کر اُس قومی ترقی میں برابر کا حصہ لیا ہے۔ اور اسی میں مسلمانوں کی ترقی کا راز تھا۔ چنانچہ رسول اللہ کے ازواج مطہرات اور دیگر مسلمانوں کی عورتیں کھلے چہرے جنگوں میں جاتی تھیں۔ اور رجز یعنی لڑائی کے گیت گا گا کر مردوں کو لڑائی کا جوش دلاتی تھیں۔ زخمیوں کی مرہم پٹی اور اُن کی تیمارداری کرتی تھیں اور اُن کو کھانا کھلاتی تھیں۔ اور اڑے وقت دشمن کا مقابلہ کرتی تھیں۔ مسجدوں میں جا کر نمازیں پڑھا کرتی تھیں۔ خانہ کعبہ کا حج کیا کرتی تھیں۔ علم حاصل کرنے اور وعظ اور نصیحت کی باتیں سُننے کے لئے باہر جایا کرتی تھیں۔ غرضیکہ کوئی ایسا قومی کام نہ تھا جس میں عورتوں نے باہر مردوں کے ساتھ برابر کا حصہ نہ لیا ہو۔ چنانچہ جنگ یرموک میں حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ۔ خولہ۔ ہندا اور اُم المومنین جویریہ وغیرہ نے بڑی دلیری سے جنگ کی تھی۔ ایک انصاری لڑکی نے خیمہ کی چوب سے نو آدمیوں کو مار دیا تھا۔ کیا یہ مسلم خواتین چہرہ ڈھانک کر لڑی تھیں یا کھلے چہرے ؎

ہم وہی ہیں جن کی مائیں قوم پر قربان تھیں ‎ ‎ ‎ رزمگہ میں جو لڑیں دشمن سے با تیغ و سناں

مسلم خواتین کا مسجدوں میں جانا اور مردوں کے ساتھ باجماعت نماز کا ادا کرنا

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے جس وقت کہ پروانگی مانگے عورت ایک تمہاری طرف مسجد کے پس نہ منع کرے اُس کو بخاری ومسلم۔ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ ولکن لیخرجن وھن تفلات۔ ابوہریرہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت منع کرو اللہ کی لونڈیوں کو مسجدوں میں جانے سے لیکن وہ جب نکلیں کہ خوشبو نہ لگائیں ہوں۔ ابی داؤد۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَاذَنَكُمْ نِسَاءُكُمْ بِاللَّيْلِ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاْذَنُوْا لَهُنَّ اور روایت ہے ابن عمر سے کہ فرمایا نبیؐ نے جب اجازت چاہیں تم سے عورتیں تمہاری رات میں طرف مسجد کے پس اجازت دو انکو بخاری۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّئُوْنَ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْعًا۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مرد اور عورتیں یکجا وضو کیا کرتے تھے۔ بخاری۔ عن ابی ھریرۃ قَالَ قَالَ رَسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا وخیرُ صفوفِ النساء اٰخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا۔ روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے بہترین صف مردوں کی پہلی صف اور بدترین صف مردوں کی پچھلی اور بہترین صف عورتوں کی پچھلی صف اور بدترین صف عورتوں کی پہلی صف۔ مسلم وابی داؤد۔ عَنْ اسماء بنت ابی بکر قال سمعت رسول اللہ علیہ وسلم یقول من کان منکن یومن باللہ والیوم الاٰخر فلا ترفعُ راسہا حتی یرفع الرجال رءُوسھم کراھیۃ ان یرین من عورات الرجال۔ اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے میں نے سُنا رسول اللہ صلعم سے فرماتے تھے جو عورت تم میں سے ایمان لائی ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر تو اپنا سر اُٹھائے جب تک مرد اپنا سر نہ اُٹھاویں تاکہ نظر نہ پڑے کسی مرد کے ستر پر۔ ابی داؤد۔ عن اُم سلمۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اسلم مکث قلیلا و کانو یرون ان ذلک کیما ینفذ النساء قبل الرجال۔ ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلعم جب سلام پھیرتے تھوڑی دیر ٹھہر جاتے لوگ اس کی وجہ یہ سمجھتے تھے کہ عورتیں مردوں

سے پہلے چلی جاویں۔ ابی داؤد۔ عَنْ سہل ابن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ نابہ شیءٌ فِی صلوٰتہ فَلْیُسَبِّحْ فَاِنَّمَا التَّصْفِیْقُ لِلنِّسَاءِ وفی روایتہٖ قال التسبیح للرجال والتصفیق للنساء متفق علیہ سہل بن سعد سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ در پیش آوے اس کو کچھ نماز میں پس چاہیے کہ سبحان اللہ کہے پس سوائے اس کے نہیں کہ دستک زنی واسطے عورتوں کے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا سبحان اللہ کہنا واسطے مردوں کے اور دستک مارنی واسطے عورتوں کے بخاری و مسلم عَنْ عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقبل صلوٰۃ حائض الا بخمار روایت ہے عائشہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے نہیں قبول کی جاتی نماز عورت بالغہ کی مگر ساتھ اوڑھنی کے۔ ابوداؤد و ترمذی۔

مندرجۂ بالا احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بالغ عورتوں کی نماز بغیر چادر اوڑھنے کے نہیں ہوتی۔ اب مسلم خواتین کو نمازیں ادا کرنے کے لیے اپنی اوڑھنیاں بھی اس طرح سے اوڑھنی چاہئیں جس طرح کہ اللہ کا ارشاد ہے وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ اور ڈال لیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبان پر۔ سورۂ نور۔ رکوع ۴۔ جس سے ثابت ہوا ہے کہ عورتوں نے اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں پر ڈالنی ہیں نہ کہ چہروں پر۔ جو ملا لوگ اس حکم کے ماتحت یہ کہتے ہیں کہ عورتوں کو اوڑھنیاں اس طریقہ سے اوڑھنی چاہئیں کہ سر سے لیکر گریبان تک آجائے بہتر یہی ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو اسی طریقہ سے چادریں اُڑھا کر نمازیں پڑھایا کریں خواہ گھر میں پڑھیں یا باہر کیونکہ نماز بھی اللہ کی اور اوڑھنی اوڑھنے کا حکم بھی اُسی کا۔ اب نماز سے بڑھ کر مہذبانہ طریقہ سے اوڑھنی اوڑھنے کا اور کونسا اچھا موقع آئے گا۔ جب نماز میں بھی اللہ کے حکم کے موافق اوڑھنی اوڑھی گئی تو تقت ہے ایسی نماز پر کیونکہ اللہ کا حکم ہے حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ خبردار رہو نمازوں سے اور بیچ والی نماز سے اور کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے۔ بقرہ رکوع ۳۱۔ یہ تو بہت بری بات ہے کہ قرآن کی آیت کا ترجمہ اور تفسیر جو ملا لوگ اس طرح کریں

اُس کو تو درست سمجھیں مگر عمل اُس کے خلاف کریں۔ اللہ اور اُس کے رسول نے تو کوئی ایسا حکم نہیں
دیا کہ نماز میں اوڑھنی اس طرح سے اوڑھا کرو کہ چہرہ کھلا رہے۔ اور دوسرے وقتوں میں اوڑھنی
اس طریقہ سے لیا کرو کہ چہرہ ڈھکا رہے۔ اوڑھنی اوڑھنے کا حکم تو ایک ہی ہے اس میں تو کسی قسم کی
استثنا نہیں کی گئی۔ اب مُلّا لوگوں کا اپنے پاس سے استثنا بنانا خدا کے حکم کو باطل کرنا ہی۔

اب مسلمانوں کا مندرجہ بالا احادیث کی تعلیم اور ہدایات کو جو رسول اللہ صلعم نے مسلم
خواتین کے لیئے مسجدوں میں نمازیں ادا کرنے کے لیئے ارشاد فرمائیں اور اُس طرز عمل کو جو آپ نے
مسلم خواتین کے لیئے عرصہ ۲۲ سال تک قایم رکھا اپنے پاس سے عورتوں کے چہرے کا پردہ
بنا کر چھوڑ دینا اور اس کے خلاف عمل کرنا کوئی عقلمندی نہیں۔ ناظرین کے سامنے وہ احادیث بھی
پیش کی جاتی ہیں جن کی رو سے مولوی اور مذہبی پیشوا صاحبان مسلم خواتین کو مسجدوں میں نماز کے
لیئے بھی جانے کی اجازت نہیں دیتے تاکہ اُن کو معلوم ہو جائے کہ مُلّا لوگوں نے مسلم خواتین کو اسلام
سے کتنا دور کر رکھا ہے اور یہی ہماری تباہی کا باعث ہو رہا ہے۔

وعَنْ عائشۃ قالت لو ادرکَ رسول اللہ صلعم احدث النساء لَمَنَعَهُنَّ المسجد
كَمَا مُنِعَت نساءُ بنی اسرائیل فقلت لعمرۃ اَوَ مُنِعْنَ قالت نعم۔ روایت ہے عائشہ رض
سے کہا اگر پالیتے رسول اللہ صلعم جو نئی نکالی عورتوں نے البتہ روکتے اُن کو مسجد سے جس طرح روکی
گئیں عورتیں بنی اسرائیل کی۔ پس کہا میں نے عمرہ رض سے کیا اور روکی گئیں تھیں وہ کہا ہاں۔
بخاری ابی داؤد۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ نبوی میں لگاتار عورتیں نمازوں کے
لیئے مسجدوں میں جاتی تھیں اگر رسول اللہ صلعم زندہ رہتے تو پھر بھی عورتوں کو مسجدوں میں جانے
سے منع نہ فرماتے بلکہ اُن بدعتوں کی جو کہ عورتوں نے رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد نکالی تھیں
اصلاح فرماتے نہ کہ موجودہ رسمی پردہ کی طرح عورتوں کو گھروں میں مقید کر دیتے۔ رسول اللہ صلعم
کا کام تو بُرائیوں کی اصلاح کرنے کا تھا نہ کہ انسانوں کو قید کر کے حیوان بنانے کا۔ بہرحال اس
حدیث میں حضرت عائشہ رض نے پھر بھی عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے منع نہیں کیا۔۔ اب

دوسرے لوگوں کا کیا حق ہے کہ منع کریں۔ عن ابن عمر قال رسول اللہ علیہ وسلم لا تمنعوا نساءکم المساجد وبیوتھن۔ عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلعم نے فرمایا مت منع کرو اپنی عورتوں کو مسجد میں جانے سے لیکن اُن کے گھر اُن کے لیئے بہتر ہیں ابی داؤد۔ عن عبد اللہ عن النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم قال صلوٰۃ المرأۃ فی بیتہا افضل من صلاتہا فی حجرتہا وصلاتہا فی مخدعہا افضل من صلاتہا فی بیتہا۔ عبداللہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے عورت کی نماز اپنی کوٹھری میں بہتر ہے اُس کی نماز سے گھر میں اور نماز اُس کے چور خانے میں بہتر ہے اُس کی نماز سے کوٹھری میں۔ ابی داؤد

مندرجۂ بالا احادیث میں مسلم خواتین کو مسجدوں میں جانے کی ممانعت نہیں کی گئی البتہ سنت اور نفل کی نماز گھروں میں ہی پڑھنا بہتر قرار دیا گیا۔ چنانچہ مردوں کو بھی یہی حکم دیا گیا جیسا کہ ذیل کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ چونکہ گھروں میں باتیں ہوتی ہیں اور بچے وغیرہ شور کرتے ہیں اس لئے کوٹھری میں یعنی الگ ہو کر نماز پڑھنا بہتر قرار دیا گیا تاکہ نماز میں کسی قسم کا خلل نہ پڑے عن ابن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجعلوا فی بیوتکم من صلاتکم ولا تتخذوھا قبورا۔ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلعم نے فرمایا اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اُن کو قبریں مت بناؤ۔ عن زید بن ثابت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال صلوٰۃ المرء فی بیتہ افضل من صلاتہ فی مسجدی ھذا الا المکتوبۃ۔ زید بن ثابتؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے میری مسجد میں نماز پڑھنے سے مگر فرض ابی داؤد۔ مندرجۂ بالا احادیث کی اگر یہ تشریح کی جائے کہ مسلم خواتین کو مسجدوں میں جانے کی ممانعت کی گئی ہے تو ایسی تشریح قرآن کے خلاف ہے کیونکہ مندرجۂ ذیل احکام کو عورتوں کے حق میں باطل ٹھرانا پڑتا ہے۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ اور قائم رکھو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ اور جھکو ساتھ جھکنے والوں کے۔ البقرہ۔ رکوع ۵۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ بیشک نماز مومنوں پر مقررہ اوقات میں فرض کی گئی ہے۔ نساء رکوع ۱۴۔

اب مسلم خواتین کو اس وجہ سے مسجدوں میں اور باہر بھی نماز پڑھنے سے روکنا کہ نماز پڑھتے وقت اُن کے چہروں کو غیر مرد دیکھ لیں گے' پرلے درجے کی حماقت ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے مسجدوں کو ویران کرنا ہے جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَاۗىِٕفِيْنَ ۥ اور اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں میں خدا کا نام لیئے جانے کو منع کرے اور اُن کی بے رونقی کے درپے رہے یہ لوگ خود اس لایق نہیں کہ مسجدوں میں آنے پائیں مگر ڈرتے ہوئے اُن کے لیئے دنیا میں رسوائی ہے اور اُن کے لیئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔ بقرہ آیۃ ۱۱۴ - اب مسلم خواتین کو مسجدوں میں آکر علیحدہ یا باجماعت نماز پڑھنے سے منع کرنا مسجدوں کو ویران کرنا ہے کیونکہ جب قوم کے آدھے افراد صرف چہرے کے پردہ کی وجہ سے مسجدوں میں آنے سے روکے گئے تو پھر مسجدیں کیوں کر آباد اور پُر رونق ہوں نیز اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ عورتوں کو مسجدوں میں نماز پڑھنے سے منع کرتے ہیں وہ دنیا میں ذلیل ہوں گے اور آخرت میں بھی اور وہی ظالم ہیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے وہ مرد عورت میں تفریق کرتے ہیں۔ يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ جن سے مرد اور اُس کی بیوی کے درمیان تفریق کرتے ہیں۔ بقرہ آیہ ۱۰۲ - کیا مسلم خواتین کا اللہ اور آخری دن پر ایمان نہیں ہے جو اُن کو مسجدوں میں آکر علیحدہ یا باجماعت نماز پڑھنے سے منع کیا جاتا ہے۔ ذیل کی آیت پڑھ کر جواب دیجیئے: اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ - اللہ کی مسجدیں صرف وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور نماز کو قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ کرے۔ توبہ-۹- آیۃ ۱۸-

مسلم خواتین کا عید کی اور دوسری نمازوں کا مردوں کے ساتھ پڑھنا

وَكَانَتْ مَيْمُونَةُ تُكَبِّرُ يَوْمَ النَّحْرِ وَكُنَّ النِّسَاءُ يُكَبِّرْنَ خَلْفَ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَيَالِيَ التَّشْرِيقِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ اور تھی میمونہؓ تکبیریں کہتی دن قربانی کے

اور عورتیں تکبیریں کہتی تھیں پیچھے آبان بن عثمان اور عمر بن عبدالعزیز کے تشریق کی راتوں میں
ساتھ مردوں کے مسجد میں۔ بخاری۔ عن ام عطیۃ قالت امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان نخرج ذوات الخدور یوم العید قیل فالحیض قال لیشھدن الخیر ودعوۃ
المسلمین۔ ام عطیہؓ سے روایت ہے ہم کو رسول اللہ صلعم نے حکم دیا مستورات کے نکالنے کا عید کے
روز۔ آپؐ سے پوچھا گیا حائضہ عورتوں کو بھی نکالیں آپؐ نے فرمایا ان کو آنا چاہیئے بہتری کی جگہ
میں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہونا چاہیئے۔ ابی داؤد۔ عن ام عطیۃ قالت کنا نؤمر
ان نخرج یوم العید حتی نخرج البکر من خدرھا حتی نخرج الحیض فیکن خلف
الناس فیکبرن بتکبیرھم ویدعون بدعائھم یرجون برکۃ ذلک الیوم و
طھرتہ۔ روایت ہے ام عطیہؓ سے کہا کہ ہم حکم کی جاتی تھیں یہ کہ نکلیں ہم دن عید کے یہاں تک
کہ نکالیں ہم کنواری کو پردہ اس کے سے یہاں تک کہ نکالیں ہم حیض والیوں کو پس رہیں وہ
پیچھے لوگوں کے پس تکبیریں کہیں وہ ساتھ تکبیروں ان (مردوں) کی کے اور دعا کریں ساتھ دعا
ان کی کے امید کریں اس دن کی برکت کی اور پاکیزگی اس کی کی۔ بخاری ومسلم۔ عن ابن
عباسؓ قال خرجت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم فطر او اضحی فصلی ثم خطب ثم
اتی النساء فوعظھن وذکرھن وامرھن بالصدقۃ۔ روایت ہے ابن عباسؓ سے
کہا نکلا میں ساتھ نبی صلعم کے دن (عید) فطر یا قربانی کے پس نماز پڑھی آپؐ نے پھر خطبہ سنایا پھر
آئے عورتوں کے پاس پس سمجھایا ان کو نصیحت کی ان کو اور حکم کیا ان کو خیرات کرنے کا۔ بخاری
وعن جابرؓ قال انکسفت الشمس فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم مات
ابراھیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی بالناس ست رکعات باربع
سجدات۔ روایت ہے جابرؓ سے کہا کہ گہن لگا آفتاب کو بیچ زمانے رسول اللہ صلعم کے اس دن کہ
فوت ہوئے ابراہیم بیٹے رسول اللہ صلعم کے پس نماز پڑھائی لوگوں کو چھ رکعت ساتھ چار سجدوں
کے۔ مسلم۔ عن اسماء بنت ابی بکرؓ انھا قالت اتیت عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حین خسفت الشمس فاذا الناس قیام یصلون فاذا ھی قائمۃ تصلی فقلت ما للناس فاشارت بیدھا الی السماء وقالت سبحان اللہ فقلت آیۃ فاشارت ای نعم قالت فقمت حتی تجلانی الغشی فجعلت اصب فوق راسی الماء فلما انصرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمد اللہ واثنی علیہ۔ روایت ہے اسماء بنت ابی بکرؓ سے یہ کہ اُسنے کہا آئی میں عائشہ رضؓ بیوی رسول اللہ صلعم کے پاس جب گہن لگا سورج کو پس کیا دیکھتی ہوں کہ لوگ کھڑے نماز پڑھتے ہیں اور کیا دیکھتی ہوں کہ وہ (بھی) کھڑی نماز پڑھ رہی ہے پس کہا میں نے کیا ہے لوگوں کو پس اشارہ کیا (عائشہ رضؓ نے) ہاتھ اپنے سے طرف آسمان کے اور کہا سبحان اللہ پس کہا میں نے نشانی ہے پس اشارہ کیا یعنی ہاں کہا پس کھڑی ہو گئی میں (نماز میں) یہاں تک کہ چڑھ آئی مجھ پر بے ہوشی پس لگی میں ڈالنے اوپر سر اپنے کے پانی پس جب فارغ ہوئے رسول اللہ صلعم حمد کیا اللہ کا اور تعریف کی اُس کی۔ بخاری۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں نے مردوں کے ساتھ سورج گہن کے وقت نماز پڑھی۔ یہ گہن دس ہجری میں ہوا جبکہ حضرت ابراہیم صاحبزادہ جناب رسول اللہ صلعم کے جو کہ آٹھ ہجری میں پیدا ہوئے تھے وفات پا گئے آیت حجاب اور دیگر پردہ کے احکام پانچ ہجری میں نازل ہو چکے تھے دس ہجری میں عورتوں کا مردوں کے ساتھ نماز پڑھنا ثابت کرتا ہے کہ اُن کے چہروں کا پردہ نہ تھا۔

عورتوں کا مردوں کے ساتھ جنگوں میں شریک ہونا

عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغزو بام سلیم ونسوۃ من الانصار لیستقین الماء ویداوین الجرحی۔ انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلعم ام سلیم کو جہاد میں لے جاتے تھے اور انصار کی کئی عورتوں کو بھی جب حضرت اور صحابہ جہاد کرتے تو یہ عورتیں اُن کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی دوا کرتیں۔ ابی داؤد۔ ام عطیۃ رضی اللہ تعالی عنہا قالت غزوت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبع غزوات اخلفھم فی رحالھم اصنع

لَهُمُ الطعام وَ اداوی الجرحٰی و اقوم علی المرضٰی ام عطیہ رض روایت کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ سات لڑائیوں میں رہی اُن کے پیچھے ڈیرے میں رہتی تھی اُن کے لئے کھانا تیار کرتی زخمیوں کی دوا دارو اور بیماروں کی تیمارداری کرتی مسلم۔ عن الرُّبیع بنت معوّذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کنا نغزو مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم نسقی القوم ونخدمھم ونرد الجرحٰی والقتلٰی الی المدینۃ۔ ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نبی صلعم کے ساتھ جہاد کرتی تھیں قوم کو پانی پلاتی تھیں اور ان کی خدمت کرتی تھیں اور زخمیوں اور مقتولوں کو مدینہ واپس لاتی تھیں۔ بخاری۔ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلم خواتین نے نرس کا کام رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں شروع کیا تھا مگر افسوس بعد ازاں مسلمانوں نے بجائے اس کو ترقی دینے کے چہرہ کے پردہ کی وجہ سے بند ہی کر دیا اور مغربی خواتین نے اس کو اختیار کر لیا اب ترقی کس قوم کی ہو۔ اتخذت اُمّ سُلَیمٍ خنجراً ایام حنین فکان معھا فقال لہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ماھذا یا اُمّ سُلَیم قالت اتخذتہ ان دنی منی احد من المشرکین بقرت بطنہ فجعل صلی اللہ علیہ وسلم یضحک۔ اُم سلیم کے پاس حُنین کی لڑائی کے دن ایک خنجر تھا رسول اللہ صلعم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اُنھوں نے کہا میں نے یہ (خنجر) اسواسطے رکھا ہے کہ مشرکین میں سے اگر کوئی میرے نزدیک آجائے تو اُس کا پیٹ پھاڑ دوں رسول اللہ صلعم ہنس پڑے۔ مسلم وابی داؤد۔

عورتوں کا مردوں کے ساتھ حج کرنا

عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما انہا کانت کُلّما مرّت بالحجون تقول صلّی اللہ علی محمد لقد نزلنا معہٗ ھٰھُنا ونحن یومئذٍ خِفافٌ قلیل ظہرنا قلیلۃٌ ازوادنا فاعتمرتُ انا واُختی عائشۃ والزبیر وفلان وفلان فلمّا مسحنا البیت احللنا ثمّ اھللنا من العشیّ بالحج۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر رض سے روایت ہے کہ جب مقام حجون میں گزرتیں تو کہتیں خدا تعالیٰ محمد صلعم، پہ رحمت بھیجے ہم اُن کے ہمراہ اس جگہ

نازل ہوئے اور ہم اُس زمانے میں ہلکے تھے کہ ہماری سواریاں اور ہمارے توشے کم تھے تو میں اور حضرت عائشہ اور میری بہن اور زبیر اور فلاں اور فلاں نے عمرہ ادا کیا اور جب کعبہ کا طواف کر چکے تو حلال ہو گئے پھر ہمنے شام سے حج کا احرام باندھا۔ بخاری۔ عن عائشة كنا نخرج مع النبي صلى الله عليه وسلم الى مكة فنضمد جباهنا بالسك للطيب عند الاحرام فاذا عرقت احدانا سال على وجهها فيراه النبي صلى الله عليه وسلم فلا ينهانا۔
اُم المومنین حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلعم کے ساتھ نکلے مکہ کی نیت سے۔ جب احرام باندھنے لگے تو ہم نے اپنی پیشانی پر خوشبو کا ضماد لگایا پھر جب پسینہ آتا تو وہ خوشبو مُنہ پر بہ آتی رسول اللہ صلعم اسکو دیکھتے لیکن منع نکرتے۔ ابی داؤد۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال كان الفضل بن العباس رديف رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ فجاءت امرأة من خشعم فجعل الفضل ينظر اليها وتنظر اليه وجعل النبي صلعم يصرف وجه الفضل الى الشق الآخر فقالت يا رسول الله ان الفريضة الله على عباده في الحج ادركت ابي شيخا كبيرا لا يثبت على الراحلة أفأحج عنه قال نعم وذلك في حجة الوداع ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہا فضل بن عباس رسول اللہ صلعم کے پیچھے سوار تھے کہ ایک عورت قبیلہ خشعم کی آئی فضل اُس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت فضل کی طرف دیکھتی تھی اور رسول اللہ صلعم فضل کے منہ کو دوسری طرف پھیرنے لگے پس وہ بولی کہ اے رسولِ خدا صلعم اللہ تعالیٰ کا فرض حج میرے باپ کو ایسی حالت میں پہنچا ہے کہ وہ بہت بوڑھا ہے سواری پر نہیں رُک سکتا کیا میں اُس کی طرف سے حج کروں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں اور یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔ بخاری، مسلم، ابو داؤد۔ اس حدیث سے مندرجۂ ذیل باتوں کی تشریح ہوتی ہے۔ (۱) وہ عورت بالغ تھی کیونکہ نابالغ پر حج فرض نہیں۔ (۲) رسول اللہ صلعم کے زمانے میں مسلم خواتین اپنے کاموں کے لیئے کھلے چہرے باہر جاتی تھیں۔ (۳) یہ واقعہ ۸ ہجری کے بعد کا ہے کیونکہ خانہ کعبہ آٹھ ہجری تک کفار کے قبضہ میں تھا اور کوئی مسلمان

حج نہیں کر سکتا تھا۔ (۴) یہ واقعہ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ قریب کرلیں اپنے اوپر اپنی چادروں سے۔ الاحزاب۔۳۳۔رکوع ۷۔ وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ اور ڈال لیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبان پر۔ نور۔رکوع ۴ کے نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ رسول اللہ نے ان حکموں کی ماتحت اُس عورت کو چہرہ ڈھانکنے کا حکم نہیں دیا حالانکہ یہ احکام پانچویں ہجری میں نازل ہو چکے تھے اگر ان حکموں کے ماتحت چہرہ بھی باہر جسم کے ڈھانکنے والے حصّوں میں شامل ہے تو پھر رسول اللہ صلعم نے اُس عورت کو کس واسطے چہرہ ڈھانکنے کا حکم نہ دیا۔ کیا رسول اللہ صلعم کو نعوذ باللہ ان آیات کے ماتحت چہرہ ڈھانکنے کے معنی نہیں آتے تھے یا وہ ان آیات سے باہر چہرہ ڈھانکنے کا مطلب نہیں سمجھتے تھے یا اُنھوں نے خدا کے احکام کو لوگوں تک پہنچایا نہیں۔ ذیل کی آیت پڑھ کر جواب دیجیے۔ وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ اور رسول کے ذمہ سوائے کھول کے پہنچا دینے کے کچھ نہیں۔ نور۔ ۲۴۔ آیۃ ۵۴۔ اصل بات یہ ہے کہ مولوی اور مذہبی پیشوا صاحبان علما رکرام وصوفیانِ عظام ومفتیانِ دین اور لیڈرانِ قوم نے اسلامی پردہ کی صحیح تعلیم کو آج تک لوگوں کے سامنے پیش ہی نہیں کیا اور جاہل لوگوں کو جو بات تبلادی وہی مانتے رہے۔ خود قرآن مجید کو غور سے نہ پڑھا۔ مسلمانوں میں اصل بیماری یہی ہے۔ جب رسول اللہ صلعم نے خدا کے احکام لوگوں تک پورے پہنچا دیئے اور مذکورۂ بالا احکامات کے ماتحت عورتوں کو باہر چہرہ ڈھانکنے کا حکم نہ دیا تو اب مولوی اور پیشوا صاحبان کا عورتوں کو باہر چہرہ ڈھانکنے کا حکم دینا سراسر حماقت اور نادانی ہے۔ (۵) حضرت فضلؓ کا اُس عورت کی طرف دیکھنا اور اُس عورت کا حضرت فضل کو دیکھنا ثابت کرتا ہے کہ باہر دونوں کے چہرے کھلے تھے اگر اُس عورت کا چہرہ ڈھکا ہوتا تو پھر حضرت فضل کا اُس کی طرف دیکھنا چہ معنی دارد۔ اسی طرح اگر اُس عورت کا چہرہ ڈھکا ہوتا تو پھر یہ کیسے معلوم ہو سکتا کہ وہ حضرت فضل کو دیکھ رہی تھی۔ کیونکہ عورت کے کھلے چہرہ ہونے سے ہی یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ فلاں شخص کو دیکھ رہی ہے۔ (۶) اُس عورت کو اُس وقت رسول اللہ صلعم وحضرتِ ابن عباس اور دوسرے لوگ بھی دیکھ رہے تھے مگر رسول اللہ صلعم نے نہ تو اپنا اور نہ

اُن کے چہروں کو اُس کی طرف سے پھیرا کیونکہ وہ اُس کو بدنظری سے نہیں دیکھ رہے تھے۔ (۰) رسول اللہ صلعم نے حضرت فضل کی کمزوری کا علاج عورت کے چہرہ ڈھانکنے سے نہیں کیا۔ کاش عورتوں کے چہرہ ڈھانکنے والے مسلمان بھی رسول اللہ صلعم کے اس فعل کو سمجھ لیں۔

عورتوں کا اپنے کاموں کے لئے کھلے چہرے باہر جانا

عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قالت تزوّجنی الزّبیر وما له فی الارض من مالٍ ولا مملوکٍ ولا شیٔ غیر ناضحٍ وغیر فرسه فکنت اعلف فرسه واستقی الماء واخرز غربه واعجن ولم اکن احسن اخبز وکان یخبز جارات لی من الانصار وکنّ نسوة صدق وکنت انقل النوی من ارض الزبیر التی اقطعه رسول اللہ صلّی اللہ علیه وسلم علیٰ راسی وھی منّی علی ثلثی فرسخ فجئت یوماً والنّوی علی راسی فلقیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ومعه نفر من الانصار فدعانی ثمّ قال اِخ اِخ لیحملنی خلفه فاستحییت ان اسیر مع الرجال وذکرت الزّبیر وغیرته وکان اغیر الناس فعرف رسول اللہ صلّی اللہ علیه وسلم انّی قد استحییت فمضی فجئت الزبیر فقلت لقینی رسول اللہ صلّی اللہ علیه وسلم وعلیٰ راسی النوی ومعه نفر من اصحابه فاناخ لارکب فاستحییت منه وعرفت غیرتك فقال واللہ لحملك النوی کان اشدّ علیّ من رکوبك معه قالت حتّی ارسل الیّ ابوبکر بعد ذلك بخادم یکفینی سیاسة الفرس فکانّما اعتقنی۔ اسماء بنت ابوبکر رض سے روایت ہے کہا مجھ سے زبیر نے نکاح کیا اور زمین میں اُن کا کوئی مال نہ تھا اور نہ کوئی غلام اور نہ کوئی دوسری چیز سوائے پانی لانے والے اونٹ اور اُن کے گھوڑے کے پس میں اُن کے گھوڑے کو چرالاتی تھی اور پانی بھر کر لاتی تھی اور اُن کا ڈول سیتی تھی اور آٹا گوندھتی تھی البتہ میں روٹی اچھی نہیں پکا سکتی تھی ہمارے پڑوس میں انصار کی چند عورتیں تھیں وہ

پکا دیا کرتی تھیں اور یہ صاف اور سچی عورتیں تھیں اور میں زبیرؓ کی اُس زمین سے جو رسول اللہ صلعم نے اُن کو دی تھی اپنے سر پر گٹھلیاں لاد کر لایا کرتی تھی اور وہ زمین مجھ سے ۲ ثلث فرسخ پر واقع تھی۔ چنانچہ ایک روز میں آرہی تھی۔ اور گٹھلیاں میرے سر پر تھیں۔ پس مجھے رسول اللہ صلعم مل گئے اور آپ کی ہمراہ انصار کے چند آدمی تھے۔ آپ نے مجھے بلاکر اِخ اِخ (اونٹ بٹھلانے کے لیے) فرمایا تاکہ مجھے اس پر اپنے پیچھے سوار کریں مجھے اس میں شرم آئی کہ مردوں کے ساتھ چلوں اور میں نے آپ سے حضرت زبیرؓ اور اُس کی غیرت کا حال یاد کیا اور یہ تمام صحابہ میں بہت غیرت مند تھے تب رسول اللہ صلعم پہچان گئے کہ مجھے شرم آتی ہے پس آپ چلے گئے اُس کے بعد میں حضرت زبیر کے پاس آئی اور میں نے اُن سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم مجھے ایسے وقت مل گئے کہ میرے سر پر گٹھلیاں تھیں اور آپ کی ہمراہی میں آپ کے چند صحابہؓ تھے۔ پس آپ نے میرے سوار ہونے کو اونٹ بٹھلایا لیکن مجھے آپ سے حیا آئی اور تمہاری غیرت میں جانتی ہی تھی تو اُنھوں نے کہا کہ تیرا گٹھلیوں کو لاد کر لانا مجھ پر تیرے اُن کے ساتھ سوار ہو جانے سے زیادہ سخت ہے اسمارؓ نے کہا کہ پھر (میرے باپ) ابوبکرؓ نے ایک خادم بھیجدیا جو گھوڑے کی خدمت انجام دینے میں مجھے کافی ہوا۔ پس گویا اُس نے مجھے آزاد کر دیا۔ بخاری۔ اس حدیث کی راوی وہی حضرت اسمار بنت ابوبکرؓ ہیں جو کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلعم کے پاس باہر سے ایسے لباس میں آئی تھیں کہ علاوہ چہرہ اور ہاتھ کے جسم کا کچھ اور حصہ بھی نظر آتا تھا۔ تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا کہ عورت جب بالغ ہو جائے تو پھر اُس کو مناسب نہیں کہ باہر سوائے چہرہ اور ہاتھ کے اپنے جسم کا کوئی اور حصہ ظاہر کرے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے بی بی اسمارؓ کو اپنے پیچھے اونٹ پر سوار ہونے کو کہا تو اُن کو اس بات سے شرم آئی جو کہ اُن کے چہرہ سے ظاہر ہوتی تھی جس کو رسول اللہ صلعم نے بھی محسوس کر لیا اگر اُن کا چہرہ کھُلا نہ ہوتا تو پھر اُن کی شرم وحیا کیسے معلوم کر سکتے کیونکہ ڈھکے ہوئے چہرے کی شرم وحیا تو معلوم ہی نہیں ہو سکتی۔ حضرت زبیرؓ اتنے غیرتمند تھے کہ اُن کے خوف کی وجہ سے بی بی اسمارؓ رسول اللہ صلعم کے پیچھے اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں

مگر پھر بھی اُنھوں نے اپنی بیوی کو اپنے کاموں کے لیے کُھلے چہرے باہر جانے سے منع نہ کیا۔ کیا اُن مسلمانوں کی غیرت جو کہ اپنی عورتوں کو کُھلے چہرے باہر جانے سے منع کرتے ہیں حضرت زبیرؓ کی غیرت سے بڑھ کر ہے۔ حدثنا فروۃ بن ابی المغراء حدثنا علیّ بن مسھرٍ عن ھشامٍ عن ابیہ عن عائشۃ قالت خرجت سودۃ بنت زمعۃ لیلاً فرأھا عمر فعرفھا فقال انک واللہ یا سودۃ ما تخفین علینا فرجعت الی النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت ذٰلک لہ وھو فی حجرتی یتعشّی وانّ فی یدہٖ لعرقاً فانزل علیہ فرفع عنہ وھو یقول قد اُذن لکنّ ان تخرجن لحوائجکنّ۔ فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن مسہر نے اُنھوں نے ہشام (بن عروہ) سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے حضرت عائشہؓ سے اُنھوں نے کہا ایسا ہوا کہ ام المومنین بنت زمعہ ایک رات کو باہر نکلیں حضرت عمرؓ نے اُن کو دیکھا اور کہنے لگے سودہؓ ہم نے تم کو پہچان لیا تم اپنے تئیں چھپا نہ سکیں وہ یہ سُن کر رسول اللہ صلعم کے پاس آئیں اور آپؐ سے بیان کیا جو عمرؓ نے کہا تھا اُس وقت آنحضرت صلعم میری کوٹھری میں بیٹھے رات کا کھانا کھا رہے تھے آپؐ کے ہاتھ میں گوشت کی ہڈی تھی اُسی وقت آپؐ پر وحی اُترنے لگی پھر یہ حالت جاتی رہی آپؐ یہ فرماتے تھے (عورتو) اللہ نے تم کو تمھارے کام کاج کے لیے باہر نکلنے کی اجازت دی۔ بخاری۔

عورتوں کا خود مردوں کی مہمان داری کرنا

حدثنا سعیدُ بن ابی مریم حدثنا ابو غسّان قال حدثنی ابو حازم عن سہل قال لمّا عرّس ابو اُسید الساعدیُّ دعا النبیَّ صلّی اللہ علیہ وسلّم واصحابہٗ فما صنع لھم طعاماً ولا قرّبہٗ الیھم الا امراتہ اُمّ اُسید بلّت تمراتٍ فی تورٍ من حجارۃٍ من اللیل فلمّا فرغ النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلم من الطعام اماثتہ لہٗ فسقتہ تتحفہٗ بذٰلک

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے ابو غسان محمد بن مطرف نے کہا مجھ سے ابو حازم نے اُنھوں نے سہل بن سعد ساعدی سے اُنھوں نے کہا جب ابو اُسید ساعدی نے اپنی شادی کی تو

رسول اللہ صلعم اور آپ کے اصحاب کو دعوت دی کھانا بھی اُم اسید (اُن کی دلہن) نے پکایا اور مردوں کے سامنے بھی اُن ہی نے چنا اور رات کو اُنھوں نے کیا کیا تھا تھوڑی سی کھجوریں ایک کٹورے میں بھگو دی تھیں جب رسول اللہ صلعم کھانے سے فارغ ہوئے تو وہی شربت تحفہ کے طور پر آپ کو پلایا ۔ بخاری ۔ مغربی اقوام میں اِسی پر عمل ہو رہا ہے مگر افسوس مسلمانوں نے اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا ۔ عن عائشۃ رض انھا مر بھا سائلٌ فاعطتہ کسرۃً و مر بھا اٰخر و علیہ ثیابٌ ولہ ھیئۃ فاقعدتہ فاکل فقیل لھا فی ذٰلک فقالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انزلوا الناس منازلھم ۔ عائشہ رض سے روایت ہے کہ ایک سوالی اُن کے پاس آیا اُنھوں نے اُسے روٹی کا ایک ٹکڑا دیا پھر ایک اور سوالی آیا جو کپڑے پہنے ہوئے تھا اور وضع دار تھا اُسے بٹھالیا اور کھانا کھلایا لوگوں نے اُس کا سبب پوچھا کہا رسول اللہ صلعم کا فرمان ہے کہ لوگوں کو اپنی منزل پر اُتارو ۔ ابی داؤد ۔ درحقیقت جب تک مسلم خواتین مردوں کے ساتھ باہر کھلے چہرے ہر کام میں حصہ لیتی رہیں اسلام کی ترقی کا جھنڈا بلند رہا مگر افسوس جس دن سے زمانۂ نبوی کے پردہ کو ترک کر کے عورتوں کو رسمی یا سیاسی پردے کی قید میں رکھنے سے عضوِ معطل کی طرح بیکار بنا کر اُن کو جاہل رکھا گیا اور اُن کی ہمت شجاعت اور دلیری کے قوٰی کو کمزور کر کے اُن کے لئے علٰحدہ میدانِ عمل تجویز کیا گیا اُسی دن سے مسلمانوں کا تنزل ہو رہا ہے اور انشاء اللہ ہوتا ہی رہے گا ۔ جب تک مسلم خواتین کو خدا کے عطا کردہ مساوی حقوق دے کر اُن کو باہر کھلے چہرے لینے اور قومی کاموں میں حصہ لینے کی اجازت نہ دی جائے گی کیونکہ اسی میں ترقی کا راز ہے گر عقلمند قوم ہی سمجھے گی ۔ جاپان نے بھی اُسی وقت ترقی کی جب اپنی عورتوں کو آزادی دی آخر ٹرکی کو بھی اپنی عورتوں کو آزاد کرنا پڑا ۔ غرضیکہ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک اُس کی عورتیں قومی ترقی میں کوئی حصہ نہ لیں ۔ کیا اس وقت ہندو عورتیں ہندوستان کی آزادی کے لیے مردوں کے ساتھ باہر برابر کا حصہ نہیں لے رہیں ۔ آخر دوسرے ملک کے مسلمانوں کو بھی وہی کام کرنا ہے جو ترکوں نے کیا مگر زمانہ کے کچھ تڑاتڑ کھانے کے بعد "ہر چہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از خرابیٔ بسیار"۔

اگر مسلمان رسول اللہ صلعم کے اس ارشاد کو کہ بہشت ماؤں کے پاؤں تلے ہے سمجھ لیتے تو اُن کو اس بات کا بھی یقین ہو جاتا کہ قومی ترقی بھی ماؤں کے پاؤں تلے ہے کیونکہ جب تک مائیں تعلیم یافتہ ہو کر اپنے بچوں کی تربیت نہ کریں گی وہ بھی قومی ترقی کرنے کے قابل نہ ہو سکیں گے جو کہ بطور بہشت کے ہے مگر افسوس مسلمان اپنی عورتوں کو جن پر قومی اور مذہبی ترقی کا دارومدار ہے ایسا لپیٹ لپاٹ کر رکھتے ہیں جس سے اُن کو اپنی ہی جان کے لالے پڑے رہتے ہیں۔ بھلا اب وہ بے کس تعلیم کیا حاصل کریں اور قومی کاموں میں کیا حصہ لیں اور اپنے بچوں کی تربیت کیا کریں جب کہ چار دیواری کی قید اور چہرے کے پردے کی وجہ سے وہ خود ہی جاہل رہتی ہیں کیونکہ چہرے کے پردے میں سوائے جہالت اور بیماری کے اور کچھ رکھا ہی نہیں اور جہالت سے ہی کمزوری، کم عقلی، ذلت، رسوائی اور غلامی پیدا ہوتی ہے گویا کہ عورتوں کا باہر چہرہ ڈھانکنا قوم کے غلام بننے کا نشان ہے کیونکہ اس سے ترقی کرنیوالے قویٰ کی قوت سلب ہو جاتی ہے جس کا اثر اولاد پر بھی ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ چہرے پر پردہ پڑ جانے کے ساتھ ہی قوم کی ہر قسم کی ترقی پر پردہ پڑ جاتا ہے اور عورتوں کے لیئے چار دیواری سے باہر کے واقعات پردۂ راز ہو جاتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلعم نے نہ صرف عورتوں کو باہر جانے کی اجازت دی بلکہ یہ ہدایت بھی فرمائی کہ مرد اور عورتیں اس طریقے سے باہر جایا کریں جیسا کہ ذیل کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے: عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیٰ ان یمشی یعنی الرجل بین المرأتین۔ ابن عمر سے روایت ہے منع کیا رسول اللہ صلعم نے مرد کو بیچ میں دو عورتوں کے چلنے سے۔ ابی داؤد۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں زمانہ نبوی میں باہر اپنے کاموں کے لیئے جایا کرتی تھیں اگر وہ نہ نکلتیں تو مردوں کو ایسی ہدایت دینے کی ضرورت نہ پڑتی۔ بہر حال مردوں کو باہر غیر عورتوں کے ساتھ جانے کی ممانعت نہیں کی گئی مگر اب آسودہ حال مسلمان اپنی بیویوں کو اپنے ساتھ بھی کھلے چہرے باہر لانے سے جھجکتے ہیں۔

موجودہ رسمی پردہ کب اور کیسے اختیار کیا گیا

جناب رسالتمآب حضرت محمد مصطفٰےؐ صلعم جب تک اپنی امت کے لوگوں میں رہے وہ اُن پر اس بات کے گواہ تھے کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول کے حکموں پر چلتے تھے مثلاً ایماندار عورتیں اور ایماندار مرد اپنے کاموں کے لیئے کُھلے چہرے باہر جایا کرتے تھے مگر جب آپؐ وفات پا گئے تو اُس کے کچھ عرصہ بعد آپؐ کی اُمت نے عورتوں کے چہرہ ڈھانکنے کی بدعت کو اختیار کر لیا۔ غرضیکہ جو بدعات اور غلط عقائد مسلمانوں نے اختیار کیئے وہ رسول اللہ صلعم کے وفات پا جانے کے بعد اختیار کیئے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے: قال الا وانّ اوّل الخلائق یُکسٰی یوم القیٰمۃ ابراھیم الا وانہٗ یجاء برجالٍ من اُمتی فیوٴخذ بھم ذات الشمال فاقول یا ربِّ اُصیحابی فیقالُ انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ فرمایا سُن لو قیامت کے دن ساری خلقت میں پہلے ابراہیمؑ کو کپڑے پہنائے جائیں گے اور میری اُمت کے کچھ لوگ حاضر کیئے جائیں گے اُن کو بائیں جانب (دوزخ کی طرف) لے چلیں گے میں عرض کروں گا پروردگار یہ تو میرے اصحاب ہیں جواب ملے گا تم نہیں جانتے تمہارے بعد جو انھوں نے نئی نئی باتیں (بدعتیں) نکالیں اُس وقت میں وہی کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے (حضرت عیسٰیؑ) نے کہا کہ میں جب تک اُن لوگوں میں رہا اُن کا حال دیکھتا رہا جب تو نے مجھے وفات دیدی تو تُو ہی اُن کا نگہبان تھا۔ بخاری۔ جیسے مسلمانوں نے اسلامی پردہ کو ترک کر کے رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد رسمی پردہ کو اختیار کر لیا اسی طرح عیسائیوں نے اللہ کو چھوڑ کر حضرت عیسٰیؑ کو اُن کی وفات کے بعد خدا ٹھہرا لیا جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ .... مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنتُ

عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ اور جب کہے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تو نے کہا تھا؟ لوگوں کو کہ ٹھہراؤ مجھ اور میری ماں کو دو معبود سوائے اللہ کے .... میں نے اُن سے کچھ نہیں کہا مگر وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا رب اور تمہارا رب ہے اور میں اُن پر گواہ تھا جب تک میں اُن میں تھا پھر جب تو نے مجھے وفات دیدی تو تو ہی اُن پر نگہبان تھا۔ المائدہ۔ آیۃ ۱۱۷۔ اب فلما توفیتنی کا ترجمہ رسول اللہ صلعم کے واسطے "جب تو نے مجھے وفات دیدی" اور حضرت عیسیٰ ؑ کے لیئے "جب تو نے مجھے زندہ آسمان پر اُٹھا لیا" کے کرنے سے سوائے مولوی صاحبان کی جہالت کے اور کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ غرضیکہ جیسے حضرت عیسیٰ ؑ کی توحید کی تعلیم اُن کی وفات کے بعد غیر قوموں کی بُت پرستی کی رَو میں بہ گئی اسی طرح اسلامی پردہ کی تعلیم جو رسول اللہ صلعم نے تبلائی تھی اُن کی وفات کے بعد غیر قوموں کی عورتوں کے چہرہ ڈھانکنے کی لہر میں بہ گئی۔

جب عرب کے مسلمانوں نے ایران، روم، یونان اور ہندوستان کے ملکوں کو فتح کیا تو وہاں کے امرا اور آسودہ حال مردوں کی عورتیں چہرے ڈھانک کر باہر جایا کرتی تھیں اس لیئے مسلمانوں نے اس خیال سے کہ ہم فاتح قوم ہیں ہماری عورتیں کافروں کے سامنے کُھلے چہرے کیوں جائیں جبکہ اُن کی عورتیں ہمارے سامنے کُھلے چہرے نہیں آتیں۔ اس طرح ضد کی وجہ سے مسلمانوں نے غیر مسلم عورتوں کے گھونگٹ نکالنے یعنی چہرہ چھپانے کی رسم کی تقلید کر کے اپنی عورتوں کے باہر چہرہ ڈھانکنے کو اسلامی پردے میں داخل کر لیا۔ گویا قرآن اور حدیث سے غیر قوموں کی چہرہ ڈھانکنے کی رسم کو دور کرنے کی بجائے اُلٹا اُن کی رسم کو قرآن اور حدیث کے مطابق سمجھ کر اختیار کر لیا گیا جس کی وجہ سے غیر قوموں میں اسلامی پردے کی تبلیغ نہ ہو سکی۔ جیسا کہ ہندوؤں کی رسم کے مطابق مسلمانوں میں بہو کا سُسر سے پردہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے حالانکہ قرآن مجید اس کے خلاف ہے غرضیکہ غیر مسلم کی چہرہ ڈھانکنے کی رسم کو قرآن اور حدیث سے غلط استدلال لے کر تقویت پہنچائی گئی تاکہ جاہل مسلمانوں کو یقین آجائے کہ قرآن اور حدیث عورتوں کے باہر چہرہ ڈھانکنے کی تصدیق کرتے ہیں۔

مسلمان غیر قوموں کی عورتوں کے چہرے ڈھانکنے کی رسم سے اتنے متاثر ہوئے کہ اپنی عورتوں کے باہر چہرہ ڈھانکنے کے لیئے جھٹ "یدنین علیہن من جلابیبہن" کی آیت کے ماتحت چادروں سے گھونگٹ نکالنے یعنی چہرہ چھپانے کے معنی کرلیئے حالانکہ اس میں کوئی ایسا لفظ ہی نہیں جس سے چہرہ ڈھانکنے کے معنی لیئے جائیں گویا کہ ڈھانکنے کے لیئے چہرے کا لفظ اپنے پاس سے زائد کر دیا۔ اور دوسری آیت یغضضن من ابصارہن "اپنی نظریں نیچی رکھیں" کے حکم کے ساتھ یہ مطابقت کر دی کہ گھونگٹ کے اندر نظریں نیچی رکھیں۔ جس کا کوئی فلسفہ ہی نہیں اس طرح سے باوجود غلط ترجمہ کرنے اور دونوں آیتوں کی آپس میں غلط مطابقت کرنے کے پھر بھی چہرہ ڈھانکنے کی رسم کو اسلامی پردے میں داخل کر لیا اسی طرح مسلمان عیسائیوں کے اس عقیدے سے کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پہ ہیں اتنے متاثر ہوئے کہ جھٹ بل رفعہ اللہ کے یہ معنی کر لیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو آسمان پر اُٹھا لیا گویا کہ آسمان کا لفظ از خود زائد کر دیا۔ اور دوسری آیت فلما توفیتنی "جب تو نے مجھے قبض کر لیا" کے ساتھ یہ مطابقت کر دی کہ آسمان سے اُتر کر وفات پائیں گے۔ اس طرح سے باوجود غلط ترجمہ کرنے اور دونوں آیات کی آپس میں غلط مطابقت کرنے کے پھر بھی حضرت عیسیٰؑ کے زندہ آسمان پر جانے کو اسلامی عقائد میں داخل کر لیا۔ اگر مسلمان ذرا بھی غور کرتے تو اُن کو صاف معلوم ہو جاتا کہ نہ تو کوئی ایسی آیت اور حدیث ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ عورتیں باہر چہرہ ڈھانک کر رکھیں اور نہ کسی آیت اور حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے حضرت عیسیٰؑ کو زندہ آسمان پر اُٹھا لیا۔ بلکہ اس کے خلاف عورتوں کو باہر چہرہ کھلا رکھنے اور وفاتِ مسیح[5] ثابت کرنے والی آیات

---

[5] اب احمدیہ جماعت کا صرف وفاتِ مسیح کے منوانے پہ ہی تمام زور دینا اور پردے کی اصلاح کے کام سے چشم پوشی کرنا کوئی عقلمندی نہیں۔ بلکہ اس سے احمدیہ جماعت کی یہ خود غرضی ثابت ہوتی ہے کہ چونکہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے دعوے کی بنیاد وفاتِ مسیح پر تھی اس لیئے وفاتِ مسیح کے منوانے پر زور دیا جاتا ہے۔ ورنہ دوسری رسموں کو جو قرآن اور حدیث کے خلاف مسلمانوں میں رائج ہیں اُن کے دور کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی جاتی۔ جس طرح حیاتِ مسیح کے متعلق بڑے زور شور سے ہر جگہ بحث کر کے وفاتِ مسیح کے منوانے کی کوشش کی جاتی

اور احادیث موجود ہیں غرضیکہ یہ دونوں باتیں جو قرآن و حدیث کے خلاف تھیں محض غیر قوموں کی تقلید کی وجہ سے مسلمانوں میں رائج ہوگئیں جن کا مسلمانوں سے نکلنا اس وجہ سے مشکل ہے کہ

ہے اسی طرح سے رسمی پردہ کے متعلق خوب زور شور سے بحث کرکے کس واسطے اسلامی پردہ منوانے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ احمدیہ جماعت کے آسودہ حال مردوں کو اپنی عورتوں کو کھلے چہرہ باہر نکالنا پڑتا ہے جس سے اُن کے اپنے گھروں پر زد پڑتی ہے اور وفاتِ مسیح کے منوانے سے سو اپنے غیروں کے اپنے گھروں پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ اب اپنے گھروں پر زد پڑنے کی وجہ سے رسمی پردہ کو دور نہ کرنا کمزوری اور بزدلی ہے۔ یہ تو وہی مثال ہوئی میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو۔ حالانکہ پردے کی اصلاح کر کے احمدیہ جماعت کو اپنی عورتوں کو کھلے چہرے باہر کام کرنے کی اجازت دیکر مسلمانوں میں ایک نمونہ قائم کرنا چاہیے تھا۔ کیونکہ وفاتِ مسیح کے ماننے پر کفر کا فتویٰ شائع ہونے کی وجہ سے مسلمانوں سے پہلے ہی بے خوف ہو چکے تھے اب اُن کا قرآن اور حدیث کے ماتحت پردے کی اصلاح نہ کرنا درحقیقت مسیح موعود ؑ کے مشن کو زائل کرنا ہے کیونکہ اُن کے مامور ہونے کی اصل غرض یہ تھی کہ قرآن اور حدیث کے خلاف جو بُری رسمیں مسلمانوں میں رائج ہیں اُن کو دور کرکے اُن کی بجائے اسلامی طریقہ رائج کیا جاوے نہ یہ کہ اُن کی ذات کو منوایا جائے جس پر قادیانی حضرات بڑا زور دے رہے ہیں۔ لُطف کی بات تو یہ ہے کہ قرآن اور حدیث سے جن دلائل کے ساتھ وفاتِ مسیح کو ثابت کیا جاتا ہے ویسے ہی دلائل سے جب یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ باہر بھی مسلم خواتین کے چہرے اور ہاتھوں کا پردہ نہیں ہے تو پھر قادیانی حضرات بھی نہیں مانتے بلکہ یہ جواب دیتے ہیں کیا پہلے مسلمانوں نے قرآن و حدیث کو نہیں سمجھا تھا۔ جیسا کہ حیاتِ مسیح کے ماننے والے کہتے ہیں کہ کیا پہلے مسلمانوں نے قرآن اور حدیث کو نہیں سمجھا تھا جو وہ حیاتِ مسیح کے قائل تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ ہم رسمی یا سیاسی طور پر موجودہ پردہ کے قائل ہیں تو اسی طرح حیاتِ مسیح کے ماننے والے کہتے ہیں کہ ہم بھی سیاسی یا رسمی طور پر حیاتِ مسیح کے قائل ہیں۔

اب احمدیہ جماعت کا یورپین قوموں کی عورتوں کو مسلمان بنا کر اُن کو باہر چہرہ ڈھانکنے کی تلقین نہ کرنا اور اپنی عورتوں کو کھلے چہرے باہر جانے کی اجازت نہ دینا یہ کونسے اسلام کی تعلیم ہے۔ گویا عورتوں کو باہر اسلام کی تعلیم کچھ اور بتلائی جاتی ہے اور اپنے گھروں میں کچھ اور سکھلائی جاتی ہے۔ اس پر وہی مثال صادق آتی ہے ہاتھی کے دانت کھانے

نہ تو قرآن مجید کی آیات پہ غور کرتے ہیں اور نہ عمل اور نہ کوئی مسلمانوں میں اسلامی پردے کی تبلیغ کرتا ہے حالانکہ مہارانی کشمیر نے کئی عورتوں کو موجودہ پردے کے خلاف لکچر دینے کے لیے مقرر کیا ہوا ہے مگر افسوس مسلم بیگمات میں سے کوئی ایسی پُرجوش اور زندہ دل خاتون نہیں اُٹھتی جو شہر بہ شہر رسمی پردے کے خلاف لیکچر دے ۔

جب مسلمان نوابوں اُمراؤں اور مذہبی پیشواؤں اور آسودہ حال مردوں نے چار چار بیویوں کے علاوہ لونڈیوں کو بھی گھروں میں داخل کر لیا اور بوجہ اتنی طاقت نہ ہونے کے اُن تمام کی تسلّی جیسا کہ چاہیئے نہ کر سکے تو پھر اُن کو گھر کی قید اور باہر چہرہ ڈھانکنے کا حکم دیدیا تاکہ یہ باہر خراب نہ ہونے پائیں اور اُنکی بدنامی نہ ہو گویا اپنی کمزوری کا علاج عورتوں کے پردے کی قید میں سمجھا اور نیز اس خیال سے کہ اگر پردہ نہ کیا گیا تو ہماری چار چار بیویاں دیکھی جائیں گی اور دوسرے لوگوں کی ایک ہی - اس لیئے کثرت ازدواجی کی رسموں نے پردے کے پیچوں کو اور زیادہ کس دیا اگر ایسے لوگ رسول اللہ صلعم کے نمونے پر چلتے تو ہرگز مسلمانوں میں یہ بُری رسم نہ پڑتی کیونکہ رسول اللہ صلعم نے پچیس[۲۵] سال کی عمر تک کوئی شادی نہ کی - اس کے بعد ایک بیوہ عورت سے نکاح کر کے ۵۴ برس کی عمر تک ایک ہی بیوی کے

کے اور دکھانے کے اور - اب قادیانی صاحبان کو احمدیت اور ٹرو اسلام صفحہ ۲۶ کے ماتحت یورپین قوموں کی نو مسلم خواتین کا بھی چہرہ باہر ڈھانکنا چاہیئے ورنہ ٹرو اسلام کی تعلیم اُن کو نہیں دیجاتی بلکہ دھوکا دیا جاتا ہے اب مسلم خواتین کو یہ سوچنا چاہیئے کہ اگر اسلامی پردے کی تعلیم عورتوں کو باہر چہرہ ڈھانکنے کی ہوتی تو پھر یورپ میں نو مسلم خواتین کا چہرہ کیوں نہیں ڈھانکا جاتا کیا اُن کے سامنے اصلی اسلام پیش نہیں کیا جاتا - اب اصلی اسلام کی تعلیم تو ایک ہی ہونی چاہیئے - یا تمام مسلم خواتین باہر چہرہ کھُلا رکھیں یا چہرہ ڈھانک کر نہ تو ہرگز نہیں ہونا چاہیئے کہ پُرانی مسلم خواتین تو باہر چہرہ ڈھانک کر رکھیں اور نو مسلم خواتین باہر چہرہ کھول کر حالانکہ پُرانے قیدیوں کو آزادی حاصل کرنے کا حق پہلے ہے اگر یہ کہا جائے کہ یورپ کی رسم کے ماتحت اُن عورتوں کا چہرہ باہر نہیں ڈھانکا جاتا اور ہندوستان کی رسم کے مطابق ہندوستانی عورتوں کا چہرہ باہر ڈھانکا جاتا ہے تو پھر معلوم ہوا کہ اسلام کی اپنی تعلیم کوئی نہیں - صرف اپنے اپنے ملکوں کی رسموں پہ چلنے کا نام ہی اسلام ہے -

خاوند رہے اور پہلی بیوی کی زندگی میں کوئی دوسرا نکاح نہ کیا اور پچپن ۵۵ برس کی عمر میں پہلی بیوی
کے فوت ہو جانے کے بعد ایک کنواری لڑکی سے شادی کی اور اس کے کچھ عرصہ بعد جنگوں کے
زمانے میں گو ایک سے زیادہ بیوہ عورتیں بغرض امداد بیوگان نکاح میں لائے مگر اُن سب کو
اپنے کاموں کے لیئے کھُلے چہرے باہر جانے کی اجازت دی جیسا کہ صحیح بخاری کے الفاظ قَدْ اُذِنَ
لَکُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِکُنَّ "تمھیں اجازت دی گئی کہ اپنی ضرورتوں کے لیئے باہر نکلو" سے ثابت
ہوتا ہے حاجت کا لفظ صاف ظاہر کرتا ہے کہ چہرہ باہر کھُلا رہے ورنہ چہرہ ڈھانکنے سے تو راستہ
بھی نظر نہ آئے گا کام کیسے کریں۔ ماسوائے اس کے حضرت اسمأ والی حدیث سے بھی عورتوں کو
باہر چہرہ کھلا رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اب غیر قوموں نے جو رسول اللہ صلعم کو نہیں مانتیں
اُنھوں نے تو اپنی عورتوں کو اُن کے کاموں کے لیئے کھُلے چہرے باہر جانے کی اجازت دیدی
مگر افسوس آسودہ حال مسلمان جو رسول اللہ صلعم کو مانتے ہیں وہ اپنی عورتوں کو اُن کے کاموں کے
لیئے بھی باہر کھُلے چہرے جانے کی اجازت نہیں دیتے۔ ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا۔

دو دو، تین تین اور چار چار عورتوں کو بھی ایک خاوند کے ساتھ باہر جانے میں شرم
آتی تھی اس لیئے اُنھوں نے بھی اپنے چہرے باہر ڈھانک کر رکھے تاکہ لوگوں کی انگشت نمائی سے
بچتی رہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلعم کے ازواجِ مطہرات نے ایسا نہیں کیا۔ مشہور مثال ہے شرع
میں شرم کیا۔ اس طرح سے عورتوں نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی آزادی کو کھو دیا۔ اب کثرتِ
ازدواجی کو کم کرنے کے لیئے سب سے بہتر علاج عورتوں کے ہاتھ میں یہی ہے کہ جب کوئی مرد کسی
دوسری عورت سے شادی کرنا چاہے تو اُس عورت کو چاہیئے کہ اُس کی پہلی بیوی کی حالت کو
دیکھے کہ آیا اُس کو باہر کھُلے چہرے جانے کی آزادی دی گئی ہے یا نہیں اگر اُس کو یہ آزادی نہ
دی گئی ہو تو پھر اُس کے ساتھ ہرگز نکاح نہ کرے کیونکہ ایسا مرد پردے کی آڑ میں ایک تو عورتوں کو
بُری حالت میں رکھتا ہے نہ کھانے کو اچھا نہ پہننے کو اور دوم عورتوں کی آزادی میں سدِّراہ
ہوتا ہے۔ عورت کی اس آزادی کی شرط سے شاید ہی کسی مسلمان کو اتنی جرأت و ہمت پڑے

کہ دوسری شادی کر سکے البتہ پردے کی آڑ میں تین کی بجائے چار کر لے حالانکہ پچپن[۵۵] سال کی عمر تک پہلی بیوی کی حیات میں زیادہ بیویاں کرنا اور کرنا بھی سب کی سب کنواریاں اور اُن کو باہر اپنے کاموں کے لیئے کھلے چہرے جانے کی اجازت بھی نہ دینا رسول اللہ صلعم کی سنّت کے خلاف ہے

بعض مسلمان اس رسمی پردہ کے اختیار کرنے کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ جب مسلمان ہندوستان میں حکمراں ہو کر آئے تو اُس وقت بداخلاقی کا بہت زور تھا اور اُن کی عورتوں کی عصمت خطرہ میں پہنچی تھی اس واسطے موجودہ پردہ اختیار کرنا پڑا۔ اب ایسے مسلمانوں سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ کیا سات سو سال تک ہندوستان میں مسلمانوں کے عہد میں بداخلاقی کا ہی دور رہا۔ اور جب مسلمان باوجود حکومت ہونے کے اپنی عورتوں کی عصمت کی حفاظت نہیں کر سکتے تھے تو حکومت کس کام کی تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان حکومت کرنے کے لایق ہی نہ رہے تھے۔ اب انگریز ۶ ہزار میل کے فاصلہ سے آکر ہندوستان پر حکومت کر رہے ہیں۔ اُنھوں نے تو اپنی عورتوں کے چہرے باہر اس خیال سے نہ ڈھانکے کہ ہندوستان میں بہت بداخلاقی[۵۶] ہے۔ غرضیکہ انگریز اور مسلمان حکمرانوں کی ذہنیت میں اتنا فرق ہے کہ انگریز بداخلاق مردوں کو جرم ثابت ہونے پر سزا دیتے ہیں اور مسلمان بداخلاق مردوں سے ڈر کر اپنی عورتوں کو ہی بغیر کسی جُرم کے ثابت ہونے کے گھروں میں قید اور باہر چہرہ ڈھانکنے کی سزا دیتے ہیں۔ تُف ہے ایسی حکومت پر جس میں عورتوں کی عصمت اپنے خاوندوں کے ساتھ بھی کھلے چہرے باہر جانے پر خطرہ میں رہے۔ حالانکہ اگر حاکمِ وقت اپنی بیوی کو کھلے چہرے باہر لے کر جائے تو رعایا میں سے کسی مرد کو بھی اُس کی عورت کی طرف نظر بھر کر دیکھنے کی جرأت نہ ہو گی بلکہ اُن کے رعب کی وجہ سے مؤدبانہ طریقے سے اُن کی عزّت کریں گے۔ مگر افسوس مسلمان حکمرانوں نے اس فلسفہ کو ہی نہ سمجھا۔

بعض مسلمان اس رسمی پردے کے اختیار کرنے کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ جب امیر تیمور نے[۵۷]

---

[۵۶] جب موجودہ رسمی پردہ ہندوستان میں بداخلاقی اور امیر تیمور کی فوج کے خوف کی وجہ سے اختیار کیا گیا تو پھر دوسرے ملک کے مسلمانوں نے کس وجہ سے اپنی عورتوں کے باہر چہرہ ڈھانکنے کا پردہ اختیار کیا اگر وہاں بھی ایسے ہی

ہندوستان پر حملہ کیا اُس کی فوج کے سپاہی زبردستی عورتوں کو پکڑ کر لے جاتے تھے اس واسطے عورتوں کو گھروں میں بند رکھنے کی رسم پڑ گئی اس واقعہ کو گزرے ہوئے کئی صدیاں گزر گئیں مگر ابھی تک مسلمانوں کے دلوں میں اس کا اتنا خوف چھایا ہوا ہے کہ قرآن اور احادیث کے احکام کے ماتحت آسودہ حال مردوں کو اپنی عورتوں کو کھلے چہرے باہر نکالنے کی جرأت ہی نہیں پڑتی کیوں نہ ہو زندہ قوم ہے۔ سیلف گورنمنٹ یعنی سوراج لینے کا تو ایسی ہی قوم کا حق ہے جو کہ ابھی تک اپنی عورتوں کو باہر کھلے چہرے نکالنے سے ڈرتی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیمور کی فوج باہر پڑی ہو اور جھٹ عورتوں کو اُٹھا کر لے جائے۔ اب اگر ہندوستان کو کچھ سوراج مل بھی گیا تو فائدہ تو وہی قوم اُٹھائے گی جو تعلیم یافتہ اور دلیر ہو گی۔ مثلاً پریم دیبی اور رام پیاری تو دفتروں میں کام کریں گی اور خیر النسا اور فضل النسا پردے میں بیٹھیں گی۔ اور دیکھ دیکھ کر جھپیں گی اور چھپ چھپ کے دیکھیں گی۔ غیروں کو تو چہرہ دکھائیں گی اور اپنوں سے چھپائیں گی:

رسمی پردہ اختیار کرنے کے مندرجہ ذیل وجوہات بھی ہیں:

(۱) بعض مسلمانوں کے قویٰ کا اتنا کمزور ہونا کہ عورتوں کے چہرے دیکھنے کی تاب ہی نہ لا سکنا اور اپنے جذبات پر قابو نہ پا سکنا۔ اس طرح اپنی کمزوری کا علاج عورتوں کے چہرہ ڈھانکنے میں سمجھنا۔ (۲) بعض مسلمانوں کا اس وجہ سے کہ اُن کی باہر کی عیاشی گھر کی عورتوں کو معلوم نہ ہو سکے اس لیئے اُن کو گھروں میں بند رکھنا۔ (۳) بعض مسلمانوں کا اپنی عیاشی کی وجہ سے عورتوں کے چال چلن کے متعلق بھی بدگمان ہو جانا کہ جیسے ہم باہر عیاشی کرتے ہیں اسی طرح یہ بھی کریں گی اس لیئے

اسباب تھے تو پھر ایسے پردے کو قرآن اور حدیث سے ثابت کرنے کی کیوں کوشش کی جاتی ہے کیونکہ یہ تو قوم کو دھوکا دینا ہے کہ قرآن اور حدیث کے پردے میں مسلم خواتین کو ایسے پردے کا حکم دیا جاتا ہے جو کہ قرآن اور حدیث میں نہیں ہے اگر قرآن وحدیث میں عورتوں کو باہر چہرہ ڈھانکنے کا حکم ہے تو پھر موجودہ پردے کو شرعی پردہ کیوں نہیں کہا جاتا سیاسی کیوں کہا جاتا ہے۔ جب ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں مسلمانوں کی سیاست ہی نہیں رہی تو پھر سیاسی پردہ کیوں رہے اس کی تو وہی مثال ہوئی سانپ نکل گیا لکیر پیٹا کرو۔ رہنا جھونپڑوں میں خواب دیکھنا تیش محل کے

اُن کو کھلے چہرے باہر جانے کی اجازت نہ دینا بلکہ قید کر کے نیک بنانا۔ (۴) بعض مسلمانوں کا یہ سمجھ کر کہ ہماری عورتوں کو کوئی بہکا کر نہ لے جائے اس لیئے اُن کو ایسے پردے میں رکھنا کہ کوئی اُن کو دیکھنے نہ پائے مگر خود دوسری عورتوں کو بہکانے کے درپے رہنا۔ چنانچہ بعض مسلمانوں کا دوسری قوموں کی عورتوں کو زبردستی لے آنا پردے کے بہانے سے گھروں میں قید رکھنا اور باہر اُن کا چہرہ ڈھانک کر رکھنا تاکہ پہچانی نہ جائیں اور لڑائی فساد تک نوبت نہ پہنچے۔ (۵) بعض مسلمانوں کا یہ سمجھ کر کہ ہماری عورتیں بدمعاشی نہ کرنے پائیں اس لیئے اُن کو گھروں میں بند اور باہر اُن کا چہرہ ڈھانک کر رکھنا۔ کہ نہ یہ غیر مردوں کو دیکھیں گی اور نہ بدمعاشی کریں گی مگر خود بدمعاشی سے باز نہ آنا۔ (۶) بعض مسلمانوں کا اپنی عورتوں کے چال چلن پر اعتماد اور بھروسہ کا نہ ہونا اس لیئے اُن کو چار دیواری کی قید میں اور باہر اُن کا چہرہ ڈھانک کر رکھنا۔ (۷) بعض مولوی، مذہبی پیشوا صاحبان، لیڈرانِ قوم اور آسودہ حال مسلمانوں کا خود غرضی، تکبر اور بڑائی ظاہر کرنے کی غرض سے اپنی عورتوں کو گھروں میں بند اور باہر اُن کا چہرہ ڈھانک کر رکھنا۔ (۸) بعض مسلمانوں کا عیاشی کی غرض سے عورتوں کے چہرے کا پردہ بنانا تاکہ باہر لوگوں کو معلوم نہ ہو جائے کہ مرد کس عورت سے بدمعاشی کرتا ہے۔ اور عورت بھی پہچانی نہ جائے کہ کونسی بدمعاشی کرتی ہے اور کہاں جاتی ہے خواہ وہ اپنے خاوند کے پاس سے ہی گزر جائے۔ اس طرح ایسے پردے کو بدمعاشی کی آڑ بنانا اور عورتوں کا غیر مردوں کو برقعہ اور ڈولی میں اپنے گھروں میں لے آنا۔ (۹) بعض مسلمانوں کا اپنی عورتوں کو خوبصورت سمجھنے کی وجہ سے گھروں میں بند اور باہر اُن کا چہرہ ڈھانک کر رکھنا تاکہ کوئی مرد اُن کو اُڑا کر نہ لے جائے۔ (۱۰) بعض مسلمانوں کا محض اس خیال سے کہ ہماری عورتیں خوبصورت نہیں اور بعض مسلمانوں کا اس وجہ سے کہ ہماری عورتیں تعلیم یافتہ نہیں اور اُن کو غیر مردوں سے بات کرنے کا سلیقہ نہیں اس لیئے اُن کو گھروں میں بند اور باہر اُن کا چہرہ ڈھانک کر رکھنا۔

موجودہ رسمی اور سیاسی پردے کے حامیوں کے اعتراضوں کے جوابات

بعض مُلا لوگ یہ کہتے ہیں کہ چونکہ زمانہ بُرا ہے اس لیئے عورتوں کے چہرے باہر ڈھانکے جاتے ہیں
اب ایسے عقلمندوں سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ کیا زمانہ صرف عورتوں کے لیئے بُرا ہے اور مردوں کے
لیئے بُرا نہیں ہے؟ زمانہ کا اثر تو دونوں پر یکساں ہونا چاہیئے۔ کیا وجہ ہے کہ مرد تو باہر کُھلے
چہرے پھریں اور عورتیں چہرہ ڈھانک کر رکھیں۔ حالانکہ زمانہ کو بُرا کہنا ہی منع ہے جیسا کہ اس
حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ عن ابو ھریرۃ قال قال رسول اللہ قال اللہ تعالٰی یوذینی ابن آدم
لیسب الدھر وانا الدھر بیدی الامر اقلب اللیل والنہار ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ نے
اللہ تعالٰی فرماتا ہے انسان مجھے دُکھ دیتا ہے کہ زمانہ کو بُرا کہتا ہے اور میں زمانہ ہوں میرے ہاتھ میں
اختیار ہے کہ رات دن کو بدلتا ہوں۔ ابوداؤد۔

بعض مولوی اور پیشوا صاحبان اور لیڈران قوم یہ کہتے ہیں کہ موجودہ رسمی اور سیاسی پردہ
زمانے کی حالت کے مناسب ہے خدا معلوم ایسے عقلمندوں کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ اسلامی پردہ
زمانے کی حالت کے موافق نہیں ہے اور وہ کونسا زمانہ آئے گا جس وقت اسلامی پردہ یعنی عورتوں کا
اپنے مقاماتِ زینت کو چھپا کر گھروں سے باہر اپنے کاموں کے لیئے کُھلے چہرے جانا مناسب ہو گا۔
تقریباً ہزار سال سے یہی رسمی پردہ یعنی عورتوں کو گھروں میں قید رکھنا یا ہر ڈولی میں بٹھا کر گھر سے
نکالنا اور بُرقعہ کا اُڑھانا جاری ہے۔ اگر زمانے کا یہی حال قیامت تک رہیگا تو یہ رسمی پردہ
بھی قیامت تک رہے گا گویا کہ اسلامی پردہ پر عمل کرنا کبھی آسودہ حال مسلمانوں کی عورتوں کو
نصیب ہی نہ ہو گا۔ بھلا ایسے عقلمندوں سے کوئی یہ پوچھے کہ کبھی وہ وقت بھی کسی قوم پر آسکتا ہے
کہ اُس میں کوئی مرد اور عورت بدمعاش اور بدچلن نہ ہو اگر بدمعاش اور بدچلن بھی قیامت تک
رہیں گے تو کیا پھر مسلمان اپنی عورتوں کو اُن کے خوف کی وجہ سے اسلامی پردہ اختیار نہ کرنے
دیں گے۔ حالانکہ شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کے حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگ بھی دنیا میں

رہیں گے جن سے اپنی عصمت کی حفاظت کرنی ہے اگر ایسے لوگ دنیا سے نیست و نابود ہو جائیں یا سب مرد اور عورت فرشتہ ہی بن جائیں تو پھر شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم بے فائدہ ہوگا۔ البتہ اُس وقت آسودہ حال مسلمان اپنی عورتوں کو کھلے چہرے باہر لائیں گے نہ تو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔ کیا جب اسلامی پردے کے احکام نازل ہوئے تھے تو اُس وقت بدمعاش ہستیاں موجود نہ تھیں۔ کیا بہادری اسی کا نام ہے کہ بدمعاش کوئی نہ ہو۔ اور عصمت کی حفاظت کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ اور پھر باعصمت کہلائیں یا یہ بہادری ہے کہ باوجود بدمعاشوں کے موجود ہونے کے پھر بھی شرمگاہوں کی حفاظت کر کے متقی اور پرہیزگار کہلائیں۔ اسلامی پردے کی تو یہی خوبی ہے کہ باہر بھی کھلے چہرے جا کر اپنا کام کریں اور اپنی عصمت کو بدمعاشوں سے بچا کر باعصمت کہلائیں۔

اگر موجودہ رسمی پردے کو زمانے کی حالت کے مناسب اور موافق بتانے والے مولوی اور مذہبی پیشوا صاحبان کو یہ کہا جائے کہ اب اس طریقہ سے نماز کا پڑھنا روزہ کا رکھنا زکوٰۃ کا دینا حج کا کرنا زمانے کی حالت کے مناسب اور موافق نہیں ہے بلکہ کسی اور طریقے سے ادا کیے جائیں تو پھر ایسے مولوی صاحبان کیا جواب دیں گے جو جواب اس سوال کے جواب میں دیا جائے وہی جواب اسلامی پردہ کے بجائے رسمی پردہ کے اختیار کرنے کے متعلق سمجھا جائے خدا معلوم ایسے علمائے کرام کا فہم قرآن کہاں ہے کہ اللہ تعالےٰ کے دو مساوی احکام کو "اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں" چونکہ اُس نے ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو اپنے علم سے تمام زمانوں کی حالت کے مناسب اور موافق دیئے تھے تاکہ لوگوں کے اخلاق کی اصلاح ہوتی رہے۔ اب ایسے احکام کو مسلم خواتین کے

لہ۔ جب مسلمانوں سے یہ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلعم اور آپ کے صحابہ کی عورتیں تو کھلے چہرے باہر کام کرتی تھیں تو پھر اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ اُس زمانہ کے لوگ نیک تھے اور آجکل کے لوگ خراب ہیں تو پھر بہتر یہی ہے کہ اس زمانہ کے لوگوں کے موافق احکام نازل ہونے چاہئیں کیونکہ قرآن مجید کے احکام تو اُس زمانے کے نیک لوگوں کے لیئے تھے کیا اُس زمانہ کے کافر بھی نیک تھے کیونکہ اُن سے بھی تو مسلم خواتین چہرہ نہیں ڈھانکتی تھیں۔ ایسے لوگوں کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ اللہ کے احکام تو اس واسطے ہوا کرتے ہیں تاکہ بُرے لوگ نیک بن جائیں۔ اور نیک لوگ باخدا انسان بن جائیں

حق میں ناقابلِ عمل سمجھ کر اس کے خلاف سیاسی پردے کو اختیار کر کے اُسی کو زمانے کی حالت کے مناسب سمجھتے ہیں۔ یہ ہے مولوی صاحبان کا فہم قرآن۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے بعض احکام تو بہ نعوذ باللہ زمانے کی حالت کے موافق نہیں ہیں جس طرح علمائے کرام اور صوفیانِ عظام قرآنی پردے کو زمانے کی حالت کے مناسب اور موافق نہیں سمجھتے اسی طرح بعض لوگ اب نماز روزہ حج زکوٰۃ کے احکام کو بھی زمانے کی حالت کے موافق نہیں سمجھتے۔ کیا قرآن مجید کے تمام احکام قیامت تک کے زمانوں کی حالت کے مناسب نہیں ہیں۔ اگر ہیں تو پھر اسلامی پردے کو کس واسطے تمام زمانوں کی حالت کے مناسب نہیں سمجھا جاتا۔ کیا خدا نے قرآن مجید میں یہ حکم بھی دیا ہے کہ "اگر میرے احکام زمانے کی حالت کے موافق نہ ہوں تو اُن کو بدل کر یا چھوڑ کر از خود زمانے کی حالت کے موافق احکام بنا لیا کرو"۔ اگر کوئی ایسا حکم ہے تو پھر خدا اور انسانوں کے حکموں میں کیا فرق ہوا۔ اس سے بڑھ کر مسلم خواتین کا چہرہ باہر ڈھانکنے والے مسلمانوں کی قرآن مجید کے حکموں سے لاعلمی اور جہالت کیا ہو سکتی ہے کہ جب مسلمانوں کی اپنی حکومت تھی اُس وقت بھی اپنی عورتوں کو گھروں میں قید اور باہر اُن کا چہرہ ڈھانک کر رکھتے تھے اور جب غیر کی حکومت ہو گئی تو پھر بھی اسی بیماری میں مبتلا ہیں جس کی بدولت مسلمانوں کی حکومتیں چھن گئیں۔ مسلمانوں کی سیاست تو جہالت سے جاتی رہی جو کہ رسمی پردے کی وجہ سے تھی۔ مگر اس کی یادگار سیاسی پردہ ابھی تک قائم ہے مگر یہ بھی سیاست کی طرح رفتہ رفتہ نیست و نابود ہو جائے گا۔ اگر مسلمانوں نے خود رسمی پردے کی اصلاح نہ کی تو جیسا غیر قوموں نے مسلمانوں کی سیاست کو تباہ کر دیا اسی طرح سیاسی پردے کو بھی تباہ کر دیں گی۔ چنانچہ آجکل بھی بعض مسلم خواتین مسلمانوں کی انگشت نمائی سے بچنے کے لیے غیر مسلم عورتوں کا لباس پہن کر اُن کے ساتھ کھلے چہرے باہر جاتی ہیں۔ جو کہ مسلمانوں کے لیے شرم کا مقام ہے بعض ملا لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر مسلمانوں کی اپنی بادشاہت ہو یا صرف مسلمانوں کی اپنی آبادی ہو

قرآن مجید کے احکام بدلنے کا تو رسول اللہ صلعم کو بھی اختیار نہ تھا مگر مسلمانوں نے غیر مسلموں کے اس خوف سے کہ ہماری عورتوں کے چہرے نہ دیکھ لیں خدا کے احکام ہی بدل دیے اگر یہ کہا جائے کہ نماز روزہ وغیرہ کے احکام بھی تو اُس وقت کے نیک لوگوں کے لیے

اُس حالت میں مومن عورتوں کا چہرہ باہر کُھلا رہنا چاہیئے ورنہ ہندوستان جیسے مُلک میں جس جگہ کئی فرقے ہوں عورتوں کو اپنا چہرہ ڈھانک کر رکھنا چاہیئے ایسے لوگوں کو اس حکم قُل للمومنٰت یغضضن من ابصارہن ''ایمان دار عورتوں کو کہدے اپنی نظریں نیچی رکھیں'' کے نزول کے وقت کے مسلمانوں کی حالت پر غور کرنا چاہیئے کہ اُس وقت نہ تو مسلمانوں کی اپنی سلطنت تھی اور نہ ہی کثرت۔ اور فرقے بھی کئی تھے۔ مثلاً عیسائی، یہودی، صابئین، مشرک، منافق، بُت پرست، کافر وغیرہ جو کہ سب کے سب مسلمانوں کے دشمن تھے مگر پھر بھی اللہ تعالےٰ نے باوجود ایسی حالت ہونے کے اور اسلامی حکومت کے قائم نہ ہونے کے ایماندار عورتوں کو مردوں کی طرح باہر کھلے چہرے نظریں نیچی رکھنے کا حکم دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت ہر جگہ چہرہ کھلا رکھنے کے لیئے فطرتاً آزاد ہیں۔ خواہ اپنی حکومت یا آبادی ہو یا نہ ہو۔ مگر سخت افسوس ہے کہ مسلمانوں نے باوجود اپنی بادشاہت اور اپنی آبادی ہونے کے پھر بھی اپنی عورتوں کو گھروں میں قید اور باہر اُن کے چہروں پر غلاف چڑھا کر رکھا۔ جیسا کہ آجکل دکن حیدرآباد و عراق۔ عرب۔ افغانستان۔ ایران وغیرہ میں ہو رہا ہے۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔

بعض مُلّا لوگ یہ کہتے ہیں کہ چونکہ غیر مسلم اپنی نگاہیں نیچی نہیں رکھتے اس واسطے عورتوں کے چہرے باہر ڈھانکے جاتے ہیں۔ کیا خدا کو نعوذ باللہ نظریں نیچی رکھنے کا حکم دیتے وقت اتنا بھی علمِ غیب نہ تھا کہ غیر مسلم اپنی نظریں نیچی نہیں رکھیں گے۔ اگر خدا کو اس بات کا علم نہ تھا تو پھر ایماندار مردوں اور عورتوں کو باہر کُھلے چہرے نظریں نیچی رکھنے کا مساوی حکم کیوں دیا جب غیر مسلم کا مسلمانوں کے دلوں میں اتنا خوف چھایا ہوا ہے کہ اُن کے ڈر کی وجہ سے مسلمان اپنی عورتوں کے چہرے باہر ڈھانک کر رکھتے ہیں تو جنگ یعنی جہاد میں مسلم خواتین کو کونسی بہادری کا کام کرنا ہے۔ کیونکہ وہ تو غیر مسلم کے سامنے اپنا چہرہ بھی کھلا نہیں رکھ سکتیں۔ گویا کہ اُن میں شجاعت، ہمت اور دلیری کا مادّہ ہی نہیں رہا۔ اور اُن پر اتنی بُزدلی غالب آگئی ہے کہ غیر مرد کی شکل دیکھتے ہی جھٹ اپنا چہرہ ڈھانک لیتی ہیں۔ بالفرض اگر ہماری عورتوں کا چہرہ غیر مسلم نے دیکھ لیا تو مسلم خواتین کا کیا بگڑ گیا بشرطیکہ وہ نظریں نیچی رکھیں۔*

---

* تھے آجکل کے لوگ خراب ہیں لہذا ان احکام پر عمل نہیں کرتے تو پھر مُلّا لوگ کیا جواب دیں گے ۱۲

آخر غیر مسلم عورتیں بھی تو کھلے چہرے باہر مسلمانوں کے سامنے پھرتی ہیں مسلمان اُن کا کیا بگاڑ لیتے ہیں حالانکہ بعض مسلمان اُن کو گھور گھور کر دیکھتے ہیں کیا آجکل بعض مسلم خواتین باہر نقاب اُٹھا کر غیر مسلم کو خود اپنے چہرے نہیں دکھاتیں گویا جس کام کے نہ کرنے سے مسلمان ڈرتے ہیں وہ کام بعض مسلم خواتین خود اپنے ہاتھوں سے کر دیتی ہیں۔

ایسے اعتراض کرنے والے مسلمانوں کو اتنا بھی علم نہیں کہ نظریں نیچی رکھنے اور پردے کے احکام نازل ہونے کے بعد بھی مومن عورتیں غیر مسلموں کے سامنے اپنے کاموں کے لیے کھلے چہرے باہر جاتی تھیں کیا جہاد، حج اور نماز کے لیے مسجدوں کو آتے جاتے وقت غیر مسلم ایماندار عورتوں کی شکلیں نہیں دیکھا کرتے تھے اصل بات یہ ہے کہ ایماندار عورتوں کی آزادی کو سلب کرنے کے لیے خدا کے حکموں کی بھی پرواہ نہ کر کے طرح طرح کے حیلے تراشے گئے ہیں آخر عورتوں کی فریاد[1] بھی قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ کے ماتحت اللہ تعالیٰ سُن لے گا اور اُن کو اس بے جا اور باہر حواس خمسہ کے بند رکھنے سے رہائی دے گا۔ عورتوں کی آزادی اُن کے تعلیم یافتہ ہونے پر منحصر ہے بشرطیکہ وہ خود بھی کوشش کریں اور اُن جاہل مولوی اور مذہبی پیشوا صاحبان اور لیڈران قوم کو جو کہ مسلم خواتین کو گھروں میں عمر بھر کی قید اور باہر چہرہ ڈھانکنے کا غلط فتویٰ دے کر اُن کی آزادی میں

---

[1] بیگم صاحبہ غلام فاطمہ لیڈی سپرنٹنڈنٹ اُردو میونسپل اسکول بمبئی نے مردوں کے ظلم کے متعلق کیا خوب کہا ہے:-

کیا چین ملا بزمِ جہاں میں ہمیں آ کے — بس ہم تو ہدف ہو گئے مردوں کی جفا کے
لب پہ کبھی آیا ہی نہیں حرفِ تمنا — بے عقل رہے واقعی حق اپنے گنوا کے
جاہل بھی ہے کم عقل بھی ہے مرد کے نزدیک — کب اس کو پسند آتے ہیں آئین حیا کے
اقوام جہاں میں یہ گرے سب کی نگاہ سے — کیا مرتبہ پائیں گے یہ عورت کو ستا کے
کب تک ہدفِ تیرِ ملامت تو رہے گی — کر حضرتِ باری میں دعا ہاتھ اُٹھا کے
اے مردِ مسلماں ہے اگر دل میں ترے درد — سُن لے مرے نالے کہ یہ نالے ہیں بلا کے
میدانِ ترقی میں نکل اپنی جگہ سے — ہو تیغ بکف جوہر اسلام دکھا کے

سدِراہ ہیں حقارت اور نفرت کی نگاہوں سے دیکھیں اور ایسے مسلمانوں کی جو کہ اُن کو ساری عمر کی قید اور باہر چہرہ ڈھانکنے کی مصیبتوں سے رہائی دلانے کی کوشش کر رہے ہیں ہر طرح سے امداد کریں مسلم خواتین کو یہ اچھی طرح ذہن نشیں کر لینا چاہیئے کہ جتنے حقوق کوئی شخص چھوڑتا ہے اُتنے ہی حقوق اُس کے چھینے جاتے ہیں عورتوں کو کبھی اپنے حقوق ضائع نہیں کرنے چاہئیں جان چلی جائے مگر حقوق نہ جائیں مسلمانوں نے جب اپنی عورتوں کی آزادی کو جو اللہ اور اُس کے رسول نے اُن کو دی تھی سلب کر لیا تو خدا نے ایک دوسری قوم کو ہزارہا میل کے فاصلے سے لا کر اور اُن پر مسلط کر کے اُن کی آزادی کو سلب کر لیا اب اپنی عورتوں کا آزاد نہ کرنا اور اپنی آزادی کے لیئے جدّوجہد کرنا ایک بے فائدہ کوشش ہے جو قیامت تک کامیاب نہ ہوگی تا وقتے کہ مسلمان پہلے اپنی عورتوں کو آزادی نہ دے لیں مسلمانوں کی آزادی اُن کی عورتوں کی آزادی پر منحصر ہے کیونکہ غلام عورتوں کی اولاد ہمیشہ غلام ہی ہو کر رہا کرتی ہے۔ چنانچہ جن حکمراں قوموں کی عورتیں گھروں میں قید اور باہر چہرہ ڈھانک کر رکھی تھیں وہ اُن قوموں کی جن کی عورتیں کھُلے چہرے باہر پھرتی ہیں یا تو سب کی سب غلام ہو گئیں یا ہو کر رہیں گی بشرطیکہ اسلامی پردہ اختیار نہ کیا گیا۔

بعض مسلمان یہ کہتے ہیں کہ چونکہ اکثر مسلمانوں کی نظریں نیچی نہیں رہتیں اور اُن کی سوسائٹی خراب ہے اس لیئے عورتوں کا چہرہ باہر ڈھانکا جاتا ہے یہ تو عیسائیوں کے کفارہ کی سی بات ہے کہ گناہ کوئی کرے اور سزا کسی کو دی جائے۔ اگر بعض مسلمانوں کا اپنا چال چلن خراب ہے تو پھر عورتوں کو چہرہ ڈھانکنے کی سزا کیوں دی جاتی ہے اس میں اُن کا کیا قصور ہے۔ بیمار تو مرد ہوں اور دوائی عورتوں کو پلائی جائے۔ قربان جایئے ایسی سمجھ اور عقل کے اصل بیمار کو تو دیکھتے نہیں اور علاج تندرست کا کرتے ہیں۔ گناہ تو عیسائی کریں اور کفارہ مسیح ع ہو جائیں اسی طرح قصور تو مسلمان مرد کریں اور کفارہ عورتیں ہو جائیں۔ بھلا جس قوم میں ایسے عقلمند اور فلسفہ داں لوگ ہوں وہ قوم دینی اور دنیوی کیا ترقی کر سکتی ہے۔ عیسائیوں نے تو ایک کفارہ بنا کر حضرت عیسیٰ ع کو آسمان پر چڑھا دیا گویا اپنے کفارے کی عزت کی اور مسلمانوں نے اپنی

عورتوں کو کفارہ بنا کر گھروں میں بند کر دیا گویا اپنے کفارے کو ذلیل کیا۔ خدا معلوم ایسی سوسائٹی اُس عورت پر کیا بُرا اثر ڈال سکتی ہے جو کہ اپنے خاوند کے ساتھ کھلے چہرے باہر جائے کیا اُس کا خاوند اتنا ہی کمزور ہے کہ باہر اپنی موجودگی میں بھی اُس کی عصمت کی حفاظت نہیں کر سکتا جو اُس کو چہرہ ڈھانکنے کی ضرورت پڑتی ہے اگر خاوند ایسا ہی کمزور ہے تو پھر شادی ہی کیوں کی تھی۔

بعض مسلمان یہ کہتے ہیں چونکہ عورتوں کے کھلے چہروں سے باہر مردوں میں فتنہ پڑتا ہے اور بیحیائی پھیلتی ہے اس لیئے مسلم خواتین کا چہرہ باہر ڈھانکا جاتا ہے گویا ایسی عورتوں کا چہرہ فتنہ انگیز اور بیحیائی کا سرچشمہ ہے۔ سُبحان اللہ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ "یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا ہے" التین ۹۵۔ آیت ۴۔ خدا نے تو عورتوں کا چہرہ مردوں کے چہرے کی طرح بھلا، خوبصورت اور دلکش بنایا مگر بعض کم عقل مسلمانوں نے اس کو فتنہ انگیز اور بیحیائی کا سرچشمہ قرار دیدیا۔ یہ ہے مسلمانوں کی عقل جس سے وہ اپنی عورتوں کی ایسی عزت کرتے ہیں ایسے کوتاہ اندیش مسلمانوں کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ جب عورتوں کے چہرے سے فتنہ پیدا ہوتا ہے تو پھر خدا نے اُن کا چہرہ ہی ایسا کیوں بنایا۔ قصور تو نعوذ باللہ چہرہ بنانے والے کا ہوا کہ ایک جھلّی دار پردہ اُس کے چہرے پر نہ لگایا کہ جب عورت باہر جائے تو جھٹ پردے سے چہرہ ڈھک جائے اور گھر میں آئے تو پردہ ہٹ جائے نہ کہ عورت کا قصور۔ اگر عورتوں کے چہرے سے باہر فتنہ پڑتا ہے تو پھر گھروں میں فتنہ کیوں نہیں پڑتا۔ جو چہرہ فتنہ انگیز ہے وہ ہر جگہ فتنہ انگیز ہے این فتنہ است خوابیدہ بہتر است۔ بہتر یہی ہے کہ گھر کی چار دیواری میں بھی عورتوں کا چہرہ ڈھانک کر رکھا جائے کیونکہ دیور بہنوئی وغیرہ بھی تو گھر ہی میں جاتے ہیں عورتیں اپنے میکے میں بھی باہر کھلے چہرے پھرتی ہیں کیا وہاں اُن کا چہرہ فتنہ انگیز نہیں ہوتا۔ اگر عورتوں کا چہرہ مردوں کے لیئے فتنہ انگیز اور بیحیائی کا سرچشمہ ہے تو پھر مردوں کا چہرہ عورتوں کے لیئے کیوں فتنہ انگیز اور بیحیائی کا سرچشمہ نہیں ہے اور کس واسطے وہ اپنا چہرہ باہر نہیں ڈھانکتے۔ اصل بات یہ ہے کہ عورتوں کے چہرے کو فتنہ انگیز اور بیحیائی کا سرچشمہ قرار دے کر

اُن کو ذلیل کیا جاتا ہے جب ایسے مسلمان اپنی عورتوں کے چہروں کو فتنہ انگیز قرار دے کر باہر ڈھانک رکھتے ہیں تو غیر مسلم خواتین اُن کے سامنے کھُلے چہرے پھرتی ہیں جس کی وجہ سے مسلمان ہر وقت فتنہ میں پڑے رہتے ہیں۔ کیوں نہ ہو ترقی کرنے والی قوم ہے۔ جب ایسے مسلمانوں کو عورتوں کے چہرے کے فتنہ سے ہی نجات نہیں ملتی تو اُن کو دوسرے کاموں کی طرف توجہ کرنے کی فرصت کہاں۔ غیر مسلم تو ہرگز اپنی عورتوں کے چہروں کو فتنہ انگیز قرار نہیں دیتے۔ خدا نے تو باہر کھلے چہرے نظریں نیچی رکھنے کے مساوی حکم سے فتنوں سے بچنے کا علاج بتلایا تھا کیا ایسا حکم دیتے وقت نعوذ باللہ خدا کو یہ معلوم نہ تھا کہ عورتوں کے باہر چہرہ کھُلا رکھنے سے فتنہ پڑے گا جب یہ معلوم تھا تو پھر ایسا حکم کیوں دیا۔

بعض مسلمان یہ کہتے ہیں کہ چونکہ عورتوں کا چہرہ ہی زینت اور خوبصورتی ہے اس لیے اُن کا چہرہ باہر ڈھانکا جاتا ہے۔ چہرہ کی خوبصورتی کیا ہوئی عذابِ جان ہوئی "بھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹیں دونوں کان" اس سے تو بدصورتی ہی اچھی کیونکہ خدا کی تازہ ہوا، علم، تجربہ، زمانہ شناسی اور مشاہدات قدرت سے تو محروم نہ رہے گی۔ خدا نے خواہ مخواہ خوبصورتی کو پیدا کر کے مسلمانوں کو باہر چہرہ ڈھانکنے کی مصیبت میں ڈال دیا۔ کیا تمام ایماندار عورتوں کے چہرے پُر زینت، دل کش اور خوبصورت ہیں۔ اور دیہاتی اور شہری غریب مسلم خواتین کے چہرے ایسے نہیں ہیں اگر تمام آسودہ حال مسلمانوں کی عورتوں کے چہرے خوبصورت نہیں ہیں تو پھر کس واسطے بدصورت عورتوں کے چہرے ڈھانکے جاتے ہیں۔ گیہوں کے ساتھ گھُن کیوں پسا جاتا ہے ایسے مسلمانوں کو خوبصورتی کا فلسفہ بھی معلوم نہیں۔ اگر ایک عورت کا چہرہ زید کے لیے خوبصورت ہے تو وہی چہرہ بکر کے لیے بدصورت ہے اور جو زید کے لیے بدصورت ہے وہ بکر کے لیے خوبصورت۔ علاوہ ازیں مرد جس عورت کو پہلے خوبصورت خیال کرتا ہے بعد ازاں کسی دوسری عورت کو دیکھ کر اُسی پہلی عورت کو بدصورت سمجھنے لگتا ہے اور اسی طرح سلسلہ لامتناہی چلا جاتا ہے اب خوبصورتی کہاں رہی۔ یہی حال عورتوں کا مردوں کے متعلق ہے مسلم خواتین کا چہرہ ڈھانکنے والے مسلمانوں کو خواہ مخواہ اس بات کا وہم ہو گیا ہے کہ اُن کی عورتیں خوبصورت ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اُنھوں نے خوبصورت عورتوں کو کبھی دیکھا ہی نہیں اگر

عورتوں کا چہرہ بوجہ خوبصورتی کے باہر ڈھانکا جاتا ہے تو پھر اس وجہ سے مردوں کا بھی ڈھانکنا چاہیئے کیونکہ عورتیں اُن کے چہروں کو دیکھتی ہیں کیا مردوں کے چہرے خوبصورت نہیں ہوتے۔
علاوہ ازیں خوبصورت عورت کبھی باہر چہرہ ڈھانک کر نہیں رکھے گی جیسا کہ مشہور ہے ع

نکورو تاب مستوری ندارد

بعض مُلاّ نے یہ کہتے ہیں چونکہ کھلے چہرے باہر جانے سے بدکاری پھیلتی ہے اس لیئے عورتوں کا چہرہ ڈھانکا جاتا ہے اور بدکاری کو ثابت کرنے کے لیئے اُن قوموں کی مثال دیتے ہیں جن کی عورتیں کھلے چہرے باہر جاتی ہیں مگر جب اُن سے یہ پوچھا جاتا ہے "کیا موجودہ رسمی پردے میں بدکاری نہیں ہے" تو ہرگز انکار نہیں کرتے بلکہ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ پردہ میں بھی بدکاری ہو رہی ہے مگر یہ کہتے ہیں کہ کم ہے آخر کتنے پرسینٹ یعنی فی صدی کتنی کم ہے تاکہ اس کمی کو پورا کر دیا جائے۔ سنیئے! بعض مسلمان اس کمی کو لڑکوں کی دوستی سے پورا کر دیتے ہیں۔ ماسوائے اس کے بعض اسلامی ملکوں میں مُتعہ کی رسم بھی جاری ہے اب مسلمانوں کا دوسری قوموں کی بدکاری کی نظیر دے کر رسمی پردے کی اصلاح نہ کرنا قوم کو دھوکا دینا ہے جیسا کہ بعض مسلمان یہ کہکر کہ "اب امریکہ اور یورپ کے مرد اپنی عورتوں کی آزادی سے تنگ آ گئے ہیں" دھوکا دیتے ہیں۔ حالانکہ کبھی یورپین نے اپنی عورتوں کو گھروں میں قید رکھکے اور باہر اُن کا چہرہ ڈھانک کر نہیں رکھا۔ اگر عورتوں کے باہر کھُلے چہرے پھرنے سے بیحیائی پھیلتی ہے تو کیا مردوں کے باہر کھُلے چہرے پھرنے سے بیحیائی نہیں پھیلتی۔

مُسلمانوں نے اپنی عورتوں کو رسمی پردے سے آزاد نہ کرنے کا یہ بھی ایک حیلہ نکالا ہوا ہے کہ دوسری قوموں میں بدکاری زیادہ ہے درحقیقت بات یہ ہے کہ مسلمانوں کا اپنا طرزِ تمدن یہ ہے کہ عورتیں باہر کھلے چہرے نہ جائیں اور نہ کسی غیر مرد سے بات کریں اگر کہیں خدانخواستہ کسی شریف مسلم خاتون نے باہر کھلے چہرے کسی غیر مرد سے بات بھی کر لی تو پھر اُس مرد اور عورت کو بجائے خوش خلق سمجھنے کے بدمعاش سمجھا جاتا ہے اور اُن کے چال چلن کے متعلق شبہ کیا جاتا ہے

اس لیے جب مسلمان دوسری قوموں کی عورتوں کو باہر کھلے چہرے جاتے ہوئے اور اپنے عزیزوں سے مسکراتے ہوئے باتیں کرتے دیکھتے ہیں جو کہ خوش خُلقی کی نشانی ہے تو بلا پس وپیش یہی شک کرتے ہیں کہ یہ بدمعاش ہیں اور اس قوم میں بدکاری زیادہ ہے گویا اپنے طرزِ تمدن کی عینک لگا کر دیکھتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ بدکاری اُس قوم میں زیادہ ہوتی ہے جس کو اپنی ترقی کا کوئی خیال نہ ہو اور صرف عورتوں کا ہی خیال رکھے اب مسلمانوں کا دوسری قوموں سے مقابلہ کر لیجئے کہ تجارت، سروس، تعلیم، سائنس، جنگی معاملات، کلوں کا ایجاد کرنا، ہوائی جہازوں کا بنانا، غیر ملکوں پر حکومت کرنا، رعایا پر قابو رکھنا کس قوم کے لوگوں میں ہے اب بدکاری کس قوم میں زیادہ ہونی چاہیئے آیا اُس قوم میں جو کہ اپنے کاموں میں مشغول ہو اور کام کی نوعیت بھی مختلف ہو جس کی وجہ سے اُس کا خیال مختلف کاموں میں بٹا ہو اور عورتوں کی طرف توجہ کرنے کی اتنی فرصت نہ ہو۔ یا اُس قوم میں جو کہ بیکار ہے جس کا خیال صرف عورتوں کی طرف ہے اور دوسرا کوئی اہم کام نہیں جس کی طرف توجہ کرنی ہے مگر ملا لوگ اس فلسفہ کو کیا سمجھیں۔

خدا معلوم حکمران قوم کو زیادہ بدکار کس واسطے سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ خدا کے قانون کے خلاف ہے کہ بدلوگ نیکوں پر حکومت کریں جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ اور ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے۔ الانبیاء ۲۱۔ آیت ۱۰۵۔

یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ بدکار نیکوں پر حکومت کریں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ حکمران قوم میں بھی بدکاری ہو مگر محکوم قوم سے وہ زیادہ نیک ہوگی اگر فاتح قوم میں دس قسم کی بدکاری ہوگی تو مفتوح قوم میں بیس قسم کی۔ اگر مفتوح قوم میں بیس قسم کی نیکی ہوگی تو فاتح قوم میں سو قسم کی۔ بہرحال حکمران قوم محکوم قوم کے مقابلے میں نیکیوں میں بڑھی ہوئی اور بدکاریوں میں کم تر ہوگی۔ ورنہ خدا کا یہ قانون کہ نیک لوگ زمین کے وارث ہوں گے نعوذ باللہ غلط ہے۔ کیونکہ بدکاری کی ہی وجہ سے کسی قوم سے حکومت چھینی جاتی ہے اور اُس قوم کو دی جاتی ہے جو اُس سے زیادہ نیک اور

صلاحیت والی ہوتی ہے کیونکہ مفتوح قوم کے اتنے بُرے کام ہوتے ہیں کہ اُس کے اچھے کام اُس کے بُرے کاموں سے دبے رہتے ہیں گویا بُرے کام اُس کی نیکیوں کو کھا لیتے ہیں اور فاتح قوم کے اتنے اچھے کام ہوتے ہیں کہ اُس کے بُرے کام اُس کی نیکیوں سے دبے رہتے ہیں گویا نیکیاں برائیوں کو کھا لیتی ہیں جیسا کہ ذیل کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے عن عبد اللہ بن مسعود قال جاء رَجُلٌ اِلَی النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فقالَ یا رسول اللہ انّی عالجت إمراۃً فی اَقصی المدینۃ وانّی اصبت منہا ما دُون اَن اَمَسَّہا فان ھٰذا فاقض فیّ ما شئت فقال لہ عُمرُ لقد سَتَرَکَ اللّٰہُ لَو سَتَرتَ علی نفسک قَالَ وَلَم یَرُدَّ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ شیئاً وقامَ الرَّجُلُ فانطلق فاتبعَہُ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم رجلاً فدَعاہُ وتلٰی علیہ ھٰذِہِ الاٰیۃ وَاَقِمِ الصلوٰۃ طَرَفَیِ النَّہارِ وَزُلَفاً مِّنَ اللیلِ اِنَّ الحسناتِ یُذْھِبن السیّاٰتِ ذٰلک ذکریٰ للذّاکرین فقالَ رجل من القومِ یا نبیّ اللہِ ھٰذا لہ خَاصَّۃً فقال بَل للناس کافّۃً۔ روایت ہے عبداللہ بن مسعود سے کہ آیا ایک شخص طرف نبی صلعم کے پس کہا اُس نے اے رسول خدا کے تحقیق میں نے گلے لگایا ایک عورت کو بیچ کنارے مدینہ کے اور تحقیق میں پہونچا ہوں اُس سے اُس چیز کو کہ کم ہو صحبت سے یعنی صحبت کا اتفاق نہیں ہوا اور سوائے اس کے بوس و کنار سب کچھ ہوا پس حکم فرمایئے بیچ حق میرے کے جو مزاج میں آوے پس کہا واسطے اُس کے حضرت عمرؓ نے تحقیق ڈھکا تھا تجھ کو اللہ نے اگر پردہ پوشی رکھتا تو اوپر ذات اپنی کے۔ کہا عبداللہ نے اور نہ جواب دیا نبی صلعم نے اُس کو کچھ اور کھڑا ہوا وہ شخص اور چلا پس بھیجا پیچھے اُس کے نبی صلعم نے ایک شخص کو پس بلایا اُس کو اور پڑھی اُس پر یہ آیت "اور قائم رکھ نماز بیچ دونوں طرفوں دن کے اور چند ساعات رات کے تحقیق نیکیاں لے جاتی ہیں بُرائیاں یہ ہے نصیحت واسطے نصیحت ماننے والو پس کہا ایک شخص نے قوم میں سے اے نبیؐ اللہ یہ ہے واسطے اسی کے خاص یا سبھوں کے لیے فرمایا واسطے سب لوگوں کے۔ بخاری، مسلم، ابو داؤد۔

بعض مسلمان یہ کہتے ہیں کہ ہماری غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ ہماری عورتیں باہر کھلے چہرے پھریں۔ کیا ایسے صاحبان کی غیرت رسول اللہ صلعم اور آپؐ کے صحابہؓ کی غیرت سے بڑھ کر غیرت ہے۔ جب اُن کی عورتیں جہاد، حج، ہجرت، مسجدوں میں نمازیں پڑھنے اور اپنے گھروں کا کام کرنے کے لیئے باہر کھلے چہرے جاتی تھیں تو کیا وجہ ہے کہ آسودہ حال مسلمانوں کی عورتیں اپنے کاموں کے لیئے باہر کھلے چہرے نہ جائیں۔ درحقیقت بے کس اور مظلوم عورتوں کو قید میں رکھنے کے لیئے ایک جعلی بے غیرتی کا حیلہ تراشا ہوا ہے جس سے اُن کے قویٰ اور اسپرٹ کو کچل دیا گیا ہے: رسول اللہ صلعم کی آواز سے بڑھ کر اپنی آوازوں کا رکھنا ہی بے غیرتی، گستاخی اور جہالت ہے جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے یَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ۔ اے ایمان والو آگے نہ بڑھو اللہ سے اور اُس کے رسول سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ سنتا ہے جانتا ہے۔ اے ایمان والو اونچی نہ کرو اپنی آوازیں نبیؐ کی آواز سے۔ الحجرات ۴۹۔ آیت ۱ و ۲۔ کیا تمام گزشتہ نبیوں اور رسولوں کی بیویاں، بیٹیاں اور مائیں باہر کھلے چہرے نہیں پھرتی تھیں کیا وہ نعوذ باللہ بے غیرت تھے اور صرف مسلم خواتین کا چہرہ ڈھانکنے والے آسودہ حال مسلمانوں میں ہی خشک غیرت رہ گئی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ باہر کھلے چہرے جانا کوئی بُرا فعل نہیں جس کی وجہ سے کسی کو بے غیرت کہا جائے آخر مرد بھی تو کھلے چہرے باہر پھرتے ہیں اُن کو بے غیرت کیوں نہ سمجھا جائے۔ بے غیرتی تو بُرے فعلوں سے پیدا ہوتی ہے نہ کہ محض باہر کھلے چہرہ پھرنے سے

بعض مسلمان یہ کہتے ہیں کہ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری عورتیں باہر کھلے چہرے پھریں گویا ایسے مسلمانوں نے اپنی خواہشوں کو خدا بنا رکھا ہے۔ جیسے اللہ کا ارشاد ہے أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ط أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ط کیا تو نے اُسے دیکھا جو

اپنی خواہش کو معبود بناتا ہے تو کیا اُس پر نگہبان ہو سکتا ہے یا کیا تو خیال کرتا ہے کہ اُن میں سے اکثر سُنتے ہیں یا عقل سے کام لیتے ہیں وہ صرف چار پایوں کی طرح ہیں بلکہ وہ راستہ سے اور بھی دُور بہکے ہوئے ہیں۔ الفرقان ۲۵- آیت ۴۳ و ۴۴۔ خدا معلوم یہ صاحبان ایسا جواب کیوں دیتے ہیں اگر اپنی خواہشوں پر ہی عمل کرنا ہے تو پھر اللہ اور اُس کے رسول اور قرآن مجید کو ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ ہر ایک شخص کو اختیار ہے کہ اپنی اپنی مرضی پر چلے۔ بعض مسلمان یہ کہتے ہیں چونکہ عورتوں کے باہر چہرے ڈھانکنے کی رسم ہمارے باپ دادا سے چلی آ رہی ہے اس لیئے اس کو چھوڑ نہیں سکتے یہ جواب کافروں کا سا ہے جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ شَیْـًٔا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ اور جب اُن کو کہا جاتا ہے اُس کی طرف آؤ جو اللہ نے اُتارا اور رسولؐ کی طرف کہتے ہیں ہمارے لیے وہ بس ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا۔ گو اُن کے باپ دادے نہ کچھ علم رکھتے ہوں اور نہ ہدایت پر ہوں۔ المائدہ ۵- آیت ۱۰۴۔

بعض مسلمان یہ کہتے ہیں کہ کیا عورتوں کے کُھلے چہرے باہر جانے میں ہی ترقی رکھی ہوئی ہے اگر اُن کے کھلے چہرے باہر جانے میں ترقی نہیں ہے تو کیا اُن کے باہر چہرے ڈھانکنے میں ہی ترقی رکھی ہوئی ہے اگر اُن کے باہر چہرے ڈھانکنے میں ترقی رکھی ہے تو پھر مسلمانوں نے جس دن سے اپنی عورتوں کو گھر کی قید اور باہر ڈولی اور برقعہ کے زندان میں ڈالا ہوا ہے کیا کیا ترقیاں کی ہیں سوائے اس کے کہ جہالت کی وجہ سے حکومت سے ہاتھ دھو کر اب ہر بات میں غیر مسلموں سے پٹ رہے ہیں۔ افسوس اس رسمی پردے کی وجہ سے مسلمان اس حالت تک پہنچ گئے مگر پھر بھی اپنی ذلت کو محسوس کر کے اصلاح نہیں کرتے حالانکہ غیر قوموں نے اپنی عورتوں کو آزادی اور تعلیم دے کر علم اور سائنس پر ایسا قابو پایا کہ ہزارہا قسم کی کلیں ایجاد کیں اور مسلمانوں نے علاوہ کسی اور چیز کے اپنی عورتوں پر ایسا قابو پایا کہ باہر بھی اُن کے حواس خمسہ

بند کر رکھے اور باہر کی ہوا بھی جو زندگی کا ذریعہ ہے اُن کو نہ لگنے دے۔ غیر قوموں نے علم اور سائنس میں ترقی کی اور مسلمانوں نے عورتوں کے قید رکھنے میں کمال کر دیا یہاں تک کہ طرح طرح کی کلیں نکالیں مثلاً چار دیواری، ڈولی، برقعہ اور گھونگھٹ تا کہ غیر مرد عورتوں کے رخسار، رفتار گفتار اور جھنکار دیکھنے اور سُننے نہ پائیں بھلا جس قوم کی یہ حالت ہو وہ ترقی کیسے کرے۔ غیر اقوام کی یہ ذہنیت ہے کہ اُن کی عورتیں انگلینڈ اور جرمنی سے آسٹریلیا اور جاپان کو ہوائی جہازوں میں اُڑ کر جاویں مگر یہی پردہ پرست مسلمانوں کی یہ ذہنیت ہے کہ اُن کی عورتوں کے چہروں کو باہر کی ہوا نہ لگے۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب عرب کے لوگ جہاں سے پہلے اسلام کی تعلیم شروع ہوئی اپنی عورتوں کے چہرے باہر ڈھانک کر رکھتے ہیں تو پھر ہم اپنی عورتوں کے چہرے کیوں باہر ڈھانک کر نہ رکھیں در اصل یہ بھی ایک مغالطہ ہے جو مسلمانوں کو کھائے جا رہا ہے جب تک یہ مغالطہ دور نہ ہوگا مسلمانوں میں اصلاح نہ ہوگی اگر قرآن مجید کو غور سے پڑھا جائے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ خدا کا کوئی ایسا حکم نہیں ہے کہ تم عرب کے لوگوں کی پیروی کرو بلکہ قرآن مجید بار بار یہی کہتا ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول کی پیروی کرو اب جیسے عرب کے لوگوں کو اللہ اور اُس کے رسول کی پیروی کرنی ہے ویسے ہی ہم کو۔ اب اگر عرب کے لوگ قرآن اور حدیث کے خلاف کوئی کام کریں تو اُس کا مطلب نہیں ہو سکتا کہ یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ کیا عرب کے لوگ کوئی بُرا کام نہیں کر رہے ہے اگر وہ بھی کوئی ایسا کام کر رہے ہیں تو کیا ہمیں بھی یہ سمجھ کر کہ یہ اسلامی کام ہے کرنا چاہیئے اب اگر قرآن مجید کو غور سے پڑھا جائے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ اس میں کہیں بھی یہ حکم نہیں کہ عورتیں باہر چہرے ڈھانک کر پھیر بلکہ ایماندار مردوں اور عورتوں کو باہر چہرے کھلے نظریں نیچی رکھنے کا مساوی حکم دیا گیا ہے۔ اب اگر عرب کے لوگ قرآن اور حدیث کے خلاف اپنی عورتوں کے چہرے باہر ڈھانک کر رکھیں تو یہ ایمانداروں کے لیئے کوئی سند نہیں ہو سکتی جب تک قرآن اور حدیث سے ثابت نہ کریں اب عرب کے لوگ قرآن مجید کا کسی زبان میں ترجمہ کرنا کفر سمجھتے ہیں تو کیا کسی مسلمان کو بھی قرآن مجید کا ترجمہ نہیں کرنا چاہیئے

رسمی پردے کی خرابیاں اور نقصانات

مسلمانوں کی علمی، جسمی، دماغی، اخلاقی اور مالی کمزوریوں کا سب سے بڑا سبب رسمی پردہ ہے۔ اس لیے برادرانِ اسلام کو چاہیئے کہ اس رسمی پردے کو چھوڑ کر اسلامی پردہ اختیار کریں۔

علمی کمزوری

جب عورتوں کو چار دیواری کی قید اور باہر اُن کا چہرہ ڈھانک کر یا اُن کو ڈولی میں بٹھلا کر رکھا جاتا ہے تو اُن کی صحت اور تندرستی خراب ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ علم حاصل نہیں کر سکتیں اور نہ اپنی اولاد کی تربیت اچھی طرح کر سکتی ہیں۔ جاہل عورتوں کی اولاد جاہل بھلا جس پردہ نشیں کا یہ حال ہو کہ چوبیسوں گھنٹے چار دیواری کی قید میں رہے اور باہر بھی ڈولی میں بیٹھے یا چہرہ ڈھانک کر رکھے وہ علم، تجربہ اور زمانہ شناسی کیا حاصل کرے۔ مستورات کے تعلیم حاصل کرنے میں چہرے کا پردہ بڑی رُکاوٹ ہے جب تک نقاب[1] نہ اُٹھایا جائے گا عام طور پر مستورات میں تعلیم نہ ہو گی۔ اگر چند آسودہ حال لوگوں نے اپنی لڑکیوں کے چہرے ڈھانک کر اُن کو تعلیم یافتہ بنایا تو اس سے نہ تو قوم پر کوئی اثر پڑ سکتا ہے اور

---

[1] بعض مسلمان یہ اعتراض کرتے ہیں کہ فلاں ملک کے مسلمانوں نے چہرہ اور ہاتھ کا پردہ ترک کر کے کیا ترقی کی ہے ایسے عقلمند اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جس قوم کی عورتیں نسلاً بعد نسلاً کئی صدیوں سے گھر کی قید اور باہر چہرے اور ہاتھوں کے پردے کی وجہ سے جاہل رہتی ہوں اور اُن کی صحت بھی خراب ہو گئی ہو اور علم حاصل کرنے اور چلنے پھرنے کے قویٰ بھی کمزور ہو چکے ہوں نہ قوم ایک تھوڑی سی مدت میں کس طرح تعلیم یافتہ اور طاقت ور ہو سکتی ہے یہ ایک فطرتی قاعدہ ہے کہ بیماری اثر جلدی کرتی ہے اور آرام آہستہ آہستہ ہوتا ہے کئی صدیوں کی بیماری چند سالوں میں کیسے دور ہو سکتی ہے صدیوں کی بیماری کے جانے کے لیے صدیاں ہی چاہئیں مگر ہندوستان جیسے ملک میں تو اس رسمی پردے کی بیماری کے علاج کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ ترقی خاک ہوتی ہے کیا کبھی کوئی بیمار بغیر علاج کے اچھا ہو سکتا ہے بلکہ اگر اُس کا علاج نہ کیا جائے تو وہ مر ہی جائیگا۔ اگر اس وقت اسلامی پردہ اختیار کر لیا جائے تو پھر بھی موجودہ رسمی پردے کے بُرے اثرات جو کئی پُشت ہا پُشت سے قوم میں پڑے ہوئے ہیں ایک صدی کے بعد آئندہ نسلوں سے دُور ہوں گے۔

نہ ایسی عورتیں چہرے کے پردے کی وجہ سے قوم کے لیئے کوئی مفید کام کر سکتی ہیں مسلمانوں کو عورتوں کی تعلیم پر اتنا زور دینا چاہیئے کہ اگر غریب والدین کے گھر میں صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہو اور وہ ایک کو پڑھا سکتے ہیں تو بہتر یہی ہے کہ لڑکے کو تعلیم نہ دیں کیونکہ لڑکا تو محنت مزدوری

(بقیہ صفحہ ۵۰)

بعض وقت یہ کہا جاتا ہے کہ ایسی قومیں بھی ہیں جن کی عورتیں باہر چہرہ نہیں ڈھانکتیں اور نہ گھروں میں بند رہتی ہیں مگر اُنھوں نے کوئی تعلیم حاصل نہیں کی اگر کوئی ایسی قوم ہے یا تو وہ غریب قوم ہے جو علم حاصل کرنے کے وسائل بہم نہیں کر سکتی یا وہ قوم ہے جو لوٹ مار اور ڈاکہ زنی کا پیشہ اختیار کرنے سے عرصہ تک جاہل رہ چکی ہے اور علم حاصل کرنے کے قوئی کمزور ہو چکے ہیں اس لیئے علم سے کوسوں دور بھاگتی ہے یا وہ قوم ہے جو اپنے زمینداری کے کام میں اس قدر مصروف ہے کہ اُس کو علم حاصل کرنے کی فرصت ہی نہیں اور نہ اُس کو کسی نے علم حاصل کرنے کی ترغیب دی یا وہ قوم ہے جو کسی غیر قوم کے رعب داب یا سختی کی وجہ سے علم سے بے بہرہ ہو گئی ہے۔ یا وہ قوم ہے جس کو کسی غیر سلطنت نے اس خیال سے اُبھرنے کا موقعہ ہی نہیں دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ قوم تعلیم حاصل کر کے ہمارے مقابلہ پر کھڑی ہو جائے اس لیئے اُس کے ساتھ سختی سے برتاؤ کیا اور وہ وسائل بہم نہ پہنچائے جن سے وہ تعلیم حاصل کر سکے۔ یا وہ قوم ہے جو عیش و عشرت میں پڑنے کی وجہ سے علم حاصل نہیں کر سکتی آخر تعلیم تو وسائل بہم پہنچانے اور محنت کرنے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ جو عورتیں اپنے کاموں کے لیے باہر کھلے چہرے جائیں گی اُن کی صحت بھی اچھی رہے گی اور وہ علم بھی جلد حاصل کریں گی بہ نسبت اُن عورتوں کے جو یا تو قیدیوں کی طرح چوبیس گھنٹے گھروں میں پڑی رہیں یا چہرہ ڈھانک کر یا ڈولی میں بیٹھ کر باہر جائیں جس سے اُن کی صحت خراب رہے گی۔ اس لیے بوجہ قوئی کمزور ہو جانے کے وہ خود بھی جاہل رہیں گی اور اپنی اولاد کو بھی جاہل رکھیں گی غرضیکہ ایسے گھروں میں تعلیم و تربیت کا نام و نشان نہ ہوگا کیونکہ علم حاصل نہ کر سکنے کے مختلف اسباب ہوتے ہیں جن میں سے ایک سبب رسمی پردے کا بھی ہے جس کی وجہ سے دماغ کمزور ہو جاتا ہے۔

اگر ایسی قومیں علم سے بے بہرہ ہو جائیں تو چنداں افسوس نہیں کیونکہ اُن کے پاس اللہ اور اُس کے رسُول کی ایسی تعلیم نہیں ہے جیسی مسلمانوں کے پاس ہے مگر افسوس آسودہ حال مسلمان تو رسمی پردے کی وجہ سے جہالت میں بھی ہے اس لیئے تعلیم تجارت سروس اور دیگر قومی کاموں میں کوئی حصہ نہ لے سکے حالانکہ یہی لوگ قوم کے رُوحِ رواں

(بقیہ صفحہ ۵۲)

کرکے اپنا گزارا کرلے گا بلکہ لڑکی کو تعلیم دیں کیونکہ لڑکی بوجہ تعلیم یافتہ ہونے کے اپنی اولاد کی تربیت اچھی کرے گی اور اس طرح قوم کی بنیاد پختہ بنائے گی مگر ملّا لوگ اس فلسفہ کو کیا سمجھیں اگر وہ اس نکتہ کو سمجھ لیتے تو پھر عورتوں کی تعلیم حاصل کرنے کے خلاف نہ ہوتے۔

رسمی پردے کی وجہ سے مسلم خواتین علم سے بے بہرہ ہو جاتی ہیں کیونکہ جب لڑکی چھ سال کی ہوتی ہے تو اُس کی تعلیم شروع ہوتی ہے دس بارہ سال کی عمر تک اُس کو تھوڑی سی اُردو اور قرآن مجید طوطے کی طرح پڑھا کر ملّا لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ اب اس نے بہت پڑھ لیا ہے زیادہ پڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں اس کو کونسی نوکری کرنی ہے اب لڑکی جوان ہو گئی ہے اس کو باہر نہیں جانا چاہیئے چنانچہ والدین بھی اپنی لڑکی کو پردے کی قید میں بٹھا دیتے ہیں گویا جس عمر میں لڑکی اعلےٰ تعلیم حاصل کرنے کے قابل ہوتی ہے پردے کے بہانے سے اُس کو آیندہ تعلیم حاصل کرنے سے روک دیتے ہیں۔ بھلا جس عورت کو یا ہر چہرہ کُھلا رکھنے کی بھی آزادی نہیں وہ تعلیم کیسے حاصل کرے کیونکہ پردہ اور تعلیم دو متضاد چیزیں ہیں جو عام طور پر اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ اس طرح مسلم خواتین جاہل رہتی ہیں اور اپنی اولاد کو بھی جاہل رکھتی ہیں۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ جب عورتوں میں تعلیم ہو جائے گی تو پردہ خود بخود جاتا رہے گا۔ مگر اُن صاحبان کو یہ سوچنا چاہیئے کہ مستورات میں تعلیم نہ ہونے کی رکاوٹ تو پردہ ہی ہے جب تک پہلے عورتوں کے چہرے کا پردہ نہ اُٹھایا جائے گا اُن میں تعلیم نہیں آئے گی عقلمند آدمی پہلے رکاوٹ کو دور کرتا ہے تاکہ راستہ صاف ہو جائے۔ گھروں میں بند رہنے اور باہر چہرہ ڈھانکنے سے علم حاصل کرنے کے قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں جس کا اثر عورتوں کی اولاد پر بھی ہوتا ہے مگر اس فلسفہ کو عقلمند قوم ہی سمجھے گی۔

ہوتے ہیں اگرچہ غریب لوگ جن کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اور وہ رسمی پردہ بھی نہیں کرتے مگر مفلسی کی وجہ سے وہ کسی قومی ترقی میں حصہ نہیں لے سکتے غرضیکہ آسودہ حال مسلمانوں کو تو رسمی پردے نے بیکار بنا دیا اور غریب لوگوں کو مفلسی نے نکما کر دیا۔ اب مسلمانوں کی ترقی کیوں کر ہو اگرچہ دونوں جماعتیں قوم کی تباہی کا باعث ہیں مگر زیادہ تر ذمہ داری آسودہ حال لوگوں پر عائد ہوتی ہے کیونکہ افسوس تو اُس شخص پر ہوتا ہے جو ایک کام کو کر سکتا ہے مگر پھر بھی نہیں کرتا۔

جسمانی کمزوری

رسمی پردے کی وجہ سے جب عورتوں کو چار دیواری کی قید اور باہر اُن کا چہرہ ڈھانک کر یا اُن کو ڈولی میں بٹھا کر رکھا جاتا ہے تو اُن کی صحت اور تندرستی خراب ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے ایک تو وہ خود جسم میں کمزور ہو جاتی ہیں اور دوم اُن کی اولاد بھی کمزور پیدا ہوتی ہے بھلا جس پردہ نشین عورت کا یہ حال ہو کہ چوبیس گھنٹے چار دیواری کے اندر رہے اور باہر بھی ڈولی میں بیٹھنے کی وجہ سے چلنے پھرنے سے محروم رہے یا چہرہ ڈھانک کر بیماروں کی طرح آہستہ آہستہ چلے اور اس طرح باہر بھی اُس کو تازہ ہوا تک نصیب نہ ہو اب اُس کا کھانا پینا کیسے ہضم ہو کر جزو بدن بن سکے اور کیسے وہ عورت اپنی صحت اور تندرستی کو قائم رکھ سکے اور اُس کی اولاد کیسے مضبوط ہو کیونکہ رسمی پردہ اور تندرستی دو متضاد باتیں ہیں جو عام طور پر اکٹھی نہیں ہو سکتیں اس رسمی پردے نے عورتوں کو اپاہج دائم المریض، کمزور، ڈرپوک، اور بزدل بنا دیا ہے۔ اب ایسی عورتوں کی اولاد کیوں کر بیمار، کمزور اور بزدل نہ ہو۔ بیمار عورت کا بچہ بیمار۔ جیسی کھیتی ویسا پھل۔ قرآن مجید نے عورتوں کو کھیتی کے ساتھ تشبیہ دی ہے نِسَاۤؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتی ہیں البقرۃ۲ آیت ۲۲۳ اب جس کھیتی کو نہ تازہ ہوا لگے نہ دھوپ اُس کی پیداوار کیسے اچھی ہو۔ جب رسمی پردے کی وجہ سے عورتوں کے جسمانی قویٰ ہی کمزور ہو جائیں تو پھر اُن کی اولاد کے قویٰ کیوں کمزور نہ ہوں۔

رسمی پردے کی وجہ سے جب مسلمانوں میں علمی اور جسمی کمزوریاں پیدا ہو گئیں تو وہ حکومت[ل۵] کرنے کے قابل ہی نہ رہے کیونکہ کوئی قوم نہ تو کسی قوم پر فتح پا سکتی ہے اور نہ اُس پر حکومت کر سکتی ہے جب تک کہ وہ علم کی زیادتی اور جسم کی مضبوطی میں مفتوح قوم سے بڑھی ہوئی

ل۵ جب مسلمان فاتح ہوئے تو وہ اُس وقت مفتوح قوم کے مقابلے پر علم اور جسم میں بڑھے ہوئے تھے مگر بعد از اں رسمی پردہ اختیار کرنے سے ایک تو عورتیں اور اُن کی اولاد تعلیم اور سائنس سے بے بہرہ ہو گئی اور دوم عورتوں کی صحت اچھی نہ رہنے سے اُن کے یہاں بچے کمزور پیدا ہوئے غرضیکہ اس رسمی پردے نے مسلمانوں کو آہستہ آہستہ دوسری قوموں کے مقابلے پر علم اور جسم میں کمزور کر دیا چنانچہ بعض ملکوں کے مسلمان علم سے بے بہرہ ہو گئے

نہ ہو چنانچہ یہ علم کی زیادتی اور جسم کی مضبوطی کی بدولت ہے کہ انگریز چھ ہزار میل سے آکر ہندوستان پر حکومت کر رہے ہیں کیونکہ ایک تو وہ خود اور دوم اُن کی عورتیں بھی تعلیم یافتہ ہوتی ہیں اور اپنے کاموں کے لیے باہر کھلے چہرے پھرنے کے سبب اُن کی صحت اور تندرستی بھی اچھی رہتی ہے اس لیئے اُن کی اولاد بوجہ اچھی تربیت ہونے کے صاحبِ علم اور مضبوط ہوتی ہے اور حکومت ہمیشہ زیادہ علم اور مضبوط جسم والوں کو ہی ملا کرتی ہے جیسا قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِنَ الْمَالِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ اور اُن کے نبی نے اُنھیں کہا کہ اللہ نے تمھارے لیئے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے، اُنھوں نے کہا اسے ہم پر بادشاہی کس طرح مل سکتی ہے اور ہم اس کی بہ نسبت بادشاہی کے زیادہ حق دار ہیں اور اُسے مال کی فراخی نہیں دی گئی (نبی نے) کہا بلاشبہ اللہ نے اُسے تم پر برگزیدہ کیا ہے اور علم اور جسم میں اُس کو بہت بڑھایا ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنا ملک دیتا ہے اور اللہ بہت دینے والا اور جاننے والا ہے۔ البقر ۲ - آیت ۲۴۷ - علم کا لفظ پہلے آنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ علم کو جسم پر ترجیح ہے - اگر کسی قوم کا صرف جسم مضبوط ہے مگر علم نہیں تو وہ بھی کسی دوسری تعلیم یافتہ قوم کرنے کے قابل نہیں ہو سکتی ہاں جاہل اور کمزور قوم پر کچھ عرصہ کے لیے حکومت کر لے تو اور بات ہے

اور بعض ملکوں کے جسم میں کمزور ہو گئے اور بعض ملکوں کے دونوں میں ہی یعنی علم اور جسم میں اتنے کمزور ہو گئے کہ دشمن کا کسی بات میں مقابلہ نہ کر سکے حتیٰ کہ بہت سی حکومتیں ہاتھ سے نکل گئیں گویا کھلے چہرے باہر پھرنے والی تعلیم یافتہ اور تندرست عورتوں کی اولاد نے پردہ نشیں اور باہر چہرہ ڈھانکنے والی جاہل اور بیمار عورتوں کی اولاد کو شکست پر شکست دے کر مصر، طرابلس، الجیریا، مراکو، زنجبار، ہندوستان، عراق عرب، شام، بغداد، ترکستان، سرویا، رومانیہ یونان وغیرہ ملکوں کو فتح کر لیا - مگر مسلمان ٹس سے مس نہیں ہوتے حالانکہ اللہ کا ارشاد ہے کہ ایک مسلمان دس غیر مسلم کا

دماغی کمزوری

رسمی پردے کی وجہ سے جب عورتوں کو اسیرانِ قفس کی طرح گھروں میں قید اور باہر ڈولی میں بند یا چہرہ ڈھانک کر پارسل کی طرح بنا کر رکھا جاتا ہے تو اُن کی عقل، ذہنیت، تجربہ اور زمانہ شناسی میں کوئی ترقی نہیں ہوتی بلکہ جہالت اور کُند ذہنی بڑھتی ہے کیونکہ اُن کو ۲۴ گھنٹے سوائے گھر کی چار دیواری کے اور کچھ نظر آتا ہی نہیں اگر وہ بیچاری باہر بھی جائیں تو چہرہ ڈھانک کر یا گاڑی میں چاروں طرف چادریں ڈال کر یا بند ڈولی میں جس میں ہوا کا گزر بھی نہ ہو سکے تاکہ باہر بھی ان غریب، مظلوم اور بے کس عورتوں کو کچھ نظر نہ آئے اور نہ تازہ ہوا میں دم لے سکیں یہی وجہ ہے کہ عورتوں کا دماغ کمزور ہے کیونکہ دماغی ترقی تو اُس وقت ہوتی ہے کہ جب انسان کھلی تازہ ہوا میں باہر کھلے چہرے پھرے اور آنکھوں کے سامنے مشاہداتِ قدرت دیکھنے کو آئیں اور

مقابلہ کرے آخر جن مسلمانوں کے ہاتھ سے حکومت گئی کیا وہ مٹی کے بُت تھے یہ کیوں نہیں کہا جاتا کہ اُن کو پردہ کھا گیا تھا جیسا کہ موجودہ مسلمانوں کو کھا رہا ہے جب تک رسمی پردے کی اصلاح نہ ہوگی مسلمانوں کے لیے ترقی کرنا ناممکن ہے چنانچہ کئی صدیاں گزر چکی ہیں کہ ہلاکو خاں نے عربوں کو شکست دے کر اسلامی حکومت کو تباہ کیا مگر ابھی تک عربوں میں اُٹھنے کی طاقت نہیں آئی اس کی وجہ یہ ہے کہ جس رسمی پردے کے باعث اُنھوں نے شکست کھائی تھی اُس کی اصلاح ابھی تک نہیں کی گئی۔ اس بات کو یاد رکھ لیا جائے کہ جن مسلمانوں نے ملکوں کو فتح کیا وہ چہرہ ڈھانکنے والی عورتوں کی اولاد نہ تھے کیونکہ چہرہ ڈھانکنے کی رسم کو مسلمانوں نے بعد ازاں دوسری قوموں کی عورتوں کی نقل کر کے اختیار کیا اور اس رسم نے آہستہ آہستہ مسلمانوں کو گھن کی طرح کھا لیا اور ان کو اس موجودہ ابتر حالت تک پہنچا دیا مگر افسوس کہ مسلمانوں کو سب کچھ گنوا کر بھی اپنے زوال کے وجوہات معلوم نہ ہوئے گویا عورتوں کے چہروں پر پردہ پڑنے کے ساتھ ہی مردوں کی عقل پہ بھی پردہ پڑ گیا۔ حالانکہ مختلف قوموں کے زوال کے اسباب مختلف ہوا کرتے ہیں اگر آج انگریز اپنی عورتوں کو گھروں میں بند کر کے اور باہر چہرہ ڈھانک کر اُن کو تعلیم و تجربہ سے محروم کر دیں تو یقیناً اُن کی حکومت تھوڑے ہی عرصہ میں ہندوستان سے جاتی رہے گی کیونکہ اگر کوئی قوم حکمراں بننے کے قابل ہو سکتی ہے تو وہ صرف عورتوں کو آزادی دینے اور اُن کو تعلیم یافتہ بنانے پر ہی ہو سکتی ہے ورنہ کبھی نہیں مگر مسلمانوں کی سمجھ میں یہ بات

دماغ اُس پر غور کرے مگر چہرے پر پردہ پڑنے کے ساتھ ہی دماغ پر پردہ پڑ جاتا ہے کیونکہ سوجھتوں کو اندھا بنایا جاتا ہے حالانکہ قرآن مجید اندھوں کو سوجھتا بنانے کے لیئے نازل ہوا تھا۔ اب ایسی عورتوں سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ لازمی طور پر کم عقل اور کند ذہن ہوگی کیونکہ جب ماں کا ہی دماغ کمزور ہے تو پھر بچہ کا کیا اچھا ہو جب ٹنکی میں پانی نہیں تو نلکہ میں کہاں سے آجائے الّا ماشاء اللہ۔ وہ بھی صرف اُسی جگہ جہاں پردے میں چنداں سختی نہیں کی جاتی یا خود ہی عورتیں موجودہ پردہ کی قید میں رہنا نہیں چاہتیں، الّا ماشاء اللہ کے تحت میں جو مرد کچھ ترقی کرتے ہیں پھر وہ ایک تو پردہ کے سخت حامی ہو جاتے ہیں اور دوم جو اُن کو بیوی ملتی ہے وہ بھی پردے کی وجہ سے جاہل ہوتی ہے اس لیئے اُن کے یہاں پھر اُن کی اولاد کم عقل اور نالائق پیدا ہوتی ہے ایسی مثالیں کثرت سے مسلمانوں کے گھروں میں ملیں گی۔

رسمی پردے کی وجہ سے مسلم خواتین کے اعضائے رئیسہ یعنی علم حاصل کرنے، سوچنے سمجھنے اور چلنے پھرنے کے قوٰی کی قوت سلب ہو جاتی ہے جس کا اثر اُن کی اولاد پر بھی ہوتا ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص اپنا ہاتھ اونچا کر کے یا ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر خدا کی عبادت کرتا رہے جیسا کہ ہندوؤں میں دستور ہے تو کچھ عرصہ کے بعد اُس کے ہاتھ اور پاؤں کی طاقت بوجہ اُن کے استعمال نہ ہونے کے سلب ہو جائے گی جس کا اثر اُس کی اولاد پر بھی ہوگا۔ ہندوؤں کی اس عبادت پر تو بڑے زور و شور سے اعتراض کیئے جاتے ہیں مگر رسمی پردے پر جس کی وجہ سے مسلم خواتین اور اُن کی اولاد کے قوٰی کمزور ہو رہے ہیں کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ مسلمان فطرتی سزا برابر پا رہے ہیں بقول شخصیکہ ؎ ممکن ہے رحم کھائے مجرم پہ عفوِ باری ٭ پر فطرتی سزا سے وہ چھوٹتا نہیں۔ اس کی مثال

(حاشیہ) کبھی نہیں آئے گی اگر آج بھی یہ بات اُن کی سمجھ میں آجائے تو فوراً عورتوں کو کھلے چہرے باہر جانے کی آزادی دے کر اُن کو تعلیم یافتہ بنائیں کیونکہ جو لوگ اسلامی پردہ اختیار کریں گے اُن کو تو پھر بھی ترقی کرنے کی اُمید ہو سکتی ہے مگر رسمی پردہ پر قائم رہنے والوں کی قیامت تک کوئی ترقی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ ترقی کی راہ پر نہیں چلتے۔ بہر حال حکومت کی وجہ سے یہ رسمی پردہ جو قرآن حدیث کے خلاف ہے مسلمانوں میں پھیل گیا تھا مگر اب بہت مشکل ہے۔

ایسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کا قصور تو معاف کر دیا مگر وہ اُس حالت میں نہ رہے
جس میں پہلے تھے گویا فطرتی سزا سے نہ چھوٹے خدا کے قانون کے خلاف جو کرے گا اُس کو قانون
شکنی کی سزا ضرور ملے گی کیونکہ خدا کی دی ہوئی قوتوں کو استعمال نہ کرنا کفرانِ نعمت ہے ہاں جو
شخص اللہ کے حقوق کو نہ مانے تو وہ خدا معاف کر دیتا ہے مگر جو قوم خدا کے عطا کردہ قویٰ کو استعمال
نہ کرے یا پردے کی وجہ سے اُن کو بیکار کر دے تو اُس کو ایسی ہی سزا ملے گی جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:
كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ
بِذُنُوبِهِمْ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۔ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا
نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝
جیسے دستور فرعون والوں کا اور جو اُن سے پہلے تھے منکر ہوئے اللہ تعالیٰ کی باتوں سے سو پکڑا اُنکو
اللہ نے اُن کے گناہوں پر اللہ زورآور ہے سخت عذاب کرنے والا یہ اس پر کہا کہ اللہ بدلنے والا
نہیں نعمت کو جو دی تھی ایک قوم کو جب وہ نہ بدلیں اپنے جیوں کی بات اور اللہ سنتا ہے جانتا
الانفال ۸۔ آیت ۵۳ - چنانچہ جب سے مسلمانوں نے اپنی عورتوں کے حقوق چھینے ہیں سزا
پا رہے ہیں ویسے تو مولوی اور مذہبی پیشوا صاحبان اور لیڈرانِ قوم گلا پھاڑ پھاڑ کر لوگوں کو یہ
بتلا رہے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو یہ درجہ دیا" اللہ نے یہ حقوق دیے اور رسول اللہ نے یہ مرتبہ
دیا۔ مگر سوال یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے کیا دیا۔ آسودہ حال مسلمان تو اپنی عورتوں کو کھلے چہرے
باہر جانے کی بھی اجازت نہیں دیتے اور حقوق کیا دیں گے سوائے رسمی پردے کی قید میں
رکھنے کے ۔ قفس سے خاک چھوٹیں گے وہ کیا دیکھیں گے گلشن کو: جنھیں خوابِ رہائی بھی نظر آتا ہی مشکل ہے

اخلاقی کمزوری

رسمی پردہ یعنی گھونگھٹ لگانے برقعہ اوڑھنے اور ڈولی میں بیٹھنے کی وجہ سے عورتوں
میں کئی قسم کی اخلاقی کمزوریاں پیدا ہو گئی ہیں۔ چنانچہ بعض مسلم خواتین جب چہرہ ڈھانک کر باہر
جاتی ہیں تو وہ اپنی گلی میں تو چہرہ ڈھانک کر رکھتی ہیں اور دوسروں کے محلہ میں بقول شخصیکہ

یہ کہہ کے اُسنے اُٹھا دی نقاب چہرے سے — نگاہِ شوق سے پردہ کہاں کہاں ہو گا

نقاب اُلٹا کر کھلے چہرے پھرتی ہیں آخر مسلم خواتین ایسا کیوں کرتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے اللہ اور اُس کے رسول کے حکم کے مطابق اُن کو باہر کھلے چہرے جانے کی اجازت نہ دی بلکہ جبراً اُن کی آزادی کو چھین لیا اب وہ مکر و فریب سے آزادی حاصل کر رہی ہیں یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس کی آزادی جبراً چھینی جائے وہ مکر و فریب سے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے مسلمانوں نے رسمی پردہ قایم کرنے کی وجہ سے ایسی بُری عادتیں خود اپنے ہاتھوں سے اپنی عورتوں میں ڈالی ہیں جیسا کہ مشہور ہے "گھونگٹ میں لہر بہر" یعنی جب دل چاہا گھونگھٹ اُٹھا کر غیروں کو دیکھ لیا اور اپنا چہرہ دکھا دیا "برقعہ میں سارا شہر" یعنی بُرقعہ پہن کر باہر خوب سیر کی برقعہ کیا ہوا ایک طلسمی چادر ہوئی عورت سب کو دیکھتی پھرے مگر اُس کو کوئی نہ دیکھے اور جب اُس کا دل چاہے نقاب اُلٹ کر غیر مسلموں کو چہرہ دکھا دے "ڈولی میں خدا کا قہر" یعنی سوراخوں میں سے غیروں کو دیکھتی گئیں اور ہوا نہ آنے کی وجہ سے عذاب میں رہیں اور چلنے پھرنے کے قوی کو بھی استعمال نہ کرسکیں، علاوہ ازیں برقعہ اور ڈولی کے ذریعہ مکر و فریب سے بدکاری ہو رہی ہے حتٰی کہ بعض مسلم خواتین غیر مردوں کو ڈولی اور برقعہ میں اپنے گھروں میں لے آتی ہیں اور خاوند سے یہ کہہ دیتی ہیں کہ میری فلاں سہیلی مجھ سے ملنے کے لیے آئی ہے آپ باہر تشریف لے جائیے۔ گویا اِنَّ کَیۡدَ کُنَّ عَظِیۡمٌ بتحقیق عورتوں کے بڑے مکر ہیں۔ یوسف ۱۲۔ رکوع ۳۔ کے ماتحت عورتوں کے مکر و فریب کے جال کو اتنا وسیع کیا گیا ہے کہ اگر برقعہ پوش عورت باہر اپنے آشناؤں کے ساتھ پھرتی رہے تو اُس کا خاوند بھی اُس کو پہچان نہیں سکتا۔

رسمی پردے کی وجہ سے مسلمان مردوں میں بھی اخلاقی کمزوریاں پیدا ہو گئی ہیں چنانچہ بعض مسلمان جب کسی عورت کو باہر چہرہ ڈھانک کر جاتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کبھی اُس کے سر کی طرف کبھی اُس کے پاؤں کی طرف غرضیکہ عورت کی ہر طرف دوربین لگا کر بڑی توجہ سے دیکھتے ہیں اُس کے چہرہ ڈھانکنے کی وجہ سے یہ خیال کر کے کہ یہ بہت خوبصورت ہے کبھی اُس کے

آگے چلتے ہیں اور کبھی اُس کے پیچھے غرضیکہ اُس کے دیکھنے کا اشتیاق بہت بڑھ جاتا ہے اور ہر وقت یہی خواہش رہتی ہے کہ یہ عورت نقاب اُٹھا دے تو ہم اس کا چہرہ دیکھ لیں بقول کسے:

اللہ کسی صورت ٹوٹے تو حجاب ان کا ؎ لے بادِ صبا تو ہی سرکا دے نقاب ان کا

اس لیے مردوں کو نظریں نیچی رکھنے کی عادت ہی نہیں رہی یہی وجہ ہے کہ جب کوئی عورت کھلے چہرے اُن کے سامنے آجائے تو جھٹ اُن کے جذباتِ حیوانی جو رچھپی ہوئی آگ کی طرح اندر ہی اندر سُلگتے رہتے ہیں جھٹ برانگیختہ ہو جاتے ہیں اور اُن کو عورتوں کی طرف گھور گھور کر دیکھنے کا ایک تو اس خیال سے بہت شوق ہوتا ہے کہ خدانخواستہ اگر عورتوں نے چہرہ ڈھانک لیا تو پھر اُن کو دیکھنا نصیب نہ ہوگا اور دوم اُن کو اپنی قوم کی کثرت سے باہر کُھلے چہرے پھرنے والی عورتوں کے دیکھنے کی عادت نہیں ہوتی اس لیے اُن کی نظریں نیچی نہیں رہتیں۔ جن مردوں کو عام طور پر کھلے چہرے پھرنے والی اپنی قوم کی عورتوں کے دیکھنے کی عادت ہوتی ہے اُن کے جذباتِ شہوانی جو کہ آگ کے بُجھ جانے کی طرح ٹھنڈے ہو جاتے ہیں کبھی مشتعل نہیں ہوتے۔ مثلاً جو آدمی بھوکا ہوتا ہے وہ روٹی کی طرف بڑے شوق اور خواہش سے دیکھتا ہے اور جس آدمی کا پیٹ بھرا ہوتا ہے اگر اُس کے سامنے پُلاؤ بھی رکھا جائے تو وہ اُس کی بھی پرواہ نہیں کرے گا۔ اسی طرح جن قوموں کی عورتیں کھلے چہرے باہر پھرتی ہیں اُس قوم کے مرد کبھی بھی عورتوں کو گھور گھور کر نہیں دیکھتے کیونکہ اُن کو اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ اُن کی عورتوں کو چہرہ تو ڈھانکنا نہیں جو اُن کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے کی ضرورت پڑے اسلیے اُن کے دل عورتوں کی طرف سے سیر ہوتے ہیں، اور جن قوموں کی عورتیں باہر چہرہ ڈھانک کر رکھتی ہیں اُس قوم کے مردوں کو عورتوں کی طرف گھور گھور کر دیکھنے کا بہت شوق ہوتا ہے کیونکہ وہ عورتوں کے دیکھنے کے بھوکے ہوتے ہیں۔ مردوں کا ایسی عورتوں کی طرف دیکھنا عین فطرت کے مطابق ہے کیونکہ جب سورج اور چاند کُھلے ہوتے ہیں تو کوئی شخص اُن کو گھور کر اور دوربین لگا کر نہیں دیکھتا مگر جب اُن پر گرہن کا پردہ پڑ جاتا ہے تو لاکھوں انسان

اُن کو تاڑ تاڑ اور ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے ہیں مگر جب گرہن کا پردہ اُٹھ جاتا ہے تو پھر کوئی اتنی توجہ سے اُن کو نہیں دیکھتا۔ افسوس مسلمانوں نے خدا کے اس نشان سے بھی کوئی فائدہ نہ اُٹھایا۔ فائدہ وہی لوگ اُٹھائیں گے جو سمجھدار ہوں گے۔ اسی طرح عورتوں کا چہرہ بھی سورج اور چاند کے مانند ہے جب اُن کا چہرہ گرہن کے پردے سے ڈھک جاتا ہے تو سب لوگ اُن کو ٹکٹکی باندھ کر خوب غور سے دیکھتے ہیں اگر مسلم خواتین اپنے چہروں سے گرہن کا پردہ ہٹادیں تو کوئی شخص بھی اُن کو گھور گھور کر نہ دیکھے گا اور چہرہ ڈھانکنے کی وجہ سے قوم میں جو کمزوریاں پڑی ہوئی ہیں ایک تو وہ سب کی سب دور ہو جائیں گی اور دوسرے آپکا نام آیندہ نسلوں میں بطور یادگار کے قائم رہے گا کہ ہندوستان کی عورتوں نے خود آزادی حاصل کی۔ تیسرے اسلامی پردہ قائم کرنے سے اللہ اور اُس کے رسول کی خوشنودی حاصل ہوگی۔

مسلم خواتین کو گھروں میں قید رکھنے اور باہر اُن کا چہرہ ڈھانکنے اور اُن کو ڈولی میں بٹھانے سے جب اُن کی صحت اور تندرستی خراب ہو جانے کی وجہ سے اُن کی خوبصورتی اور چُستی جاتی رہتی ہے اور اُن کا رنگ زردی مائل اور شکل دُبلی پتلی اور مریل سی نکل آتی ہے اور وہ سُست اور کاہل وجود ہو جاتی ہیں تو پھر اُن کے خاوندوں کا دل اُن کی طرف سے ہرگز نہیں بھرتا اس لیے بعض مسلمان فاحشہ عورتوں سے ناجائز تعلق پیدا کر لیتے ہیں کیونکہ اُن عورتوں کی صحت چستی اور خوبصورتی باہر کھلے چہرے پھرنے کی وجہ سے اچھی رہتی ہے۔ عورتوں کی چُستی اور خوبصورتی کا انحصار صحت پر ہے اور یہی دو چیزیں ہر انسان کو مرغوب ہوتی ہیں مگر یہی رسمی پردے میں غائب ہو جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں بعض مسلمان غیر مذہب کی عورتوں سے ناجائز تعلق پیدا کر لیتے ہیں چنانچہ ایک گاؤں میں راجپوت مسلمان اور چمار رہا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے پردے کی وجہ سے اپنی عورتوں کو تو گھروں میں بند رکھنا اور باہر کھلے چہرے پھرنے والی چمار عورتوں سے ناجائز تعلق پیدا کر لینا اپنا شیوہ بنالیا۔ کچھ عرصے کے بعد مسلمانوں اور چماروں میں لڑائی ہوئی تو چماروں نے مسلمانوں کو خوب لٹھوکا آخر اس کی اطلاع پولس میں بھی پہونچی سپرنٹنڈنٹ صاحب تحقیقات کیلئے

آئے تو ایک بوڑھے چمار سے دریافت کیا کہ چماروں نے مسلمانوں کو کیونکر مارا یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے تو اُس بڈھے نے ہاتھ جوڑ کر صاحب سے کہا کہ حضور چماروں نے مسلمانوں کو نہیں مارا بلکہ مسلمان مسلمان آپس میں لڑے ہیں بھلا کبھی چمار بھی مسلمانوں کو مار سکتے ہیں۔ تو پولیس افیسر نے متعجب ہو کر پوچھا کہ یہ کیا بات ہے تو اُس بڈھے نے کہا کہ حضور! مسلمان اپنی عورتوں کو گھروں میں بند رکھتے ہیں جس کی وجہ سے اُن کی صحت اچھی نہیں رہتی اور ہماری عورتوں سے ناجائز تعلق پیدا کر لیتے ہیں اب جو بچے پیدا ہوتے ہیں وہ مسلمانوں کے ہوتے ہیں اس لیئے مسلمانوں نے مسلمانوں کو مارا۔ مگر افسوس خود غرضی کی وجہ سے مسلمانوں کی رسمی پردے کی خرابیوں پر نظر ہی نہیں پڑتی۔

مالی کمزوری

رسمی پردے کی وجہ سے مفلسی مسلمانوں پر سایہ کیئے ہوئے ہے کیونکہ جو کام عورتیں خود کر سکتی ہیں اُن کے کرنے کے لیئے بھی نوکر رکھے جاتے ہیں مثلاً گھر سے باہر کوئی چیز لانی ہے تو گھر کی نوکرانی لائے اور باہر سے کوئی چیز لانی ہے تو نوکر لائے اور اندر نوکرانی لے کر جائے اس سے خواہ مخواہ خرچ بڑھتا ہے۔ غیر قوموں کی طرف دیکھیے کہ وہ حتی الوسع موٹر ڈرائیور تک بھی نہیں رکھتے کیونکہ یا تو وہ خود یا اُن کی عورتیں موٹر ڈرائیوری کا کام کر لیتی ہیں۔ یہی حال دوکانداروں کا ہے کہ اُن کی عورتیں بھی دوکان کا کام اچھی طرح کر سکتی ہیں چنانچہ ہندوؤں، خوجوں، آغاخانیوں اور دیگر قوموں میں یہی رواج ہے۔ جس قوم کی عورتیں باہر کام کریں گی وہ خوشحال رہے گی اور کام کرنے کی وجہ سے اُن عورتوں کی صحت بھی اچھی رہے گی اور جس قوم کے صرف مرد کام کریں اور عورتیں عضو معطل کی طرح گھروں میں بیٹھی رہیں وہ قوم کبھی خوشحال نہ ہوگی اور نہ اُن عورتوں کی صحت اچھی رہے گی۔ علاوہ ازیں مفلسی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ "غریب کی جورو سب کی بھاوج" کی مثال صادق آتی ہے۔ جس بات سے ڈر کر عورتوں کو چھپا چھپا کر اندر رکھا جاتا ہے وہ مفلسی پیدا کر دیتی ہے۔ چنانچہ کئی جگہ مسلمانوں میں صرف مفلسی کی وجہ سے بدکاری پھیلی ہوئی ہے۔

مفلس اور دولتمند کی بدکاری میں ایک نمایاں فرق ہوتا ہے۔ بعض مسلمان یہ کہتے ہیں کہ عورتوں کا کام گھروں میں دال روٹی پکانا ہے گویا عورت گھر کی باورچن ہے حالانکہ باورچن بھی کھلے چہرے باہر جا کر کھانے پینے کا تمام سامان خود خرید کر لاتی ہیں۔

دنیا میں جتنی قومیں ہیں اُن کے مرد اور عورتیں سب کام کرتی ہیں اگر مرد ڈاکٹر وکیل تاجر اور کلرک ہیں تو عورتیں بھی یہ کام کرتی ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ دولتمند ہیں اور وہ قوم جس کے صرف مرد باہر کام کرتے ہیں اور عورتیں پردے میں رہتی ہیں وہی غریب ہے اور اُسی میں بھیک مانگنے والے کثرت سے ہیں۔ ہندوؤں سے قرضہ لیں گے خواہ اُس کا سود دیتے دیتے جائداد ہی تباہ ہو جائے مگر اپنی عورتوں کو جائز طور پر باہر کام کر کے روپیہ کمانے کی اجازت نہ دیں گے۔ کیونکہ اس سے ناک کٹتی ہے اور بھڑوا بننے کا طعنہ سُننا پڑتا ہے مگر جائداد کے تباہ ہو جانے سے ناک نہیں کٹتی اور بھڑوا نہیں بننا پڑتا یہ ہے مسلمانوں کی ذہنیت اگر عورتوں کے کھلے چہرے باہر جائز طور پر روپیہ کمانے سے آدمی بھڑوا بنجاتا ہے تو پھر غیر مسلم جن کی عورتیں کھلے چہرے باہر کام کرتی ہیں بھڑوے ہوئے اب جو شخص ان سے قرضہ لے اور پھر سود بھی دے وہ تو بھڑوؤں کا بھڑوا ہوا۔ کیونکہ وہ روپیہ جو سودی قرضہ پر لیا ہے آخر بھڑوؤں کی کمائی ہے

آزاد اور پردہ نشیں عورتوں کی حالت کا موازنہ

آزاد اور کھلے چہرے باہر پھرنے والی عورتیں معصوم اور بے گناہ معلوم ہوتی ہیں۔	گھروں میں بند اور باہر چہرہ ڈھانکنے والی عورتیں مجرم اور سزا یافتہ معلوم ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ذیل کی آیت سے ثابت ہوتا ہے:

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ؀ اور تمہاری عورتوں میں سے جو بیحیائی کا ارتکاب کریں تو اپنے میں سے چار گواہ اُن پر لاؤ سو اگر وہ گواہی دیں تو اُن کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ اُن کو موت لے جائے یا اللہ اُن کے لیے کوئی راہ نکالدے۔ النساء۔ ۴۔ آیت ۱۵۔ اس حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے تو عورتوں کو کسی بیحیائی کے کام کرنے اور اُس پر چار گواہ لانے پر ہی ایک سزا یعنی گھروں میں بند رکھنے کا حکم دیا تھا مگر خدا معلوم آسودہ حال مسلمان کس واسطے اپنی عورتوں کو بغیر کسی جرم اور قصور کے سرزد ہونے کے ہی اپنے گھروں میں بند رکھتے ہیں کیا ایسی عورتوں نے کوئی ایسا ہی بیحیائی کا کام کیا ہے جس کا ایسے مسلمانوں کو بغیر چار گواہ لانے کے ہی یقین کامل ہو گیا اور دوہری سزا دینے کا فیصلہ کر دیا کہ ایک تو عورتوں کو گھروں میں عمر بھر قید رکھوا ور حتی المقدور اُنکو اپنے کاموں کے لیے اور ہوا خوری کے لیئے باہر مت جانے دو اور دوسرے اگر خدا نخواستہ وہ باہر بھی جائیں تو چہرے ڈھانک کر یا ڈولی میں یا گاڑی میں چاروں طرف چادریں تان کر تاکہ باہر بھی لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ ایسے بُرے کاموں کی وجہ سے سزا یافتہ ہیں جن کی وجہ سے یہ باہر بھی اپنا چہرہ نہیں دکھانا چاہتے اس لیے اِن سے بچتے رہو۔ مسلمانوں کا اپنی عورتوں کے ساتھ ایسا برتاؤ اور سلوک کرنا بہت بُرا ہے۔ اب مسلمان خود ہی غور کر کے دیکھ لیں کہ آیا اہل اسلام اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں یا غیر مسلم۔ مسلمان تو اپنی عورتوں کو باہر اتنی بھی آزادی نہیں دیتے جتنی کہ اللہ اور اُس کے رسول نے اُن کو دی ہے۔ آخر بدکار سزا یافتہ اور بے گناہ

پردے کے قیدیوں میں کیا فرق ہوا۔

عورتوں کو کسی بیحیائی کا کام کرنے پر ایسی سزا کا حکم دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت مسلم خواتین اپنے کاموں کے لیئے آزادانہ کھلے چہرے باہر پھرتی تھیں اگر عورتوں کو اُس وقت ایسا ہی گھروں میں بند کر کے رکھا جاتا تھا جیسا کہ آجکل تو پھر خدا کا ایسی سزا کا حکم دینا ہی نعوذ باللہ عبث ٹھہرتا ہے کیونکہ اس سے عورتوں کی کوئی اصلاح ہو ہی نہیں سکتی اب مسلمان ایک بدکار عورت کو قرآنی سزا دیکر دیکھ لیں کہ سزا یافتہ کو بند رکھنے اور بے گناہ عورتوں کو بند رکھنے میں کیا فرق ہے اور کیسے تمیز ہو سکتی ہے کہ یہ پارسا ہے یا بدکار کیونکہ سزا یافتہ عورت بھی یہ کہہ سکتی ہے کہ میں پرہیزگار اور پردہ نشیں ہوں مجھے گھر سے باہر جانے کی ضرورت نہیں جیسا کہ گھروں میں بند رہنے والی عورتیں بھی کہتی ہیں حالانکہ اس حکم کے ماتحت ایسی سزا یافتہ عورتوں کو بھی بول و براز کے لیئے باہر کھلے چہرے جانے کی آزادی تھی۔ مگر افسوس رسمی پردے کے بے گناہ قیدیوں کو صبح کی ہواخوری کے لیے بھی باہر کھلے چہرے جانے کی اجازت نہیں گویا موجودہ پردے کی قید سے خدا کا بدکار عورتوں کو ایسی سزا دینے کا حکم ہی نعوذ باللہ باطل ہو گیا۔

مندرجہ بالا حکم سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی جرم کے ثابت ہونے پر عورتوں کی آزادی کو سلب کر کے اُن کو گھروں میں بند رکھا جائے تاکہ ایک تو باہر بدکاری نہ پھیلے اور دوسرے ایسی عورتیں توبہ کر کے اپنی اصلاح کر سکیں اور پھر بھی اپنی آزادی کو حاصل کر سکیں مگر قربان جایئے مسلمانوں کی ایسی عقل کے کہ بدکار عورتوں کو تو باہر آزادی دیدی تاکہ باہر خوب بدکاری پھیلے یہی وجہ ہے کہ مسلمان فاحشہ عورتوں کی تعداد زیادہ ہے اور پاکدامن عورتوں کی آزادی کو بغیر کسی گناہ اور قصور سرزد ہونے کے سلب کر کے اُن کو گھروں میں بند کر دیا۔

آزاد اور کھلے چہرے پھرنے والی عورتیں باہر اپنے خاوندوں کے ساتھ اس طریقہ سے جاتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کا لباس ہیں	رسمی پردہ نشین عورتیں اپنے خاوندوں کے ساتھ باہر چہرے ڈھانک کر اس طریقہ سے جاتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرد ہے اور

دوسرا پارسل جو کہ ذیل کی آیت کے خلاف ہے

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ - وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم اُن کے لیے لباس ہو۔ البقر ۲ - آیت ۱۸۷ - اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں مردوں کے لیے لباس ہیں اور مرد عورتوں کے لیئے لباس ہیں - اللہ تعالیٰ نے کیا ہی ایک پاکیزہ مثال لباس کی دی ہے جو مرد و عورت کے مساوات پر خوب چسپاں ہوتی ہے - چونکہ مرد اور عورت ایک دوسرے کے عیبوں کو ڈھانکتے ہیں اور بےحیائی سے بچاتے ہیں اس لیے اللہ نے اُن کو لباس سے تشبیہ دی ہے کیونکہ لباس کی بھی یہی غرض ہوتی ہے کہ عیبوں کو ڈھانکے اور گرمی سردی کی تکلیفوں سے بچائے - چونکہ مرد اور عورت کا چہرہ مقام عیب نہیں اس لیئے اُس کو ڈھانکنے سے مستثنیٰ کیا گیا جب مرد جو کہ عورتوں کا لباس ہیں وہ اپنا چہرہ باہر نہیں ڈھانکتے تو پھر عورتیں جو کہ مردوں کا لباس ہیں وہ اپنا چہرہ باہر کیوں ڈھانکیں کیونکہ جب وہ دونوں باہر کھلے چہرے اکٹھے جائیں گے تو ایک تو دونوں کو پاکیزگی اور اطمینانِ قلب حاصل رہے گا اور غیر شخصوں کے دیکھنے سے بُرے خیالات دلوں میں نہیں آئیں گے گویا کہ ایک دوسرے کا لباس ہو کر بُرے خیالات سے محافظت ہوتی رہے گی - دوسرے مرد کو عورت کے ساتھ ہونے سے کسی غیر عورت کی طرف گھورنے کی جرأت نہ ہوگی - اگر وہ ایسا کرے گا تو اُس کے دل میں ضرور یہ خیال آئے گا کہ میری بیوی ساتھ ہے اس کو بُرا معلوم ہوگا تو پھر وہ بدنظری سے باز رہے گا - اسی طرح عورت کو مرد کے ساتھ ہونے سے کسی غیر مرد کو تاڑنے کی ہمت نہ پڑے گی اگر وہ ایسا کرے گی تو شوہر کے ساتھ ہونے کی وجہ سے اُس کو ضرور یہ خیال آئے گا کہ میرا خاوند اس کو بُرا سمجھے گا - اسلیئے وہ بھی بدنظری سے باز رہے گی - غرضیکہ دونوں شوہر اور بیوی کو ساتھ ساتھ کھلے چہرے باہر جانے میں بہرحال فائدہ ہی فائدہ ہے کیونکہ اس طرح باہر نکلنے میں غیر مرد کو بھی یہ جرأت نہیں پڑے گی کہ اُس کی بیوی کو تاڑ کر دیکھے بلکہ ان دونوں کا اُس پر رعب رہیگا اب اگر مرد کھلے چہرے باہر جائے اور اُس کی بیوی اُس کے ساتھ پارسل کی طرح بطور

الیکٹرسٹی نکیں کے ہو تو پھر خدا کی یہ مثال اُن پر صادق نہیں آئے گی۔

آزادا ور باہر کھلے چہرے پھرنے والی عورتیں کو مرد اور وہ خود بھی مردوں کو دیکھ کر پسند کر کے طبیعتوں کا اندازہ لگا کر شادی کر سکتی ہیں۔ تاکہ زندگی خوشگوار گذرے۔

گھروں میں بند اور باہر چہرے ڈھانکنے والی عورتوں کو نہ تو مرد اور نہ وہ خود کسی مرد کو دیکھ کر پسند کر کے اور طبیعتوں کا اندازہ لگا کر شادی کر سکتی ہیں جو کہ ذیل کی آیت کے خلاف ہے:

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ۔ اگر تم کو خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو پھر نکاح کر لو جو تم پسند کرو اپنے لیئے (دوسری) عورتوں میں سے۔ النسار ۴۔ رکوع اوّل۔ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ (۱) لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کو پسند کر کے نکاح کریں اور وہ پسند اُسی وقت کر سکتے ہیں جب اُن کو نکاح کی غرض معلوم ہو گی۔ (۲) لڑکا اور لڑکی جنھوں کو آپس میں ساری عمر گزارنی ہے وہ خود ایک دوسرے کی صورت و سیرت دیکھکر اور تبادلۂ خیالات کر کے شادی کریں نہ کہ والدین یا کوئی دوسرا ایجنٹ۔ (۳) عورتوں کے چہروں کا پردہ نہیں ہے ورنہ ایک دوسرے کو پسند کیسے کریں۔ (۴) "عورتوں میں سے پسند کرو" کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ایک ہی عورت کو دیکھا اور پسند کر لیا بلکہ بہت سی عورتوں میں سے پسند کرو اور جس سے طبیعت ملے اُس سے نکاح کرو۔ (۵) بچپن میں شادی کرنا قرآن مجید کے خلاف ہے جو لڑکے اور لڑکیاں شادی کی غرض کو ہی نہیں سمجھ سکتے اُن کا نکاح کر دینا ایک عبث فعل ہے ذیل کی احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کو پسند کر کے شادی کریں: اِذَا خطب احدکم الی المرءۃ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّنْظُر منھا الی مَا یَدْعُوہُ الی نکاحِھَا فلیفعل۔ جب تم میں سے کوئی نکاح کا پیغام کسی عورت کے پاس بھیجے اگر ہو سکے تو اُس کا چہرہ مُہرہ دیکھ لے جس سے اُس کو اُس سے نکاح کرنے کی

رغبت ہو تو چاہیئے کہ دیکھ لا ابوداؤد تزوّج رجل امرأۃ من الانصار فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم انظرت الیہا قال لا قال فاذھب فانظر الیہا فان فی اعین الانصار شیئًا۔ ایک آدمی نے ایک انصاری عورت سے نکاح کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ نے اُسے فرمایا کیا تونے اُس عورت کو دیکھا ہے؟ اُس نے کہا نہیں فرمایا جا اُسے دیکھ لے کیونکہ انصار کی آنکھ میں کوئی نقص ہوتا ہے۔ مسلم۔ نسائی۔ رسول اللہ صلعم نے نہ صرف عورتوں کے دیکھنے کی اجازت دی بلکہ آپ کے زمانے میں مسلم خواتین کو اتنی آزادی تھی کہ وہ خود اپنے آپ کو نکاح کے لیئے مردوں کے سامنے پیش کیا کرتی تھیں جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے: عن سہل انّ امرأۃ عرضت نفسہا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال له رجل یارسول اللہ زوّجنیہا۔ سہل سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلعم کے سامنے اپنے تئیں پیش کیا ایک شخص بولا یا رسول اللہ صلعم مجھ سے اس کا نکاح کر دیجیئے۔ بخاری۔ کیا اس عورت نے اپنا چہرہ ڈھانک کر اپنے آپ کو پیش کیا تھا؟

آزاد اور کھلے چہرے باہر پھرنے والی عورتیں بدمعاشوں کے مقابلہ پر بوجہ چہرہ اور ہاتھ کھلا ہونے کے اپنی عصمت کی حفاظت اچھی طرح کر سکتی ہیں اور بدمعاشوں کو پہچان بھی سکتی ہیں۔

رسمی پردہ نشیں اور باہر چہرہ ڈھانکنے والی عورتیں بدمعاشوں کے مقابلے پر اپنی عصمت کی حفاظت اچھی طرح نہیں کر سکتیں کیونکہ چہرہ اور ہاتھوں کے بند رہنے کی وجہ سے وہ بآسانی پکڑی اور گرائی جا سکتی ہیں نہ تو وہ بھاگ سکتی ہیں اور نہ بدمعاشوں کو پہچان سکتی ہیں جو کہ ذیل کی آیت کے خلاف ہے:

قُل لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ۔ ایماندار عورتوں سے کہدے اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ النور ۲۴۔ آیت ۳۱۔

آزاد اور کھلے چہرے باہر پھرنے والی عورتوں کا

رسمی پردہ نشیں اور باہر چہرہ ڈھانکنے والی

کلام دلیرانہ ہوتا ہے کیونکہ وہ کسی سے دب کر بات نہیں کرتیں۔

عورتوں کا کلام بزدلانہ ہوتا ہے کیونکہ اُن کے دلوں پر غیر مردوں کا خوف ہوتا ہے اس لیے دب کر بات کرتی ہیں جو کہ ذیل کی آیت کے خلاف ہے ۔

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۔ اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقوےٰ اختیار کرو سو دبی آواز میں بات نہ کرو ایسا نہ ہو کہ وہ جس کے دل میں بیماری ہے طمع کرے اور نیکی کی بات کہو۔ الاحزاب ۲۳۔ آیت ۳۲۔ اس حکم سے گو ازواج مطہرات کو دبی زبان سے باتیں کرنے کو منع کیا گیا ہے مگر پھر بھی غیر مردوں سے باتیں کرنے کو منع نہیں کیا گیا بلکہ یہ سکھلایا گیا ہے کہ ایماندار عورتوں کو غیر مردوں کے ساتھ اپنے آپ کو ادنیٰ سمجھ کر باتیں نہیں کرتی چاہئیں بلکہ بحیثیت انسان برابر کا سمجھ کر باتیں کرنی چاہئیں کیونکہ دبی زبان سے باتیں کرنے والی عورتوں میں خودداری اور وقار نہیں رہتا اس لیے عورتوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ غیر مردوں کے ساتھ خودداری اور وقار قائم رکھتے ہوئے کھری اور صاف باتیں کرنی چاہئیں اور پیچ دار باتوں کے کہنے سے پرہیز رکھیں۔ اللہ نے تو اس حکم سے مسلم خواتین کو غیر مردوں کے ساتھ دب کر باتیں کرنے سے منع کیا ہے مگر مسلمانوں نے اس حکم سے یہ سمجھ لیا کہ عورتوں کی آواز ہی دبی رہے اور کسی غیر مرد کے کان تک نہ پہونچے کیونکہ آواز کا بھی پردہ ہے۔ یہ ہے مسلمانوں کا فہم قرآن۔ حالانکہ اسی حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم خواتین کا چہرہ باہر بھی کھلا ہے کیونکہ چہرے کو کپڑے سے ڈھانکنے کی وجہ سے آواز دب کر نکلے گی جو کہ اس حکم کے خلاف ہے۔

آزاد اور باہر کھلے چہرے پھرنے والی عورتیں خود تجارت اور سروس کرکے اپنی جائداد پیدا

رسمی پردہ نشیں اور باہر چہرے ڈھانکنے والی عورتیں تجارت اور سروس کرکے اپنی جائداد

کر سکتی ہیں | پیدا نہیں کر سکتیں جو کہ ذیل کی آیت کے خلاف ہے:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ط اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم کو ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے مردوں کے لیے اُس سے بہرہ در ہوتا جو وہ کمائیں اور عورتوں کے لیے اُس سے بہرہ در ہوتا جو وہ کمائیں ۔ النساء ۴۔ آیت ۳۲ ۔ اگر اس آیت کے ماتحت مسلم خواتین بطور ڈاکٹر، نرس، وکیل، کلرک، ٹیچر، انسپکٹر اور تاجر یا دیگر پیشے اختیار کر کے جائز طور پر روپیہ کمائیں تو کوئی حرج نہیں جبکہ اللہ نے مردوں اور عورتوں کو کام کرنے والے اعضاء مساوی دیئے ہیں اور اُن کی کمائی کو بھی مساوی ٹھہرایا ہے۔

بعض مسلمان اور ایڈیٹران اخبار دوسری قوموں کی برائی کو خوب دل کھول کر بیان کرتے ہیں جس کو وہ عورتوں کے باہر کھلے چہرے جانے پر عائد کرتے ہیں مگر افسوس اُن کی خوبیوں کا کوئی ذکر نہیں کرتے جس سے وہ اپنی قوم کو صرف اُن کی بُرائی کا پہلو دکھا کر اندھا رکھتے ہیں اور اُن کی عورتوں کی خوبیاں یعنی تعلیم حاصل کرنا، پروفیسر ڈاکٹر اور نرسیں وغیرہ بننا موٹروں کا چلانا ہوائی جہازوں کا اُڑانا اور دوسرے ہزاروں مفید کام جو وہ اپنی قوم کے لیے کر رہی ہیں اُن کا اپنی قوم کی عورتوں کے سامنے نام تک نہ لینا کوئی عقلمندی نہیں ایسے لوگوں کو یہ چاہیئے کہ اپنی عورتوں کی خوبیوں کا دوسری اقوام کی عورتوں کی خوبیوں کے ساتھ مقابلہ کر لیا کیونکہ دوسری قوموں کی عورتوں کی صرف بُرائی کو ہی بتانا کوئی بہادری کا کام نہیں جس جگہ وہ اتنے اچھے کام کر رہی ہیں وہاں ایک بُرائی بھی سہی ۔ مگر آپ اپنی مسلم خواتین کا حال تو دیکھیں کہ کس قدر جہالت میں غرق ہیں اور وہ کونسا کام ملک اور قوم کی بہتری کے لیے کر رہی ہیں ۔ سوائے اس کے کہ باہر نیم اندھی ہو کر جائیں اور گھروں میں قید رہیں اگر ایسے مسلمانوں کو کچھ بھی غیرت ہے تو اپنی قوم کے مردوں کی خوبیوں کا مقابلہ دوسری قوم کی عورتوں کی

خوبیوں کے ساتھ ہی کرکے دکھائیں۔ آپ کی قوم کے مرد وہ کام نہیں کر سکتے جو اُن کی عورتیں کر رہی ہیں۔ چنانچہ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ ایک ہندو عورت نے اپنے گرل اسکول کے واسطے افریقہ کا دورہ کرکے ایک لاکھ روپیہ جمع کیا۔ کیا کسی مسلمان مرد نے بھی لڑکیوں کی تعلیم کے واسطے اس طرح سے غیر ممالک میں چندہ جمع کیا ہے یہ صرف باہر چہرہ کھلا رکھنے اور تعلیم حاصل کرنے کا ہی نتیجہ ہے جو غیر قوموں کی عورتیں ایسے ایسے کام کر رہی ہیں۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں نے کچھ عرصہ تو اسلامی پردہ قائم رکھا مگر بعد ازاں دوسری اقوام کی عورتوں کی باہر چہرہ ڈھانکنے کی رسم کو اختیار کر لیا یا اب یورپ کی عورتوں کی تقلید کرکے چہرہ اور ہاتھ کے علاوہ جسم کا کچھ اور حصہ بھی ننگا رکھنے کی رسم پر عمل کیا جا رہا ہے۔ چونکہ باہر چہرہ اور ہاتھ ڈھانک کر رکھنا یا ان کے علاوہ جسم کا کوئی اور حصہ ننگا رکھنا دونوں باتیں اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں گویا اسلامی پردہ افراط و تفریط سے پاک ہے۔ اس لیے مسلم خواتین سے التماس ہے کہ نہ تو چہرے اور ہاتھ باہر ڈھانک کر رکھیں اور نہ ان کے علاوہ جسم کا کوئی اور حصہ باہر کھلا رکھیں بلکہ اسلامی پردے پر کاربند ہوں جو کہ زمانۂ نبوی میں رائج تھا جس کی تشریح قرآن مجید کی مندرجہ ذیل ایک آیت سے کی جاتی ہے:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۚ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ النور ۲۴۔ آیت ۳۱۔

اسلامی پردے کی توضیح یعنے ایک آیت کی تشریح

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ

اور مومن عورتوں سے کہدے اپنی نظریں نیچی رکھیں

زیر تفسیر آیت کا مندرجہ بالا پہلا حکم ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم کے نزول کے وقت ایماندار عورتیں اور مرد کھلے چہرے باہر پھرا کرتے تھے کیونکہ مومن عورتوں کے بالمقابل مومن مردوں کو بھی یہی حکم دیا گیا تھا قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ مومن مردوں سے کہدے اپنی نظریں نیچی رکھیں النور ۲۴۔ آیت ۳۰۔ گویا یہ مساوی احکام باہر کھلے چہرے پھرنے والے ایمانداروں کو دیے گئے تھے اگر اُس وقت مومن عورتوں کا چہرہ گھر سے باہر ڈھکا ہوتا تو مردوں کو نظریں نیچی رکھنے کا حکم دینا ایک بے معنی بات ہوتی کیونکہ جب اُن کے سامنے باہر کسی عورت کی شکل نظر آتی ہی نہیں تو وہ نظریں کس سے نیچی رکھیں۔ ایسا ہی اگر مردوں کا چہرہ باہر ڈھکا ہوتا تو عورتوں کو نظریں نیچی رکھنے کا حکم دینا ایک بے فائدہ بات ہوتی کیونکہ جب اُن کے سامنے باہر کسی مرد کی شکل نظر آتی ہی نہیں تو وہ نظریں کس سے نیچی رکھیں غرضیکہ نظریں نیچی رکھنے کا حکم دینے کی علّت یہی تھی کہ عورتوں اور مردوں کے چہرے باہر کھلے رہتے تھے اگر اُن کے چہرے باہر کھلے نہ ہوتے تو پھر اُن کو ایسا حکم دینے کی ضرورت ہی نہ پڑتی کیونکہ اس حکم سے باہر کھلے چہرے جانے والوں کو ہی ایسی اخلاقی ہدایت دی گئی تھی جس سے باہر چہرہ ڈھانکنے کی ضرورت نہ پڑے۔ اگر اس حکم کے بعد ایماندار عورتیں باہر اپنا چہرہ ڈھانک لیں تو پھر یہ مساوی احکام دونوں کے ہی لیئے بیکار ہو جاتے ہیں۔ اور خدا کے علم غیب میں بھی نعوذ باللہ نقص لازم آتا ہے کہ نظریں نیچی رکھنے کا حکم دینے کے بعد مسلم خواتین کے باہر کھلے چہروں کو جو کہ مردوں کے لیئے نظریں نیچی رکھنے کی علّت قرار دیے گئے تھے ڈھانکنے کا حکم دے کر اس علّت کو ہی مٹانے کی کیا ضرورت پڑی۔ کیا اللہ تعالیٰ بھی نعوذ باللہ تجربہ کر کے حکم دیتا ہے۔ ماسوائے اس کے ڈھکا ہوا چہرہ تو نظریں نیچی رکھنے کی علّت ہو ہی نہیں سکتا۔ البتہ جو چہرہ کھلا ہے وہی

علّت ہو سکتا ہے مگر ملّا لوگ اس نکتہ کو کیا سمجھیں حالانکہ نظریں نیچی رکھنے کے حکم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جن کو یہ حکم دیا گیا ہے اُن کو باہر بھی کھلے چہرے ہی نظریں نیچی رکھنی ہیں۔ جب مومن مرد اس حکم کی تعمیل باہر کھلے چہرے کرتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ مسلم خواتین اس حکم کی تعمیل باہر کھلے چہرے نہ کریں جبکہ حکم کے الفاظ بھی مساوی ہیں کیا وہ انسان نہیں ہیں۔

ایماندار مردوں اور عورتوں کو نظریں نیچی رکھنے کے مساوی حکم سے یہ سکھلایا گیا ہے کہ عورتوں کی نظریں مردوں کے سامنے اور مردوں کی نظریں عورتوں کے سامنے نیچی رہیں جیسا کہ آیت کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے ورنہ دیواروں درختوں اور راستوں سے جو کہ تو ہی نیچے ہوتے ہیں نظریں نیچی رکھنے کا کیا فائدہ بعض ملّا لوگ یہ کہتے ہیں کہ مومن مرد اپنی نظریں بوجہ مومن عورتوں کے چہرے باہر ڈھکا ہونے کے غیر مسلم عورتوں کے سامنے نیچی رکھیں ایسے عقلمند اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ مومن مردوں کے بالمقابل مومن عورتوں کو نظریں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے یا غیر مسلم عورتوں کو۔ جن کا ذکر ہو پہلے تو اُسی کا چہرہ باہر کھلا رہنا چاہیئے اگر مسلمانوں کا نظریں نیچی رکھنا غیر مسلم عورتوں کے سامنے مخصوص کر دیا جائے تو پھر ان کو یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم بھی اُنھیں کے ساتھ مخصوص کرنا پڑے گا۔ مگر یہ نکتہ ملّا لوگوں کی سمجھ سے بالا تر ہے۔ علاوہ ازیں جب مومن عورتوں نے اپنا چہرہ ہی ڈھانک لیا تو پھر وہ نظریں نیچی رکھنے کے مساوی حکم پر کیسے عمل کریں اور چہرہ ڈھانک کر نظریں نیچی رکھنے کا کیا فائدہ۔ کیونکہ اس سے مومن عورتیں اپنی شرم و حیا کا کوئی اثر مردوں پر نہیں ڈال سکتیں جو کہ نظریں نیچی رکھنے کی اصل غرض ہے۔ اگر ایسے حضرات نظریں نیچی رکھنے کے حکم پر غور کرتے تو اُن کو صاف معلوم ہو جاتا کہ اس میں کسی خاص شخصوں کا ذکر نہیں کیا گیا جن کے سامنے ایمانداروں کو اپنی نظریں نیچی رکھنی ہیں۔ کیا ایماندار مرد صرف مومن عورتوں کے سامنے نظریں نیچی رکھیں ہرگز نہیں بلکہ غیر مسلم عورتوں کے سامنے بھی تاکہ بوجہ نیک عادت ہونے کے وہ بھی اُن کو شریف سمجھیں۔ اسی طرح کیا ایماندار عورتیں

صرف ایماندار مردوں کے سامنے نظریں نیچی رکھیں ہرگز نہیں بلکہ غیر مسلموں کے سامنے بھی تاکہ بوجہ نیک عادت ہونے کے وہ بھی اُن کو شریف سمجھیں۔ بہرصورت ان حکموں کے ماتحت جیسے ایماندار مردوں کے چہرے غیر مسلم عورتوں کے سامنے کھلے رہتے ہیں اسی طرح مسلم خواتین کے چہرے بھی غیر مسلموں کے سامنے کھلے رہیں۔ اب مسلم خواتین کے چہرے باہر ڈھانک کر رکھنا نعوذ باللہ خدا کے حکم کو باطل کرنا ہے حالانکہ اس حکم کی یہ غرض ہے کہ مسلم خواتین نگاہیں نیچی رکھنے کے حکم پر عمل کر کے دنیا ہی میں حورانِ جنت کی صفتیں اپنے اندر پیدا کر لیں کیونکہ حورانِ جنت کی اللہ تعالیٰ نے یہ صفت بھی بیان فرمائی ہے وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ اور اُن کے پاس نیچی نگاہوں والی بڑی آنکھوں والی ہوں گی۔ الصّٰفّٰت ۳۷-آیت ۴۸۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حورانِ جنت کھلے چہرے نظریں نیچی رکھنے والی ہوں گی۔ اب غیر مسلم خواتین تو کھلے چہرے نگاہیں نیچی رکھنے سے حورانِ جنت کی صفتیں پیدا کر رہی ہیں اور رسمی پردہ نشیں اور باہر چہرہ ڈھانکنے والی مسلم خواتین ان صفتوں سے محروم ہو رہی ہیں۔ حالانکہ یہ صفت اُسی وقت پیدا ہو گی جب عورتوں کے چہرے باہر بھی کھلے رہیں کیونکہ آنکھوں پر پردہ پڑنے کی وجہ سے ایک تو شرم وحیا کی صفتیں ظاہر نہیں ہو سکتیں اور دوسرے پوری نشوونما کے نہ پانے سے آنکھیں کمزور اور چھوٹی ہو جاتی ہیں درحقیقت کھلے چہرے نگاہوں کو نیچی رکھنا ہی آنکھوں کی خوبصورتی ہے۔ علاوہ ازیں ایمانداروں کو ایسے حکم دے کر غیر مسلم اور غیر مسلمہ کو یہ سکھلانا منظور تھا کہ ایماندار لوگ ایک دوسرے کے سامنے نظریں نیچی رکھ کر کس طرح شرافت، تہذیب اور پرہیزگاری کی زندگی گزارتے ہیں تاکہ مومن لوگ غیر مسلموں کے سامنے نیک نمونہ قائم کریں اور اُن کے ان اطوار کو دیکھ کر وہ بھی اس تعلیم پر کاربند ہوں اور ایمان لا کر مومن کہلائیں۔ نیک عادت ہمیشہ گھر سے ہی شروع ہوتی ہے۔ جب ایماندار مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے سامنے نظریں نیچی رکھیں گے تو لامحالہ نیک عادت کے ہونے کی وجہ سے غیر مسلم اور غیر مسلمہ کے سامنے بھی نظریں نیچی رکھیں گے مگر افسوس ایماندار لوگوں نے

بجائے اس تعلیم پر عمل کرنے کے اُلٹا اس کو پس پشت ڈالدیا اور عورتوں کے حواس خمسہ پر باہر بھی پردہ ڈالدیا جس کی وجہ سے اب کثرت سے ایماندار مردوں کو غیر مسلم عورتوں کے سامنے بھی نظریں نیچی رکھنے کی عادت نہیں رہی۔ اپنی عورتوں کے چہروں کو باہر ڈھانک کر رکھنا اور دوسری غیر عورتوں کو تاڑ تاڑ کر دیکھنا کوئی عقلمندی نہیں بلکہ کمینہ پن ہے۔

بعض مسلمان یہ کہتے ہیں کہ غیر مردوں کو غیر عورتوں کی طرف اور غیر عورتوں کو غیر مردوں کی طرف دیکھنا ہی حرام ہے یہ قطعاً غلط ہے اگر ایسے حضرات نظریں نیچی رکھنے کے حکم یَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ اور یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ کے لفظ مِنْ پر غور کر لیتے تو اُن کو صاف معلوم ہو جاتا کہ ایماندار مردوں کا غیر عورتوں کی اور ایماندار عورتوں کا غیر مردوں کی طرف دیکھنا حرام نہیں ہے۔ کیونکہ اس جگہ مِنْ بعضیت کے معنی دیتا ہے مثلاً بُری اور شہوت کی نظر سے دیکھنا جائز نہیں اور اچھی نظر سے دیکھنا جائز۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رض نے حبشیوں کو کھیل کرتے ہوئے دیکھا۔ اب آنکھیں تو وہی ہوتی ہیں جن سے مرد اپنی ماں، بہن، بیوی، لڑکی، سالی، بھاوج اور چچی وغیرہ کو دیکھتا ہے مگر نظریں مختلف ہیں اسی طرح عورت بھی اپنے باپ، بھائی، بیٹے، شوہر، بہنوئی اور دیور وغیرہ کو دیکھتی ہے۔ آنکھیں تو وہی ہوتی ہیں مگر نظریں مختلف۔ بہرحال خواہ بُری نظر سے دیکھے یا اچھی سے چہرہ تو باہر کھلا ہی ہے اگر چہرہ ہی ڈھانک لیا جائے تو پھر اچھی یا بُری نظر سے وہ خود کسی کو کیا دیکھے گا اور دوسرے لوگ اُس کو کیا دیکھیں گے بُری یا اچھی نظر تو تب ہی پڑے گی جبکہ دیکھنے والے اور جس کو دیکھے دونوں کے ہی چہرے کھلے ہوں ورنہ بدنظری سے بچنے کا حکم دینا ہی فضول ہے۔ جب اچھی یا بُری نظر سے دیکھنے والے مرد کا چہرہ باہر کھلا ہے تو پھر اچھی یا بُری نظر سے دیکھنے والی عورت کا چہرہ کیوں باہر کھلا نہ ہو۔ جب عورتوں کا چہرہ باہر کھلا تھا تب ہی تو رسول اللہ صلعم نے حضرت علی رض سے فرمایا یا علیؓ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَكَ الْاُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الثَّانِيَةُ اے علی رض (غیر عورت کو) دوسری دفعہ مت دیکھ کیونکہ پہلی نظر تو خیر مگر دوسری روا نہیں۔ ابوداؤد و ترمذی

اگر زمانہ نبویؐ میں عورتوں کے چہرے باہر کھلے نہ ہوتے تو پھر پہلی نظر پڑ جانے کے کیا معنی جب پہلی نظر کا پڑ جانا جائز ہے۔ تو بلاشبہ عورتوں کے چہرے مردوں کے سامنے کھلے ہیں۔ ہاں ان حکموں میں اگر مِنْ کا لفظ نہ ہوتا تو پھر مردوں کا غیر عورتوں کی اور عورتوں کا غیر مردوں کی طرف دیکھنا ہی جائز نہ ہوتا اور یہ بھی معلوم کرنا مشکل ہو جاتا کہ کون صاحب جا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں مردوں کو بھی چہرہ ڈھانکنا پڑتا۔ اسی واسطے جیسے اِس حکم میں مِنْ کا لفظ رکھا گیا ہے ویسے ہی وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اور اپنی آواز کو نیچا رکھ۔ لقمٰن ۳۱۔ آیت ۱۹۔ کے حکم میں ہے۔ اب اس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ لوگوں کے سامنے گونگا ہی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نظریں نیچی رکھنے کے حکم کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ لوگوں کے سامنے اندھا ہی ہو جاتا ہے بلکہ ان کا یہ مطلب ہے کہ مہذبانہ اور شریفانہ طریقہ سے ایک دوسرے کو دیکھو، ملو اور گفتگو کرو۔

جب اللہ تعالیٰ نے ایماندار مردوں اور عورتوں کو نظریں نیچی رکھنے کے حکم کے ماتحت باہر جانے کے لیے ایک مساوی تعلیم دی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ عورتوں کے چہروں پر تو باہر غلاف چڑھا یا جاوے اور مرد کھلے چہرے پھریں۔ خدا معلوم مسلم خواتین نے اس ظلم، بے انصافی اور بے رحمی کو کیسے برداشت کر رکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسلم خواتین نے اپنی اُس حیثیت مرتبہ اور درجہ کو جو کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ نے اُن کو دیا ہے ابھی تک سمجھا ہی نہیں۔ اور سمجھیں بھی تو کیسے۔ خود تو قرآن مجید کو غور سے سمجھتے نہیں اور مسلمان مردوں نے یہاں تک بے انصافی پہ کمر باندھی کہ خدا کے مساوی حکم پر بھی مساوی طور پر مسلم خواتین کو عمل نہ کرنے دیا۔ خود تو کھلے چہرے باہر پھرتے ہیں مگر عورتوں کو غلاف چڑھا کر رکھتے ہیں جیسے سارنگی۔ اب رسمی پردے کی وجہ سے عورتوں کو اتنا کمزور کر دیا ہے کہ اُن میں اتنی بات بھی کہنے کی ہمت و جرأت نہیں رہی کہ جب اللہ نے ایماندار مردوں اور عورتوں کو باہر بھی نظریں نیچی رکھنے کا ایک مساوی حکم دیا ہے تو پھر ہمارے چہرے کس جرم، گناہ اور قصور میں باہر ڈھانکے جاتے ہیں اور مردوں کے کیوں نہیں ڈھانکے جاتے۔ ایماندار مردوں کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ بے انصافوں کو

ہرگز پسند نہیں کرتا۔ در اصل بات یہ ہے کہ عورتوں کا باہر چہرہ ڈھانکنا آسودہ حال ہونے پر منحصر
ہے جس شخص کو دو روٹی فراغت سے کھانے کو مل گئیں تو اُس نے عورتوں کو گھروں میں قید رکھنے
اور باہر بھی اُن کے حواسِ خمسہ بند رکھنے پر زور دیدیا اور اُن کو اپاہج اور بیکار بنا دیا۔ حالانکہ
دو روٹی با فراغت ملنے سے پہلے ایسے مردوں کی عورتیں کھلے چہرے باہر کام کرتی تھیں جب
ذرا آسودہ حال ہو گئے تو جھٹ بُرقعہ بن گیا۔ گویا دولتمندی اور بڑائی کا نشان قائم ہو گیا چنانچہ
ایسے مسلمانوں کے دلوں میں ایک تکبّر اور بڑائی اور خودنمائی کا شعلہ بھڑکتا رہتا ہے جس کی
وجہ سے وہ اپنی عورتوں کو باہر کھلے چہرے جانے کی اجازت نہیں دیتے۔

اللہ نے ایماندار مردوں اور عورتوں کو نظریں نیچی رکھنے کا حکم دے کر کھلے چہرے باہر جانے
کی مساوی تعلیم دی ہے کہ جب باہر جائیں تو نظریں نیچی رکھیں تاکہ ایک دوسرے کو نہ گھوریں اور
بدنظری سے بچیں۔ مگر خدا معلوم کہ بعض عقلمند مولوی اور مذہبی پیشوا صاحبان نے یہ حکم کہاں سے
نکال لیا کہ جوان، بوڑھی، دیہاتی، شہری، دولتمند، غریب، حسین اور بدصورت کا علیحدہ علیحدہ پردہ
ہے بعض تو باہر چہرہ ڈھانک کر رکھیں اور بعض کھلے چہرے پھریں۔ حالانکہ ان سب کو اللہ نے
نظریں نیچی رکھنے کا ایک ہی حکم دیا ہے جو کہ تمام عورتوں کے لیئے مساوات کی ایک اعلیٰ درجہ
کی تعلیم ہے مگر افسوس جاہل مولوی اور مذہبی پیشوا صاحبان نے مردوں اور عورتوں کے باہر کھلے
چہرے جانے کی مساوات کو بالائے طاق رکھ کر عورتوں میں بھی غریب دولتمند شہری اور دیہاتی
سمجھ کر باہر کھلے چہرے جانے کی مساوات قائم نہ رہنے دی اور اس طرح خدا کی اس تعلیم کو جو کہ
اعلیٰ درجہ کی مساوات پر مبنی تھی پس پشت ڈالدیا اور دوسری قوموں نے اس پر عمل کیا۔ چنانچہ
اگر اُن کے مرد کھلے چہرے باہر جاتے ہیں تو اُن کی عورتیں بھی اور اگر اُن کے بادشاہ یا نواب کی ملکہ باہر
کھلے چہرے جاتی ہے تو ایک ادنیٰ ملازم کی بیوی بھی کھلے چہرے۔ غیر قوموں کی ترقی کا راز اسی
مساوات میں ہے۔ غیر قوموں کے پاس نہ قرآن نہ حدیث نہ فقہ مگر وہ محض اپنی عقل سے اس بات
کو سمجھ گئے کہ مردوں اور عورتوں کے باہر کھلے چہرے جانے میں مساوات ہونی چاہیئے۔ اور مسلمان

باوجود قرآن مجید کے ایسے صریح احکام ہونے کے پھر بھی ایسی مساوات سے کوسوں دور ہیں
اب ترقی کس قوم کی ہو۔ مسلمانوں نے قرآن مجید کی تعلیم سے کیا فائدہ اُٹھایا سوائے اس کے کہ اللہ
نے مردوں اور عورتوں کو جو مساوی حقوق دیئے تھے وہ بھی اپنی عورتوں کو نہیں دیتے جو کہ
اُن کے لیئے باعث شرم ہے بلکہ ایسے مسلمانوں نے قوم کو یہ نقصان پہنچایا کہ جو عقل کی بات
غیر قومیں کہتی ہیں ہم اُن کی مخالفت کر کے اُن کی ایسی باتوں کو بھی جو قرآن اور حدیث کے مطابق
ہوں تسلیم کرنے سے عار کرتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلعم کی یہ مشہور حدیث ہے: الکلمۃ
الحکمۃ ضالۃ المؤمن فحیث وجدھا فھو حق بھا۔ حکمت کی بات ایماندار کی
گم شدہ چیز ہے جہاں ملے اُس کا حق ہے۔ الترمذی۔

بعض مسلمان یہ کہتے ہیں کہ صرف مردوں کو عورتوں کے چہرے دیکھ کر بُرے خیالات پیدا
ہوتے ہیں اور عورتوں کو مردوں کے چہرے دیکھ کر بُرے خیالات پیدا نہیں ہوتے ایسے اصحاب
کو حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ جو کہ قرآن مجید میں مذکور ہے غور کر کے دیکھنا چاہیئے کہ آیا حضرت
یوسفؑ کے دل میں بُرے خیالات پیدا ہوئے تھے یا اُس عورت کے دل میں جس نے اُن سے
اپنی نفسانی خواہش پوری کرانی چاہی تھی۔ دوستو! جس طرح مرد کہتے ہیں کہ فلاں عورت
خوبصورت ہے اُسی طرح عورتیں بھی کہتی ہیں کہ فلاں مرد خوبصورت ہے۔ آخر خوبصورتی کس کو
پسند نہیں۔ کیونکہ مرد اور عورت ایک ہی جنس سے پیدا ہیں دونوں میں ایک سا ہی مادّہ
ہے اَلَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا۔ جس نے تم کو بنایا ایک جان
سے اور اُسی سے بنایا اُس کا جوڑا۔ النساء ۴۔ آیت ۱۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ
اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ط اور اُس کے
نشانوں میں سے ہے کہ تمہارے لیئے تمہارے نفسوں سے بیبیاں پیدا کیں تاکہ تم اُن سے تسکین
پاؤ اور تمہارے درمیان محبت اور رحم قائم کیا۔ الروم ۳۰۔ آیت ۲۱۔ اور دونوں کو باہر
جانے کے لیئے مساوی حکم دیا گیا۔ اب یا تو دونوں اپنے چہرے باہر ڈھانک کر رکھیں یا دونوں

باہر کھلے چہرے پھریں صرف عورتوں کا چہرہ باہر ڈھانک کر رکھنا اُن کو ذلیل کرنا ہے جب عورتیں ہی ذلیل ہو گئیں تو پھر قوم ذلیل کیوں نہ ہو۔

ایماندار مردوں اور عورتوں کو نظریں نیچی رکھنے کے مساوی حکم سے یہ ہدایت بھی کی گئی ہے کہ باہر کھلے چہرے جاتے ہوئے راستہ دیکھ کر چلیں تاکہ اگر کہیں راستہ میں کوئی گڑھا، غار یا کوئی اور چیز جو ٹھوکر کا باعث ہو تو اُس سے بچ جائیں تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ گڑھے یا غار میں گر کر یا کسی اور چیز سے ٹھوکر کھا کر جسمانی اور مالی نقصان برداشت کرنا پڑے اگر کسی کا چہرہ باہر ڈھکا ہوا ہوگا تو بوجہ نیم اندھوں کی طرح چلنے کے اُس کو گرنے اور ٹھوکر لگنے کا زیادہ خوف رہے گا جس طرح ظاہری راستوں کی ٹھوکروں سے بچنے کے لیئے نگاہیں نیچی رکھنے کی ضرورت ہے اسی طرح روحانی راستے کی ٹھوکروں سے بچنے کے لیئے نظریں نیچی رکھنے کی ضرورت ہے نہ کہ چہرہ ڈھانکنے کی کیونکہ اگر راستے میں غار یا ٹھوکر ڈھکی ہوئی ہو تو وہ راستہ چلنے والوں کے لیے گرنے اور ٹھوکر کھانے کا باعث ہوگی بہ نسبت اُس غار یا ٹھوکر کے جو پوشیدہ نہ ہو۔ علاوہ ازیں پوشیدہ ٹھوکر یا غار کو خواہ مخواہ بھی راستہ چلنے والے دیکھتے ہیں کہ کیا چیز ڈھکی ہوئی ہے یہی حال نقاب پوش عورتوں کا ہے کیونکہ وہ مردوں کے لیئے زیادہ ٹھوکر کا باعث ہوتی ہیں بہ نسبت کھلا چہرہ رکھنے والی عورتوں کے کیونکہ برقعہ پوش عورتوں کو خواہ مخواہ بھی لوگ دیکھنا چاہتے ہیں چاہے اُس میں بوڑھی کالی چڑیل ہی کیوں نہ ہو علاوہ ازیں برقعہ میں نظریں نیچی رہ نہیں سکتیں کیونکہ گر پڑنے کا خوف ہوتا ہے گویا برقعہ نیچی نظریں رکھنے کے حکم پر عمل کرنے کے لیئے ایک روک ہے جس کا دور کرنا ہی بہتر ہے۔ اب بعض مسلمانوں کا یہ کہنا کہ نظریں نیچی نہیں رکھی جا سکتیں، غلط ہے کیونکہ خدا کے احکام انسان کی فطرت اور طاقت کے مطابق ہوا کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی شخص کو مگر اُس کی طاقت کے مطابق۔ البقرہ ۲۔ رکوع ۴۰۔

وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ

اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں

زیر تفسیر آیت کا مندرجۂ بالا دوسرا حکم ہے جس میں ایماندار عورتوں کو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کو اپنی عصمت اور عفت کی حفاظت کرنیکی ایسی ہی ضرورت ہے۔ جیسا کہ مردوں کو۔ کیونکہ اُن کے واسطے بھی یہی حکم ہے وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ نور ۲۴ آیت ۳۰ اب کیا وجہ ہے کہ مرد تو باہر کھلے چہرے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور عورتیں باہر چہرہ ڈھانککر جبکہ دونوں کو باہر بھی اپنی عصمت کی حفاظت کرنیکا ایک مساوی حکم دیا گیا ہے علاوہ ازیں باہر چہرہ ڈھانکنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے میں کوئی تعلق نہیں۔ اگر کوئی تعلق ہے تو پھر مرد بھی باہر چہرہ ڈھانک کر اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ کیونکہ نظریں نیچی رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنیکے مساوی حکموں میں ایک ہی تعلق ہو سکتا ہے۔ یا تو دونوں باہر چہرہ ڈھانک کر شرمگاہوں کی حفاظت کریں یا دونوں باہر کھلے چہرے۔ اب مردوں کا خود تو اس حکم کے ماتحت باہر کھلے چہرے شرمگاہوں کی حفاظت کرنا اور مسلم خواتین سے اُنکے چہرے ڈھانک کر کرانا ایسی ہی بے انصافی ہے جیسی کہ نظریں نیچی رکھنے کے حکم کے متعلق اُنکے ساتھ کی جارہی ہے۔ حالانکہ دونوں کے احکام کے مساوی الفاظ ہیں۔

بعض مسلمان یہ کہتے ہیں چونکہ عورت فطرتاً کمزور پیدا کی گئی ہے اس لئے مرد کو اُسکی حفاظت کرنی پڑتی ہے اور اسی لئے عورتوں کو گھروں میں بند اور باہر اُنکے چہرے ڈھانککر رکھے جاتے ہیں اگر عورت ایسی ہی کمزور پیدا کی گئی ہے جیسا کہ بعض مسلمانوں کا خیال ہے تو پھر اللہ نے ایماندار مردوں اور عورتوں کو باہر بھی اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنیکا مساوی حکم کیوں دیا کیا خالق کو نعوذ باللہ علم نہیں کہ عورت کمزور پیدا کی گئی ہے اور خود اپنی شرمگاہوں کی حفاظت نہیں کر سکے گی جب مردوں اور عورتوں کو پیدا کرنیوالے

اور ان کی فطرت کو جاننے والے نے ان کو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا مساوی حکم دیا ہے تو پھر اب مسلمانوں کا عورتوں کو کمزور کہنا ہی حماقت ہے اللہ نے ہرگز عورت کو کمزور نہیں بنایا کیونکہ جس قسم کے نطفہ سے مرد بنایا جاتا ہے اسی قسم کے نطفہ سے عورت بنائی جاتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مردوں نے خود ہی اللہ اور اُس کے رسولؐ کے حکم کے خلاف کئی صدیوں سے عورتوں کو گھروں میں قید رکھ کر اور باہر اُن کو ڈولیوں میں بٹھلا کر اور اُن پر غلاف چڑھا کر اُن کے دل ودماغ اور دیگر قوٰی کو کمزور کر دیا ہے جس سے اُن کی نسلیں ماری گئی ہیں۔ اور اب یہ حیلہ تراش لیا گیا ہے کہ عورت کمزور ہے اس لئے عورتوں کو اسیرانِ قفس کی طرح بطور ایک پالتو جانور کے گھروں میں رکھا جائے۔ حالانکہ عورت خود اپنی عصمت اور عِفّت کی ایسی اچھی حفاظت کر سکتی ہے کہ مرد اپنی حفاظت نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ مشہور مثال ہے "رکھے تو آپ سے نہیں تو سگے باپ سے"۔

جن مسلمانوں کو یہ وہم پڑا ہوا ہے کہ عورتوں کو چہار دیواری میں قید کر کے اور باہر ڈولیوں میں بٹھلا کر اور اُن کے چہروں پر غلاف چڑھا کر وہ اُن کے چال چلن کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ سخت غلطی کر رہے ہیں۔ ایسا کرنے سے وہ ہرگز عورت کی عصمت اور عفت کی حفاظت نہیں کر سکتے اور نہ ہی عورت اس قسم کی قیدوں میں رہ کر اپنی عصمت کی حفاظت کرانا چاہتی ہے۔ بلکہ عورت کو اس قسم کی قیدوں سے مرد کی طرف سے بے اعتباری ہو جاتی ہے اور وہ اپنے چال چلن کے متعلق بدظن ہو کر یہ خیال کرتی ہے۔ کہ مجھے بدمعاش ہی سمجھ کر میری آزادی کو سلب کیا جاتا ہے۔ چنانچہ پھر وہ بجائے اپنی عصمت اور عفت کی حفاظت کرنے کے خواہ مخواہ بھی بدمعاشی کرتی ہے۔ یا ایسے موقع کی تاک میں لگی رہتی ہے۔ عورت کا ایسا کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ کیونکہ جب کسی نیک شخص کو بدمعاش سمجھ کر اُس کی آزادی کو

سلب کیا جاوے۔ تو پھر وہ اِس خیال سے کہ مجھے بدمعاش تو سمجھا ہی جاتا ہے۔ تو پھر میں بدمعاشی کیوں نکروں چنانچہ پھر وہ بدمعاشی کرنے سے باز ہی نہیں آتا۔ علاوہ ازیں ایماندار عورتوں کو اتنی قیدوں میں رکھ کر اُن کو عصمت اور عفت والی کہنا ہی سراسر نادانی ہے۔ کیونکہ ایسی عصمت اور عفت اخلاقی نہیں بلکہ مجبوری کی ہے جو کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ "مجبوری نہیں دین کی بات میں" کے خلاف ہے۔ کیونکہ اُن کو تو اپنے کاموں کے لئے بھی باہر کھلے چہرے جانے کی آزادی نہیں۔ بقول شخصے کہ:-

یہ جینا بھی کیا جینا ہے جو پابندی کا جینا ہو ۔۔۔ بس اُن لوگوں کا جینا ہی جو آزادی سے جیتے ہیں

تو پھر یہ کیسے معلوم ہو سکے کہ یہ با عصمت اور عفت والی ہیں۔ اُن کو ایسا کہنے پر بالکل اُس شخص کی مثال صادق آتی ہے جو کہ جیل میں پڑا ہو اور اُس کی نسبت یہ کہا جائے کہ یہ شریف اور دیانتدار ہے۔ حالانکہ آدمی کو شریف اور دیانتدار اُس وقت کہا جائیگا جب کہ اُس سے کسی موقع پر ایسے اخلاق کا ظہور ہو ورنہ جیل میں پڑے ہوئے شخص کو جسے شرافت اور دیانتداری کے ظاہر کرنیکا موقع ہی نہیں ملا۔ شریف اور دیانتدار کہنا ہی حماقت ہے۔ ایماندار عورتوں کا یہ نشان ہے کہ گھروں سے کھلے چہرے باہر جا کر اپنا کام کریں اور پھر اپنی عصمت کی حفاظت کر کے عفت والی کہلائیں۔ تاکہ اسلامی پردہ کی فضیلت ثابت ہو۔ ورنہ گھروں میں قید رہ کر اور باہر برقع اوڑھ کر با عصمت اور عفت والی کہلانا کوئی بہادری کا کام نہیں۔ کیا نعوذ باللہ رسمی پردہ نشین عورتوں کی عصمت اور عفت اتنی ہی کمزور ہے کہ باہر گرمی لگتے ہی موم کی طرح پگھل جائے اور ہوا لگتے ہی کافور کی طرح اُڑ جائے۔

رسمی پردہ پرست مسلمانوں کو عورتوں کے متعلق خدا کے حکم وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ "اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں" پر اتنا بھی ایمان نہیں کہ مسلم خواتین باہر بھی کھلے چہرے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کر سکتی ہیں۔ اگر ایسے مسلمانوں کو خدا کے اِس حکم پر

یقین ہوتا تو پھر وہ کبھی بھی اپنی عورتوں کو ایسی قیدوں اور بندشوں میں نہ ڈالتے۔ خدا معلوم مردوں کو اپنے متعلق خدا کے مساوی حکم وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ" اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں" پر کیسے یقین آگیا کہ وہ باہر بغیر کسی رُکاوٹ اور قید کے کھلے پھرے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے مردوں نے دُنیا بھر کی رُکاوٹیں۔ بندشیں۔ اور قیدیں صرف عورت کی ذات کے لئے مخصوص کر رکھی ہیں۔ اور اپنے لئے کوئی رُکاوٹ اور بندش نہیں سمجھتے۔ اور جو دنیا بھر کی بازیاں ہوں وہ دل کھول کر کھیل لیں۔ اور طاقت نہ رہنے پر کئی کئی قسم کے کشتے اور معجونیں کھا کھا کر ان بازیوں میں اتنے غرق ہوں کہ دُنیا میں کسی کام کرنے کے قابل ہی نہ رہیں۔ بھلا جس قوم کے مردوں میں بدمعاشی ہو اس قوم کی عورتوں میں کیوں نہ ہو۔ حالانکہ ایماندار مردوں کو وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ کے بعد ذَالِكَ اَزْكٰى لَهُمْ بھی بتایا گیا ہے یعنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنا اُن کے لئے ایک پاکیزہ بات ہے۔ خدا کی شان جن کو شرمگاہوں کی حفاظت کرنا ایک پاکیزہ بات بتلائی گئی ہے وہ ہی باہر بھی اپنے لئے کوئی رُکاوٹ نہیں سمجھتے۔ اور جن کے واسطے ایسے الفاظ نہیں کہے گئے اُن کے واسطے دُنیا بھر کی رُکاوٹیں سمجھی جاتی ہیں۔ یہ ہے مسلمانوں کا فہم قرآن۔ ذَالِكَ اَزْكٰى لَهُمْ میں یہ اشارہ بھی پایا جاتا ہے کہ خدا کو اپنے علمِ غیب سے معلوم تھا کہ مرد اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے میں لاپرواہ ہیں۔ اسی واسطے اُن کو تاکید کی گئی کہ اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔ نہ کہ عورتوں کو۔ کیونکہ وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت مردوں سے بڑھ کر کر سکتی ہیں۔ مگر صد افسوس اسی غریب کی آزادی کو سلب کر کے اُسے ذلیل کیا جاتا ہے۔

نیز ذَالِكَ اَزْكٰى لَهُمْ کے علاوہ ایماندار مردوں کے لئے وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ کے حکم کے ساتھ یہ الفاظ بھی ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ۔ "تحقیق اللہ خبردار ہے

اُن کے کاموں سے جو کچھ وہ کرتے ہیں"۔ نور ۲۴۔ آیت ۳۰۔ جو کہ بے حیائی کے کاموں سے بچنے کے لئے ایک اعلیٰ درجہ کا علاج ہیں۔ بشرطیکہ مومن مردوں کو اس بات کا یقین ہو کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں خدا اُس کو دیکھ رہا ہے۔ تو پھر اُس کو بُرا کام کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔ خدا کو معلوم تھا کہ مردوں سے عصمت کی کمزوری ظاہر ہوگی۔ اِس واسطے اُنہی کے حکم کے ساتھ ہی یہ الفاظ بھی رکھے۔ چنانچہ مشاہدات بھی یہی ثابت کر رہے ہیں۔ کہ چند خوبصورت دیکھنے میں بھولی بھالی اور معصوم عورتیں ایک جگہ رہتی ہیں۔ اور کسی سے کوئی غرض نہیں رکھتیں۔ گویا اللہ کے توکل پر بیٹھی ہوئی اپنی عصمت کی حفاظت کرتی ہیں۔ مگر مرد ہی بدمعاشی کرنے کے لئے اُن کے پاس جاتے ہیں۔ وہ عورتیں تو بدفعلی کرنے کے لئے اُن کو گھروں سے بلانے نہیں آتیں گویا مرد خود تو وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَہُمْ کے ماتحت اتنی بھی حفاظت نہیں کرتے کہ وہاں نہ جائیں۔ مگر اپنی عورتوں کو گھروں اور باہر بھی پردے میں رکھنے پر بڑا زور دیتے ہیں تاکہ اُن کی ایسی کرتوتیں اُن کی بیبیوں کو معلوم نہ ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے مسلمان رسمی پردے پر زور دے رہے ہیں۔ حالانکہ اگر مسلمان اپنی بیبیوں کو بھی اپنے ساتھ اپنے کاموں کے لئے کھلے چہرے باہر لاتے تو اوّل اُن کی صحت بھی اچھی رہتی اور دوئم مسلمانوں کو دوسری عورتوں سے ناجائز تعلق پیدا کر لینے کا موقع بھی نہ ملتا۔

ایماندار مردوں اور عورتوں کو شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا ایک مساوی حکم دے کر یہ سکھلایا گیا تھا کہ باہر بھی ایک دوسرے کے سامنے نظریں نیچی رکھ کر بے حیائی سے بچتے رہیں۔ مگر افسوس اکثر مسلمانوں نے خدا کی تعلیم کو پسِ پُشت ڈال کر عورتوں کو چہار دیواری میں قید رکھنے اور باہر ڈولیوں میں بٹھلانے اور برقع اُوڑھانے کے طریقہ کو نکال لیا تاکہ عورتوں کی عصمت اور عفت کی حفاظت کی جائے۔ جیسا کہ عیسائیوں نے رہبانیت کا طریقہ نکال لیا۔ مگر عیسائیوں نے تو زنا سے بچنے کے لئے عقلمندی سے عورتوں اور مردوں

کے لئے ایک ہی طریقہ نکالا تھا۔ مگر مسلمانوں نے کم عقلی سے صرف مُسلم خواتین کو زنا سے بچانے کے لئے رسمی پردے کا طریقہ نکال لیا۔ مگر اپنے آپ کو زنا سے بچانے کے لئے کوئی طریقہ نہ نکالا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود مسلمان مرد زنا سے بچنا نہیں چاہتے۔ اِس طرح مردوں نے عورتوں کو ذلیل کرکے اپنے واسطے ہر قسم کی آزادی قائم رکھی۔ کہ جس جگہ دل چاہے، جائے اور جو دل چاہے سو کرے۔ مگر اپنی عورتوں کا گھروں سے باہر کُھلے پھرے قدم رکھنا بھی روا نہ رکھا۔ غرضیکہ اللہ کی مساوی تعلیم پر بھی عورتوں کو مساوی طور پر عمل نہ کرنے دیا۔ حالانکہ عورتوں کو قید کرکے نیک بنانا کوئی بہادری کا کام نہیں۔ کیونکہ دنیا میں کوئی مرد عورت کی عصمت اور عفت کو نہیں بگاڑ سکتا۔ اور نہ اُس کو ورغلا کر کہیں لے جا سکتا ہے جبتک کہ اُس کی اپنی مرضی نہ ہو۔ مگر جب عورت کی خود بدفعلی کرنے یا کہیں جانے کی مرضی ہو جاتی ہے تو پھر گھر کی قید اور باہر ڈولی میں بٹھلانا اور برقع کا اوڑھانا اور گھونگٹ کا لگانا غرضیکہ سب پردوں کی پردہ دری ہو جاتی ہے۔

اب مسلمانوں کا اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ "مرد حاکم ہیں عورتوں پر" النساء آیت ۳۴ کے ماتحت یہ کہنا کہ مرد عورتوں پر حاکم ہیں اِس لئے عورتوں کو اتنے پردوں میں رکھا جاتا ہے۔ تاکہ اُن کی عصمت اور عفت کی حفاظت کی جائے۔ ماشاء اللہ مسلمانوں میں حکومت کرنے کا کیا اچھا مادہ ہے۔ جو کہ دنیا بھر کی کسی قوم میں نہیں پایا جاتا۔ تب ہی تو خدا نے اِن سے حکومت چھین کر دوسری قوموں کو دی۔ خدا گنجے کو ناخن نہ دے۔ خدا نے مسلمانوں کو عورتوں پر اچھا حاکم بنایا۔ کہ اُن کو گٹھری یا پارسل اور الیکٹرسٹی کا بکس بنا کر ایسا ستیاناس کر دیا کہ سوائے خاموشی کے اِن مظلوموں کو اور کوئی چارہ ہی نہیں۔

اوّل تو مذکورہ بالا آیت کا یہ ترجمہ ہی غلط ہے۔ کیونکہ عربی گرامر کی رُو سے جب قایم کا صلہ علیٰ پر آئے تو معنی ذمہ داری کے ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس آیت کا ترجمہ یہ ہوا کہ "مرد عورتوں کے ذمہ دار ہیں" یعنی خاوند اپنی بیبیوں کی ضروریاتِ زندگی کے ذمہ دار ہیں۔ اب

اِس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ خاوند اپنی بیبیوں کو اُن کے کاموں کے لئے کھلے چہرے باہر جانے نہ دیں۔ اور وہم ان الفاظ سے تو ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مرد عورتوں کی عصمت کی حفاظت کے ذمہ وار رہیں۔ کیونکہ شوہر ان کو تو ہر وقت اپنی بیبیوں کے پاس موجود نہیں رہنا۔ جو اُن کی عصمت اور عفت کی حفاظت کرتے رہیں۔ اسی واسطے اللہ نے اسی آیت کے اگلے لفظوں میں عورت کو ہی اپنی عصمت کی حفاظت کرنیکا ذمہ وار ٹھیرایا ہے۔ تاکہ جس کی عصمت ہو وہی حفاظت کرے۔ دوسرے شخص کو خواہ مخواہ کی چوکیداری کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ مصیبت میں پڑے۔ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ "سو نیک عورتیں فرمانبردار ہیں پیٹھ پیچھے حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں"۔ جب اللہ نے نیک عورتوں کا یہ نشان رکھا ہے کہ وہ خاوند کی غیر حاضری میں گھر اور باہر بھی اپنی عصمت اور اُس کے مال کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں تو پھر مسلمانوں کو کس واسطے اللہ کی بات کا یقین نہیں اور کیوں اس کے برعکس عورتوں کو اتنی قیدوں میں رکھ کر انکی عصمت کی حفاظت کے خود ذمہ دار بنتے ہیں۔ حالانکہ اسی طرح ایماندار مردوں کو بھی اپنی عصمت کی حفاظت کا ذمہ وار ٹھیرایا ہے۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ - اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ - فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ - "اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر سو اُن پر نہیں ملامت۔ پھر جو کوئی ڈھونڈے اِس کے سوائے وہی ہیں حد سے بڑھنے والے"۔ المومنون رکوع ا۔ افسوس اُن مسلمانوں پر جو کہ خود تو اپنی عصمت کی حفاظت نہیں کرتے۔ مگر اپنی عورتوں کی عصمت کی حفاظت پر اتنا زور دیتے ہیں کہ اُن کو باہر بھی کھلے چہرے جانے نہیں دیتے۔ تاکہ کہیں باہر چہرہ کھلتے ہی عصمت نہ اُڑ جائے۔ اگر عورتوں کی حفاظت بجائے چار دیواری ڈولی برقع اور گھونگٹ کی قیدوں سے کرنے کے اچھی تعلیم نیک اطوار۔ اخلاقِ حمیدہ اور اسلامی پردہ کے سکھلانے سے کی جائے تو بہت بہتر ہوگا۔ کیونکہ رسمی پردہ میں عورتوں کو

سوائے جہالت کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اِس لئے وہ اپنی عصمت کی حفاظت جیسا کہ چاہئے نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ بوجہ تعلیم تجربہ اور زمانہ شناسی نہ ہونے کے چالاک۔ عیار۔ بدمعاش مردوں کے ہاتھوں میں پھنس کر اپنی عصمت سے جلد ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں۔ ماسوائے اِس کے جاہل عورتوں کو ایک تو بات کرنے کا سلیقہ نہیں ہوتا۔ اور نہ وہ کسی ادب آداب کو سمجھتی ہیں۔ گویا وہ گھروں میں بطور مٹی کی مورت کے ہوتی ہیں۔ کسی ایسی پردہ نشیں نے خوب کہا ہے:۔

اشاروں سے بھی اپنا دردِ دل ہم کہہ نہیں سکتے   بنے بیٹھے ہیں بُت پتھر کے اپنی یہ حقیقت ہے

اور دوسرے ایسی عورتیں بدمعاشوں کی ہنسی مذاق کا کوئی جواب نہیں دے سکتیں۔ کیونکہ وہ اپنی آواز کا بھی پردہ سمجھتی ہیں۔ اور اس طرح چالاک مرد عورت کی اِس خاموشی کو نیم رضا کے برابر سمجھ کر ناجائز فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایماندار مردوں اور عورتوں کو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا ایک مساوی حکم دے کر یہ ہدایت کی ہے۔ کہ ہر ایک آزاد اور خود مختار رہ کر اپنی عصمت کی حفاظت کرے۔ اب مردوں کو کوئی حق حاصل نہیں کہ خدا کے حکم کے خلاف عورتوں کی آزادی میں رکاوٹ کا باعث ہوں۔ اور اُن کی عصمت کی حفاظت کی تدبیریں کرتے پھریں۔ بلکہ ہر ایک کو اپنی حفاظت خودداری سے کرنی چاہئے۔ کیونکہ ہر ایک شخص اپنی عصمت کی حفاظت کا خود ذمہ وار ہے۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مرد گناہ کرے اور سزا عورت کو دی جائے۔ یا اگر عورت گناہ کرے تو سزا مرد کو دی جائے۔ جو گناہ کرے گا وہی اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھائے گا۔ جیسا کہ اِس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ، وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰی حِمْلِهَا لَا یُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰی ؕ ۔ اور نہ اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا اور اگر پکارے کوئی بوجھوں مرتا اپنا بوجھ بٹانے کو کوئی نہ اٹھا دے اس میں سے کچھ اگرچہ ہو ناتے والا۔ الفاطر آیت ۱۸۔ جب کہ اللہ نے ایمانداروں کو نظریں نیچی رکھنے۔ شرمگاہوں کی حفاظت کرنے زنا سے بچنے اور زنا کی سزا کے چاروں احکام مساوی دئے ہیں۔ گویا چاروں طرف مساوات

پڑی ہوئی ہے۔ جیسا کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ "کہدے ایماندار مردوں کو اپنی نظریں نیچی رکھیں"۔ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ "اور کہدے ایماندار عورتوں کو اپنی نظریں نیچی رکھیں"۔ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ "اور (مرد) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں"۔ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ "اور (عورتیں) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں"۔ النور آیت ۳۰ و ۳۱۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰیٓ اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِیْلًا۔ "اور زنا کے قریب مت جاؤ کیونکہ وہ بے حیائی اور بُری راہ ہے"۔ بنی اسرائیل آیت ۳۲۔ اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ۔ "زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سَو کوڑے لگاؤ"۔ النور آیت ۲ تو اب کیا وجہ ہے۔ کہ باوجود ایسے مساوی احکام ہونے کے مرد تو ہر طرح سے آزاد ہو کر باہر کھلے چہرے پھریں۔ اور مسلم خواتین کو اتنی قیدوں میں رکھا جائے کہ باہر بھی اُن کو چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت نہ دی جائے۔ یہ ہے مولوی مذہبی پیشوا صاحبان اور لیڈرانِ قوم کا فہم قرآن۔ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے رسمی پردہ کے اختیار کرنے کی وجہ سے کبھی اسلامی پردہ کے احکام پر غور ہی نہیں کیا۔ علاوہ ازیں عورتوں کا باہر کھلے چہرے جانا کوئی جُرم نہیں جس کے لئے قرآن و حدیث نے کوئی سزا مقرر کی ہو۔ اب اکثر مسلمان مردوں کا خود اپنی عصمت کی حفاظت نہ کرنا اور مسلم خواتین سے اُن کی عصمت کی حفاظت زبردستی کرانا اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق بنانا ہے۔ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ "کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو اپنے آپ کو اور تم پڑھتے ہو کتاب پھر کیوں نہیں سمجھتے۔ البقر رکوع ۵۔

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

اور اپنی زینت کو نہ دکھائیں سوائے اُس زینت کے جو کھُلی رہتی ہو اُس میں سے

زیرِ تفسیر آیت کا مذکورۂ بالا تیسرا حکم ہے۔ جو کہ پہلے دو مساوی حکموں کے بعد صرف ایماندار عورتوں کو دیا گیا ہے۔ جس میں اُن کو بعض زینت کے باہر ڈھانکنے اور بعض زینت کے کھُلا رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حُکم کے نازل ہونے سے پہلے ایماندار عورتیں اپنے جسم کے مقاماتِ ستر اور کھُلے مقامات دونوں کی زینت کو باہر دکھایا کرتی تھیں۔ اگر وہ ایسا نہ کرتیں تو پھر اُن کو ایسا حکم دے کر منع کرنا ہی فضول تھا۔ اس حکم سے ایماندار عورتوں کو ایک شریفانہ اور مہذبانہ طریقہ سکھلایا گیا ہے۔ کہ وہ باہر اپنے مقامات ستر کی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر کھُلے مقامات کی۔ گویا اس حُکم کے ماتحت عورتوں کی زینت کو باہر ڈھانکنے اور کھُلی رکھنے کے لئے دو حِصّوں میں تقسیم کیا گیا۔ اور یہ زینت کی استثناء اسی واسطے رکھی گئی ہے۔ تا کہ پہلے دو حکموں کی مساوات جو کہ عورتوں اور مردوں کو باہر کھُلے چہرے جانے کے واسطے دی گئی ہے باطل نہ ہو جائے۔ گویا پہلے دو مساوی حکموں میں تو عورتوں کو باہر چہرے کھُلے رکھنے کا حکم دیا گیا اور تیسرے حکم میں چہرے کی زینت جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو زیب و زینت کر کے باہر جانے میں کوئی ہرج نہیں۔ اگر مسلم خواتین کو زینت کر کے باہر نہ جانا ہوتا تو پھر اُن کو کچھ زینت کے باہر ڈھانکنے اور کچھ زینت کے کھُلا رکھنے کا حکم نہ دیا جاتا۔ گویا اُن لوگوں کی تردید کی گئی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ عورتوں کو زیب و زینت کر کے باہر نہیں جانا چاہئے۔ خُدا معلوم ایسے لوگوں کا کیسا خیال ہے خود تو بن ٹھن کر اچھے اچھے کپڑے پہن کر باہر جاتے ہیں۔ اور مظلوم عورتوں کے لئے یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ وہ میلے کچیلے کپڑوں میں بغیر کسی قسم کی زینت کئے باہر جایا کریں۔ جیسا کہ انسان سوگ کی حالت میں رہتا ہے۔ کیا عورتوں کا دل نہیں ہے۔ جب خدا نے ان کو زینت کر کے باہر جانے سے منع نہیں کیا۔ تو پھر مردوں کو کیا حق حاصل ہے کہ اُن کو زینت کر کے باہر جانے سے روکیں۔ یہ بھی ایک ظلم اور بے انصافی ہے۔ خدا کی زینت کو

کس نے حرام کیا ہے۔ جیسا کہ اُس کا ارشاد ہے۔ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِىْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ "کہو کس نے اللہ کی زینت کو جو اُس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی ہے حرام کیا ہے۔ اعراف آیت ۳۲"

مذکورہ بالا حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم بعض زینت کے ڈھانکنے کے متعلق ہے۔ اگر یہ حکم جسم کے ڈھانکنے کے متعلق ہو تو پھر یہ ثابت ہوتا ہے کہ اِس حکم کے نزول سے پہلے عورتیں باہر ننگی پھرا کرتی تھیں۔ حالانکہ بنی نوع انسان کو جسم کے مقاماتِ ستر کو لباس سے ڈھانکنے کے لئے ہدایت پہلے نازل ہو چکی تھی۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔ يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِىْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا "اے بنی آدم بیشک ہم نے تم پر لباس اُتارا۔ جو تمہارے مقاماتِ ستر کو ڈھانکتا ہے۔ اور زینت کا موجب ہے۔ الاعراف آیت ۲۶۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ مقاماتِ ستر میں سے نہیں ہے۔ اگر چہرہ مقاماتِ ستر میں سے ہوتا تو پھر کسی نبی اور رسولؑ کی اُمت کی عورتیں تو باہر چہرہ ڈھانک کر رکھتیں۔ کیونکہ یہ حکم تو بنی نوع انسان کو دیا گیا ہے۔ جو کہ حضرت آدمؑ کے وقت سے چلا آرہا ہے۔ اب وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ "اور اپنی زینت نہ دکھائیں" کے حکم کے ماتحت وہ کونسی زینت ہے جو کہ عورتوں کو باہر ڈھانک کر رکھنی ہے۔ سو وہ دراصل اُن کے مقاماتِ ستر کی زینت ہے۔ جو کہ از قسم زیورات۔ اچھے کپڑوں پر مشتمل ہے۔ عورتوں کو اپنے جسم کا جو حصّہ باہر کھلا نہیں رکھنا اُس کی زینت بھی باہر کھلی نہیں رکھنی۔ گویا باہر مقاماتِ ستر کے ڈھانکنے کے ساتھ ہی اُن مقامات کی زینت بھی ڈھانک کر رکھنی ہے۔ در حقیقت عورتوں کے مقاماتِ ستر وہی ہیں۔ ایک تو جن کو عورتیں وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ کا حکم نازل ہونے سے پہلے بھی باہر ڈھانک کر رکھتی تھیں۔ اور دوسرے جن کا ڈھانکنا ہر حال میں فرض ہے۔ خواہ ایسے مقامات پر کسی قسم کی زینت ہو یا نہ ہو۔

اور اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا "سوائے اُس زینت کے جو کھلی رہتی ہے"۔ جو کہ نہی کی استثنا امر کا حکم رکھتی ہے۔ کے ماتحت بناؤ سنگار میں سے وہ کونسی زینت ہے جو کہ عورتوں کو باہر کھلی رکھنی ہے۔ سو وہ دراصل اُن کے جسم کے اُن مقامات کی ہے۔ جو کہ مقاماتِ ستر میں شامل نہیں ہیں۔

جیسے چہرہ اور ہاتھ۔ کیونکہ کھلے رہنے والے مقامات کی زینت بھی کھلی زینت میں داخل ہے۔ جو کہ عورتوں کو باہر ظاہر کرنی ہے۔ غرضیکہ اِس حکم کے نازل ہونے سے پہلے عورتیں اپنے جسم کے جن مقامات کو باہر کھُلا رکھتی تھیں اُنہیں مقامات کی زینت کو بھی باہر کھُلا رکھنے کا حکم دیا گیا۔ اب چہرہ مقاماتِ ستر میں شمار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مسلم خواتین اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے بھی اپنا چہرہ باہر کھُلا رکھتی تھیں۔ ہاں اگر پہلے بھی دوسرے مقاماتِ ستر کی طرح چہرے کو باہر ڈھانک کر رکھتیں۔ تو پھر چہرہ اور ہاتھ بھی مقاماتِ ستر میں شمار کئے جاتے۔ کیونکہ ہر مقاماتِ ستر مقاماتِ زینت میں داخل ہیں۔ مگر ہر مقاماتِ زینت مقاماتِ ستر میں داخل نہیں۔ جیسا کہ چہرہ اور ہاتھ۔ کیونکہ گو یہ مقامات محل زینت ہیں۔ مگر مقامات ستر میں داخل نہیں۔ اس لئے اُن کا باہر کھُلا رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ زینت کی وجہ سے جسم کو ڈھانکنے کا حکم نہیں۔ بلکہ ستر کی وجہ سے ہے۔ اگر زینت کی وجہ سے جسم کو ڈھانکنے کا حکم دیا جاتا تو پھر زینت نہ ہونے کی وجہ سے باہر کھُلا رکھنا سمجھا جاتا۔ علاوہ ازیں اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے وہ زینت مراد ہے جو کہ مسلم خواتین کو باہر ڈھانک کر نہیں رکھنی۔ بلکہ ظاہر کرنی ہے۔ اِسی لئے ایسی زینت کو وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ "اور اپنی زینت نہ دکھائیں" سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ جیسا کہ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ "اور نہ دکھائیں اپنی زینت مگر اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا خاوند کے باپ کے" نور آیت ۳۱۔ کے حکم سے بعض رشتہ داروں کو ڈھکی ہوئی زینت بھی دیکھنے کے لئے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ غرضیکہ پہلی استثنا میں باہر کھلی رکھنے والی زینت کو ڈھانکنے والی زینت سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ اور دوسری استثنا میں ڈھکی ہوئی زینت دیکھنے والے شخصوں کو نہ دیکھنے والے شخصوں سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ مستثنیٰ کرنا صاف بتاتا ہے کہ کسی چیز کو کسی غرض کے لئے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ لہٰذا اب مسلم خواتین کس واسطے پہلی استثنا کے ماتحت اپنے چہروں اور ہاتھوں کی زینت کو باہر کھُلا نہ رکھیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایماندار عورتوں کو گھروں سے باہر وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ کے ماتحت اُن مقامات کی زینت کو ڈھانکنے کا حکم دیا ہے جو کہ مقاماتِ ستر ہیں۔ تاکہ اوّل تو اُن کے کھُلا رکھنے

سے عورتوں میں بدتہذیبی پیدا نہ ہو۔ کیونکہ مقاماتِ ستر کی زینت کو باہر نہ ڈھانکنا بدتہذیبی کی علامت ہے۔ دوئم عورتوں کے چال چلن کے متعلق خواہ مخواہ بھی مردوں کے دلوں میں شک وشبہ نہ پڑے اور سوئم لوگوں میں بدکاری نہ پھیلے۔ غرضیکہ عورتوں کو ایسے مقامات کی زینت کے باہر ڈھانکنے کا حکم دیا گیا۔ جس سے وہ خود بھی شریف معلوم ہوں اور مرد بھی اُن کو شریف سمجھیں۔ اور اِلَّا مَاظَھَرَ مِنْھَا کے ماتحت اللہ نے مسلم خواتین کو اُن مقامات کی زینت کو باہر کھلا رکھنے کا حکم دیا جن پر عورتوں کی صحت اور اُن کے کام کرنے کا دارومدار ہے۔ تاکہ باہر اُن مقامات کے ڈھانکنے سے ایک تو اُن کی صحت خراب نہ ہو اور دوسرے اُن کو اپنا کام کرنے میں کوئی دقت نہ ہو۔ اب باہر کام کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کام کو دیکھنے کے لئے آنکھیں۔ دم لینے کے لئے ناک۔ کام کے متعلق پوچھنے کے لئے منہ۔ اور کام کرنے کے لئے ہاتھ کھلے رہیں۔ تاکہ عورتیں اپنے دنیادی کاروبار۔ قومی۔ مذہبی۔ اور مُلکی ترقی میں مردوں کے ساتھ حصہ لے سکیں۔ اب ایسے مقامات کی زینت کو باہر ڈھانک کر رکھنا ایسا ہی بدتہذیبی کی نشانی ہے۔ جیسا کہ مقاماتِ ستر کی زینت کو باہر کھلا رکھنا۔ کیونکہ اللہ کا حکم بعض زینت کو باہر ڈھانکنا اور بعض زینت کو کھلا رکھنا شرافت وتہذیب پر مبنی ہے۔ اگر بعض زینت کا باہر کھلا رکھنا شرافت پر مبنی نہ ہوتا تو بعض زینت کا باہر ڈھانکنا بھی شرافت پر مبنی نہ ہوتا۔ اب جو قومیں ان حکموں کے خلاف عمل کر رہی ہیں وہ مندرجۂ ذیل نتائج بھگت رہی ہیں:

وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اور نہ دکھائیں اپنی زینت
جن قوموں کی عورتیں اس حکم کے خلاف اپنی تمام زینت یعنی مقاماتِ ستر اور کھلے مقامات کی باہر ظاہر کرتی ہیں اُن میں بےحیائی تو کثرت سے ہے مگر علم، دلیری، شجاعت وتجربہ میں بڑھی ہوئی ہیں۔ گویا اس حکم کے خلاف عمل کرنے سے قوم میں ایک بیماری پیدا ہوتی ہے۔ جو کہ قومی ترقی میں رُکاوٹ کا باعث نہیں ہو سکتی۔

اِلَّا مَاظَھَرَ مِنْھَا سوائے اُس زینت کی جو کھلی ہو
جن قوموں کی عورتیں اس حکم کے خلاف کھلے مقامات یعنی چہرہ اور ہاتھ باہر ڈھانک کر رکھتی ہیں گویا ان کو بھی مقاماتِ ستر سمجھتی ہیں اُن میں جہالت۔ بیماری۔ کم عقلی۔ مفلسی۔ بزدلی کثرت سے ہے۔ گویا اس حکم کے خلاف عمل کرنے سے قوم میں پانچ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جو کہ تمام کی تمام قومی ترقی میں رُکاوٹ

ایسی قوم کی عورتوں نے یہ غلطی کی کہ کھلے مقامات کی زینت کے علاوہ مگر مقاماتِ ستر کی زینت کو بھی باہر کھلا رکھا اور اس طرح اس حکم کی ممانعت کو بھی اجازت ہی سمجھا۔	کا باعث ہیں۔ ایسی قوم کی عورتوں نے یہ غلطی کی کہ مقاماتِ ستر کی زینت کے علاوہ کھلے مقامات کی زینت کو بھی باہر ڈھانک کر رکھا اور اس طرح اس حکم کی اجازت کو بھی ممانعت ہی سمجھا۔

اب مسلمانوں کا اپنی عورتوں کو اس استثنا پر عمل کرنے کی اجازت نہ دینا ثابت کرتا ہے۔ کہ اُن کے نزدیک یہ الفاظ بے کار ہیں یہی وجہ ہے کہ مسلم خواتین باہر چہرہ ڈھانکنے سے مندرجہ ذیل نقصانات برداشت کر رہی ہیں: (۱) آنکھوں پر پردہ ہونے کی وجہ سے خدا کے حکم نظریں نیچی رکھنے پر کاربند نہ ہو سکنا۔ (۲) آنکھوں پر پردہ ہونے کی وجہ سے نقاب یا گھونگٹ کے اندر نظریں نیچی رکھنے کا کوئی فائدہ نہ ہونا۔ (۳) آنکھوں پر پردہ ہونے کی وجہ سے عورت کا مرد کے شرم و حیا کو نہ دیکھ سکنا۔ اور نہ اپنی شرم و حیا کو مرد کے سامنے ظاہر کر سکنا۔ (۴) آنکھوں پر پردہ ہونے کی وجہ سے مشاہداتِ قدرت سے محروم رہنا۔ (۵) آنکھوں پر پردہ ہونے کی وجہ سے نظر کا کمزور ہونا۔ (۶) آنکھوں پر پردہ ہونے کی وجہ سے نظر کا دور نہ جانا جس کی وجہ سے اولاد کا بھی دوربین نہ ہو سکنا۔ (۷) آنکھوں پر پردہ ہونے کی وجہ سے علم اور تجربہ سے محروم رہنا۔ (۸) آنکھوں پر پردہ ہونے کی وجہ سے باہر کی چیزوں کو اچھی طرح سے نہ دیکھ سکنا۔ (۹) آنکھوں پر پردہ ہونے کی وجہ سے نیم اندھوں کی طرح چلنا۔ (۱۰) آنکھوں پر پردہ ہونے کی وجہ سے اندھے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا۔ (۱۱) آنکھوں پر پردہ ہونے کی وجہ سے کم عقلی کا پیدا ہونا۔ (۱۲) آنکھوں پر پردہ کا فر کی نشانی قرار دیا جانا۔ وَعَلٰٓی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ۔ "اور اُن کی آنکھوں پر پردہ ہے"۔ اُن کا تو ایک ہی پردہ تھا کہ قرآن پر ایمان نہیں لاتے تھے۔ مگر چہرہ ڈھانکنے والی عورتوں کے لئے دو پردے ہیں۔ ایک تو قرآن مجید پر ایمان لا کر اس کو نہ سمجھنا۔ اور دوسرے آنکھوں پر ظاہری پردہ بھی رکھنا۔ (۱۳) آنکھوں پر پردہ ڈال کر اور نہ ڈال کر پھرنے والوں کا کبھی برابر نہ ہونا۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے: مَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ۔ "اندھا اور

دیکھنے والا برابر نہیں۔ الفاطر آیت ۱۹۔ (۱۴) آنکھوں پر پردہ ہونے کی وجہ سے راہِ راست کا نہ سوجھنا اور ٹھوکریں کھانا۔ (۱۵) آنکھوں پر پردہ ہونے کی وجہ سے آہستہ آہستہ چلنے سے سستی اور کاہلی کا پیدا ہونا۔ اور اس کا اثر اولاد پر بھی ہوتا۔ (۱۶) آنکھوں پر پردہ ہونے کی وجہ سے زمانہ شناسی کا حاصل نہ ہو سکنا جس کی وجہ سے عورت کا جلد دھوکا و فریب کھا جانا۔ (۱۷) آنکھوں پر پردہ ہونے کی وجہ سے نیک و بد میں تمیز نہ کر سکنا۔ (۱۸) آنکھوں پر پردہ ہونے کی وجہ سے دماغ کا کمزور ہونا۔ (۱۹) آنکھوں پر پردہ ڈال کر خود اپنے ہاتھوں سے اندھا بننا۔ حالانکہ خدا نے اس کو دیکھنے والا بنایا تھا۔ (۲۰) آنکھوں پر پردہ ہونے کی وجہ سے آزادی سے نہ دیکھ سکنا۔ گویا آنکھوں کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہے۔ (۲۱) ناک پر پردہ ہونے کی وجہ سے باہر بھی اندر کی گندی ہوا میں ہی دم لیتے رہنا۔ گویا زہریلی گیس کا دماغ کو چڑھنا (۲۲) ناک پر پردہ ہونے کی وجہ سے صحت کا خراب رہنا جس کا اثر اولاد پر بھی ہونا (۲۳) ناک پر کپڑا ہونے کی وجہ سے باہر بھی تازہ ہوا جیسی نعمت سے محروم رہنا۔ (۲۴) ناک پر پردہ ہونے کی وجہ سے سانس کا آزادی سے نہ لے سکنا۔ گویا ناک میں دم ہے (۲۵) ناک پر پردہ ہونے کی وجہ سے بو اور خوشبو میں تمیز نہ کر سکنا۔ گویا ناک کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہے (۲۶) منہ پر پردہ ہونے کی وجہ سے دبی زبان سے باتیں کرنا جو کہ قرآن مجید کے خلاف ہے۔ (۲۷) غیر مرد کی شکل دیکھتے ہی چہرے کو ڈھانک لینے سے بزدلی کا پیدا ہونا اور شجاعت اور ہمت جیسی صفتوں سے محروم رہنا۔ جس کا اثر اولاد پر بھی ہونا۔ (۲۸) چہرے پر پردہ ہونے کی وجہ سے باہر کسی کام کا نہ کر سکنا۔ جس سے مفلسی کا پیدا ہونا۔ (۲۹) چہرے پر پردہ ہونے کی وجہ سے نقاب کو اُلٹ کر دیکھنا۔ جس کی وجہ سے بد اخلاقی کا پیدا ہونا۔ (۳۰) چہرے پر پردہ ہونے کی وجہ سے اجنبیت اور بیگانگیت کا پایا جانا جس کی وجہ سے مردوں کا عورتوں کی عزت نہ کر سکنا۔ اگر مسلم خواتین کو چہرہ ڈھانکنا ہی تھا تو پھر خدا نے نعوذ باللہ دیا ہی کیوں تھا۔ افسوس جو قوم چہرہ ڈھانکنے کے اتنے نقصانات برداشت کرنے پر بھی اپنی عورتوں کو اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے ماتحت اسلامی پردہ کے مطابق باہر کھلے چہرے جانے کی اجازت نہ دے بھلا وہ قوم کیسے ترقی کر سکتی ہے۔

اب جیسے خاکسار نے عورتوں کے باہر چہرہ ڈھانکنے کے نقصانات بتلائے ہیں۔ اسی طرح
اب مُلّانوں کو یہ بتلانا چاہئے۔ کہ باہر چہرہ کھُلا رکھنے سے کیا کیا نقصانات ہوتے ہیں۔ تاکہ رسمی پردہ
پرست مسلمان نقصانات اور فوائد کا مقابلہ کرکے وہ بات اختیار کرسکیں جس میں زیادہ فائدے
ہوں۔ مگر مُلّانوں کو اتنی سمجھ نہیں جو ایسا مقابلہ کرسکیں۔ اگر اُن میں اتنی عقل ہوتی تو پھر قوم پر یہ
تباہی کیوں آتی۔ درحقیقت ہماری قوم کے زوال کا باعث وہ مولوی اور مذہبی پیشوا صاحبان اور
لیڈرانِ قوم ہیں جو کہ قرآن مجید کی تعلیم کو نہیں سمجھتے۔ اور یونہی نکمی باتوں پر جھٹ ایک دوسرے کو
کفر کا فتویٰ دے کر قوم کا ستیاناس کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان کی حکومت تو اُن مسلمانوں
کے ہاتھوں سے گئی جو عربی اور فارسی داں تھے۔ مگر کفر کا فتویٰ انگریزی پڑھنے والوں پر لگا دیا۔
یہ ہے مُلّانوں کی عقل۔ جیسا کہ ان مولوی صاحبان کا انگریزی تعلیم کے خلاف کُفر کا فتویٰ غلط تھا۔
ویسا ہی رسمی پردہ کے متعلق عورتوں کے چہرے اور ہاتھوں کا گھر سے باہر ڈھانکنے کا فتویٰ بھی
قطعاً غلط ہے۔ جبتک ایسے مولوی اور مذہبی پیشوا صاحبان کا نام و نشان دنیا میں باقی ہے مسلمانوں
کا ترقی کرنا ناممکن ہے جو مسلم بادشاہ یا نواب اپنے ملک میں ترقی کرنا چاہے اگر وہ پہلے ایسے مُلّانوں
کا جو ملکی ترقی میں رُکاوٹ کا باعث ہوں کام تمام نہ کرلے اُس کا بھی وہی حشر ہوگا جو امان اللہ شاہ
افغانستان کا ہوا۔ اگر وہ اپنے پروگرام پر عمل کرنے سے پہلے مُصطفیٰ کمال پاشا کی طرح ایسے مُلّانوں
پر ہی ہاتھ صاف کردیتا تو اُس کو یہ بُرے دن دیکھنے نصیب نہ ہوتے۔ جبتک ایسے مُلّانوں کا اقتدار
ہے تو اُس وقت تک ملک میں کوئی ترقی نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ غور کیجئے کہ انگریزوں نے مشرقی
اور جنوبی افریقہ پر قبضہ کرکے تھوڑے ہی عرصہ میں ہر قسم کی ترقی دے کر ملک کو گلِ گلزار بنا دیا
ہے اور ملک افغانستان ویسا ہی پڑا ہے۔ جیسا کہ ہزار سال پہلے تھا اور ایسا ہی رہیگا۔ جبتک
مُلّانوں کا زور ہے اور مستورات تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔

بعض مُلّا نے مُسلم خواتین کو کھلے چہرے باہر جانے کی آزادی دینے سے پہلوتہی کرنے کے لئے
وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا "اور اپنی زینت نہ دکھائیں مگر جو کھلی ہے یا ظاہر ہو"

پہلے ترجموں کے خلاف اب یہ ترجمہ کرتے ہیں "اور اپنی زینت نہ دکھائیں۔ مگر جو ظاہر ہو جاوے یعنی ظَهَرَ کا ترجمہ "ظاہر ہے" یا "کھلی ہے" کے بجائے "ظاہر ہو جاوے" کرتے ہیں جو کہ غلط ہی۔ کیونکہ ایک تو ایسے ترجمہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اپنی تمام زینت کو باہر ڈھانک کر رکھیں۔ اور کوئی زینت ظاہر نہ کریں جو کہ اِلَّا مَا ظَهَرَ کے خلاف ہے۔ کیونکہ عورتوں نے جب تمام زینت ڈھانک لی تو پھر ڈھانکنے سے مستثنیٰ زینت کونسی رہی حالانکہ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ سے وہ زینت مراد ہے جس کو باہر ڈھانکنے کا حکم دیا گیا اور اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے وہ زینت مراد ہے جس کو باہر ڈھانکنے سے مستثنیٰ کیا گیا تاکہ مسلم خواتین اُس کو کھلا رکھیں۔ اصل بات یہ ہے کہ عورتوں کے حقوق تلف کرنے کے لئے مُلّا نے اب ایسا ترجمہ کرتے ہیں۔ یا "چار و ناچار" اور "مجبوراً" کے الفاظ اپنے پاس سے ان ترجموں میں لگا دیتے ہیں۔ تاکہ ان کو دھوکا دے کر اُن کے حقوق ضائع کریں۔ اس سے بڑھ کر دھوکا کیا ہو سکتا ہے کہ جب مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے الفاظ الانعام رکوع ۱۹ اور الاعراف رکوع ۴ میں آتے ہیں تو وہاں مولوی صاحبان جو اس میں سے "کھلی ہے" یا "ظاہر ہے" کا ترجمہ کرتے ہیں۔ اور کوئی "چار و ناچار" یا "مجبوراً" کا لفظ بھی اپنے پاس سے ظاہر نہیں کرتے۔ مگر جب یہی الفاظ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا عورتوں کو اپنی مستثنیٰ زینت کے باہر دکھانے کے متعلق آتے ہیں تو پھر جھٹ ترجمہ بدل لیتے ہیں۔ یہ ہے مولوی صاحبان کا ایمان۔ قرآن مجید کی آیت کا ترجمہ بدل دینگے۔ مگر عورتوں کو باہر کھلے چہرے جانے کی آزادی نہیں دینگے علاوہ ازیں ظَهَرَ ماضی کا صیغہ ہے جس کا ترجمہ "ہو جاوے" کرنا ہی غلط ہے۔

جب ایماندار عورتوں کو باہر ڈولی میں یا سر سے پاؤں تک بُرقع میں بند ہو کر باہر جانا ہے تو پھر خدا کے حکم اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا پر عمل کر کے کونسی زینت باہر ظاہر کریں۔ تو اس کے جواب میں مُلّا نے یہ کہتے ہیں کہ عورت کا قد اور چال بھی زینت میں داخل ہیں۔ جو اس کو باہر ظاہر کرنے پڑتے ہیں۔ مگر افسوس تو صرف اس امر کا ہے کہ باہر ڈولی میں بیٹھکر مسلم خواتین اپنے قد اور چال کو بھی ظاہر نہیں کر سکتیں۔ اور گھونگٹ لگانے اور بُرقع اوڑھنے سے نہ تو عورتوں کا قد معلوم ہو سکتا

ہے اور نہ چال۔ کیونکہ برقع کی ٹوپی اونچی ہوتی ہے اور گھونگٹ لگانے سے سر نیچا ہو جاتا ہے۔ اور چہرے پر پردہ ہونے کی وجہ سے وہ ایسی آہستہ آہستہ چلتی ہیں۔ جیسے کوئی شخص کیچڑ یا دلدل میں جا رہا ہو۔ بعض عقلمند یہ کہتے ہیں کہ عورت کی کھلی زینت میں ڈولی اور برقع بھی داخل ہیں جو کہ ظاہر رہتے ہیں۔ ایسے حضرات کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ڈولی اور برقع بذاتِ خود زینت نہیں ہیں۔ بلکہ زینت کو ڈھانکنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ جیسا کہ چائے دانی پر سرپوش۔ اب کوئی عقلمند سرپوش کو چائے دانی نہیں کہے گا۔ علاوہ ازیں اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے وہ کھلی زینت مراد ہے جس کو عورتیں اپنی طاقت سے باہر کھلا رکھ سکتی ہیں۔ جیسا کہ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ سے وہ زینت مراد ہے جس کو عورتیں اپنی طاقت سے باہر ڈھانک سکتی ہیں۔ کیونکہ اگر عورتوں میں بعض زینت کے باہر ڈھانکنے اور بعض زینت کے کھلا رکھنے کی طاقت نہ ہوتی تو پھر اُن کو ایسا حکم دینا ہی بے معنی تھا۔ ڈولی اور برقع تو اس زینت میں آ نہیں سکتے۔ کیونکہ اگر عورت ان کو خود ڈھانکنا بھی چاہے تو ڈھانک نہیں سکتی۔ اور جس چیز کا ڈھانکنا طاقت سے باہر ہو اُس کے لئے حکم دینا ہی عبث ہے۔ ماسوائے اس کے ڈولی اور برقع تو خود بخود ظاہر ہیں۔ عورت کا ان کو ظاہر کرنا چہ معنی دارد۔ اِس میں عورتوں نے کونسا بہادری کا کام کیا۔ جو قابلِ تعریف ہو۔ آخر وہ کپڑا جس میں پارسل بند ہوتا ہے ظاہر ہی رہتا ہے۔ مگر کوئی عقلمند اس کپڑے کو پارسل کی چیزوں میں شمار نہیں کریگا۔ اِسی طرح برقع اور ڈولی بھی عورت کی زینت کی چیزوں میں شمار نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ یہ تو عورت کی زینت پوش ہیں۔ ہاں جو زینت والی اس میں چھپی ہوئی ہے۔ اُس کی کھلی زینت باہر ظاہر ہونی چاہئے۔ اگر مسلم خواتین کو اپنی کوئی زینت باہر ظاہر نہیں کرنی تھی تو پھر وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ کا ہی حکم کافی تھا۔ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے استثناء کی کیا ضرورت تھی۔

جب مسلمانوں میں اِلَّا مَا ظَهَرَ کے ماتحت عورتوں کے باہر کھلی زینت ظاہر کرنے کے متعلق اختلاف ہے۔ چنانچہ کوئی کہتا ہے اِن سے ہاتھ مراد ہیں اور کوئی کہتا ہے چہرہ۔ کوئی کہتا ہے ڈولی اور برقع۔ تو پھر اس اختلاف کو مٹانے کے لئے کیوں رسول اللہ کی طرف رجوع

نہیں کیا جاتا۔ اور کس واسطے اس جھگڑے کا فیصلہ آپؐ سے نہیں کرایا جاتا۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ
فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ "اے ایمان
والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسولؐ کا اور جو اختیار والے ہیں تم میں سے۔ پھر اگر تم جھگڑ پڑو آپس
میں کسی بات میں تو اس کو رجوع کرو اللہ اور رسول کی طرف۔ اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور
پچھلے دن پر"۔ النساء رکوع ۸۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ
ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ "سو قسم ہے تیرے
رب کی اُن کو ایمان نہ ہوگا جب تک یہ لوگ اپنے باہمی جھگڑے تم ہی سے فیصلہ نہ کرائیں اور
جو کچھ تم فیصلہ کرو اُس سے کسی طرح ناراض بھی نہ ہوں۔ اور قبول کرلیں مان کر"۔ النساء رکوع ۹۔
جب رسول اللہؐ نے بھی مسلم خواتین کے لئے اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے ماتحت چہرے اور ہاتھ کے
باہر کھلے رہنے کی استثنا کردی۔ جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ
عَنْهَا اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْهَا ثِیَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَقَالَ یَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَةَ
اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَنْ تَصْلَحَ اَنْ یُّرٰی مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی وَجْهِهٖ
وَكَفَّیْهِ :۔ "حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اسماء بنت ابی بکرؓ۔ رسول اللہ صلعم کے پاس
آئیں۔ ان پر کپڑے باریک تھے آپ نے اُن سے رُخ پھیر لیا۔ اور فرمایا۔ اے اسماء عورت کو جب
ایام ماہواری آنے لگیں یعنی وہ بالغ ہو جائے۔ تو مناسب نہیں کہ اُس سے کچھ نظر آئے سوائے
اس کے اور اس کے اور اشارہ کیا اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف"۔ ابو داؤد۔ تو پھر کس
واسطے رسمی پردہ پرست مسلمان اس فیصلہ کو خوشی سے نہیں مانتے فیصلے کا ماننا تو اسی صورت
میں ہو سکتا ہے کہ جب اُن کی عورتیں بھی کھلے چہرے باہر پھریں۔ کیا ایک مسلمان رسول اللہؐ کے
فیصلہ کو نہ مان کر بھی مومن کہلا سکتا ہے۔ مندرجہ ذیل آیت پڑھ کر جواب دیجئے:۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۔ اور کسی مسلمان مرد اور کسی مسلمان عورت کو شایاں نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی بات ٹھیرا دیں تو اُس بات میں اُن کا اختیار رہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا۔ تو وہ صریح گمراہی میں پڑ چکا۔ الاحزاب رکوع ۵۔

مذکورہ بالا حدیث سے جو کہ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی تفسیر ہے یہ باتیں ثابت ہوتی ہیں (۱) عورتوں کا بلوغت سے پہلے علاوہ چہرہ اور ہاتھ کے اپنے جسم کا کوئی اور حصہ بھی باہر کھلا رکھنا (۲) عورتوں کے لئے بلوغت کے بعد بھی چہرہ اور ہاتھ کے کھلا رکھنے کی استثناء کر دینا۔ تاکہ غلط فہمی سے چہرے اور ہاتھ کا پردہ نہ سمجھا جائے۔ گویا اُن لوگوں کی تردید کی گئی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ جوان عورتوں کو باہر کھلے چہرے نہیں جانا چاہیئے۔ حالانکہ رسول اللہؐ نے تمام ایماندار عورتوں کو باہر کھلے چہرے جانے کی ایک ہی ہدایت دی ہے جس سے عورتوں کو ایک اعلیٰ درجہ کی مساوات سکھائی گئی ہے۔ (۳) جیسے مذکورہ بالا آیت عورتوں کے باہر جانے کے متعلق ہے اسی طرح یہ حدیث بھی۔ یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ اللہ تو عورتوں کو باہر جانے کے متعلق ہدایات دے اور رسول اللہؐ اُن ہدایات کو عورتوں کے گھروں میں رہنے کے متعلق سمجھ لیں۔ اب وہ مولوی اور مذہبی پیشوا صاحبان جو اس حدیث کے ماتحت یہ کہتے ہیں کہ مسلم خواتین صرف نماز میں یا گھروں میں اپنے رشتہ داروں کے سامنے اپنا چہرہ کھلا رکھیں محض جھک مارتے ہیں اور مسلم خواتین کو دھوکا دیتے ہیں۔ کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ رسول اللہؐ نے قرآن مجید کو سمجھا ہی نہیں۔ حالانکہ قرآن و حدیث کے ان حکموں میں نماز اور رشتہ داروں کا کچھ ذکر ہی نہیں۔ (۴) حضرت اسماءؓ کا اپنے گھر سے نکل کر رسول اللہؐ کے گھر آنے سے ایک تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت تمام ایماندار عورتیں کھلے چہرے باہر پھرتی تھیں۔ دوسرے یہ ثابت ہوتا ہے کہ چہرے اور ہاتھ کے علاوہ بوجہ باریک کپڑے ہونے

کے جسم کا کچھ اور حصہ بھی نظر آتا تھا جس کی وجہ سے ایسی ہدایتیں دی گئیں۔ اگر کسی آیت کی ماتحت چہرے اور ہاتھ کا بھی پردہ ہوتا۔ تو پھر اِن کو بھی باہر ڈھانکنے کا حکم دیتے۔ اور تیسرے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلم خواتین کو بلوغت کے بعد ایسا لباس پہن کر باہر نہیں جانا چاہئے۔[۵] چنانچہ رومن کیتھلک عورتیں۔ ننز۔ سسٹرس۔ نرسیں اسی طریقہ سے باہر جاتی ہیں۔ کاش مسلم خواتین بھی رسول اللہ کے اس قول و فعل پر عمل کریں۔ (۵) حضرت اسماؓ کا رسول اللہ کے گھر آنا ثابت کرتا ہے کہ اگر عورتوں کو باہر کوئی کام بھی نہ کرنا ہو محض کسی رشتہ دار کے ہاں جانا منظور ہو۔ تو بھی کھلے چہرے ہی باہر جائیں۔ گویا اُن لوگوں کی تردید کی گئی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ چونکہ ہماری عورتوں کو کوئی کام نہیں اس لئے وہ باہر چہرہ ڈھانک کر رکھتی ہیں۔ (۶) حدیث کے الفاظ دَخَلَتْ اَسْمَاءَ سے حضرت اسماءؓ کا باہر سے رسول اللہ کے پاس آنا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید کے الفاظ وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ۔ یوسف رکوع ۸۔ سے یوسفؑ کے پاس اُن کے بھائیوں کا باہر سے آنا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ ہدایتیں حضرت اسماؓ کو مخاطب کر کے عام مسلم خواتین کو گھروں سے باہر جانے کے متعلق دی گئیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ چہرہ اور ہاتھ مقاماتِ ستر میں سے نہیں ہیں۔ دُنیا میں جتنے نبی، رسول اور ہادی گزرے ہیں اُن میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ عورتیں باہر کھلے چہرے پھریں۔ سوائے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے۔ مگر افسوس اُنہیؐ کی اُمت میں عورتوں کے چہرے ڈھانکنے کی رسم پڑی ہوئی ہے۔ حالانکہ اس حدیث سے رسول اللہ کا قول اور فعل دونوں ثابت ہوتے ہیں۔ اور یہ قولی اور فعلی حدیث قرآن مجید کی آیت اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے ساتھ مطابقت بھی رکھتی ہے۔ کیونکہ دونوں میں بعض زینت کو باہر ظاہر کرنے کے لئے استثنا رکھا گیا ہے۔ (۷) رسول اللہ کے ازواجِ مطہرات بھی کھلے چہرے باہر جاتی تھیں۔ کیونکہ اگر رسول اللہ دوسروں کی عورتوں کو باہر کھلے چہرے جانے کی ہدایت کرتے اور اپنی بیبیوں کے چہرے باہر ڈھانک کر رکھتے تو پھر نعوذ باللہ رسول اللہ کا اِل اُسوۂ حسنہ نہ ہو سکتے اور نیز یہ بات رسول اللہ

---

[۵] جس سے علاوہ چہرے اور ہاتھ کے جسم کا کوئی اور حصہ بھی نظر آئے۔

کی شان سے بعید ہے کہ جو بات دوسروں کو کہیں نعوذ باللہ اُس پر خود عمل نہ کریں۔

اب ایسے مُلّانوں سے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ یہ پوچھا جائے کہ عورت کو پردہ کس وقت سے شروع کرنا چاہیئے۔ اگر وہ یہ کہے کہ بلوغت کے بعد تو پھر اُن کو شرمندہ کر کے یہ کہنا چاہیئے کہ رسول اللہ بھی یہی فرماتے ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث صحیح ہے۔ اور اس حدیث کے دوسرے الفاظ کہ عورتیں چہرہ اور ہاتھ باہر ظاہر کریں وہ بھی درست ہیں اصل بات یہ ہے کہ ایسے مُلّانوں کو رسول اللہ کے قول اور فعل سے دشمنی ہے۔ اگر ان کو دشمنی نہ ہوتی تو پھر عورتوں کے کھلے چہرے باہر جانے کے مخالف نہ ہوتے اور یہ مخالفت بھی اسی واسطے کر رہے ہیں۔ کیونکہ ہزار سال سے نسلاً بعد نسلاً ایسے مُلّا نے عورتوں کو باہر چہرہ ڈھانکنے کی تعلیم دے رہے ہیں۔ اور اب ان کو یہ دُکھ پہنچتا ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول نے مسلم خواتین کو باہر کھلے چہرے جانے کی آزادی دی تھی۔ اور یہ ہم اُس کے مخالف رہے۔ لہٰذا ایسے مُلّانوں کو توبہ کرنی چاہیئے اور آئندہ یہ تبلیغ کریں کہ عورتیں قرآن اور حدیث کے ماتحت چہرہ اور ہاتھ باہر کھلا رکھیں اور ان کے علاوہ اپنے جسم کا کوئی اور حصّہ باہر ظاہر نہ کریں۔

مولوی صاحبان کو خدا نے کیا ہی عقل دی ہے کہ جب مسلم خواتین باہر چہرہ ڈھانکنے کی زمانۂ جاہلیت کی رسم پر عمل کریں تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتے اور جب بعض مسلم خواتین باہر سینہ کھلا رکھنے کی زمانۂ جاہلیت کی رسم پر عمل کریں۔ تو اس پر جھٹ اعتراض کرتے ہیں کہ مشرقی فیشن کو چھوڑ کر مغربی فیشن اختیار کر لیا۔ ایسے نادانوں کو اتنی بھی عقل نہیں کہ اگر اعتراض کرنا ہے تو زمانۂ جاہلیت کی دونوں رسموں پر اعتراض کیا جاوے۔ تاکہ مُسلم خواتین اسلامی پردہ پر عمل کریں۔ کیونکہ اگر زمانۂ جاہلیت کی ایک رسم پر اعتراض کیا جاوے اور دوسری پر عمل کیا جائے۔ تو پھر بھی اسلامی پردہ کی تعلیم رائج نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ کہا جائے کہ باہر سینہ کا کچھ حصّہ کھلا رکھنے سے بے حیائی پھیلتی ہے۔ اِس لئے اس پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ تو پھر باہر چہرہ ڈھانکنے سے جہالت بیماری۔ کم عقلی اور بُزدلی پھیلتی ہے۔ تو پھر اس پر کیوں اعتراض نہ کیا جائے۔ ماسوائے اِس کے

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ

اور اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں پر ڈال لیں۔

زیرِ تفسیر آیت کا مندرجۂ بالا چوتھا حکم ہے جو کہ عورتوں کو باہر گریبان ڈھانکنے کے لئے دیا گیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ عورتوں کے سینہ کا حصّہ مردوں کے سینہ سے علیحدہ نوعیت رکھتا ہے۔ اِس لئے ان کو یہ حکم دیا گیا کیونکہ سینہ کا اُبھار بھی عورتوں کی زینت ہے۔ گویا عورتوں کو باہر جانے کے لئے ایک مہذبانہ اور شریفانہ طریقہ سکھلایا گیا ہے۔ کہ مسلم خواتین علاوہ چہرہ اور ہاتھ کے باقی تمام مقاماتِ ستر کی پوشش۔ زینت اور سینہ کو باہر ڈھانک کر رکھیں۔ اور گھر آکر اُس چادر یا اوورکوٹ کو جس سے باہر اُن کی زینت ڈھکی ہوئی تھی۔ اُتار دیں۔ کیونکہ اپنے گھروں میں اپنے محرموں کے سامنے زینت ڈھانکنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مذکورۂ بالا حکم سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب اس حکم کے نازل ہونے تک ایماندار عورتیں اپنے سینوں کی زینت کو باہر کھلا رکھتی تھیں تو پھر لا محالہ اُن کے چہرے بھی باہر کھلے تھے۔ کیونکہ یہ تو بہت بدتہذیبی میں داخل ہے کہ چہرے تو باہر ڈھانک کر رکھے جائیں اور سینوں کی زینت کھول کر۔ چنانچہ اسی آیت کے ماتحت حضرت عائشہؓ کا یہ قول ہے اَیْ عَنْ یُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِہَابٍ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ یَرْحَمُ اللّٰہُ نِسَاءَ الْمُہَاجِرَاتِ الْاُوَلَ لَمَّا اَنْزَلَ اللّٰہُ وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِہِنَّ عَلٰی جُیُوْبِہِنَّ شَقَقْنَ مُرُوْطَہُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِہٖ۔ کہ اللہ اُن عورتوں پر رحم کرے جنہوں نے پہلی ہجرت کی تھی۔ جب اللہ نے یہ آیت اُتاری ولیضربن بخمرہن علی جیوبہن۔ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔ تو اُنھوں نے اپنی چادریں پھاڑیں اور سینوں کو ڈھانکا۔“ بخاری و ابی داؤد۔ چادروں کو پھاڑ کر سینوں کا ڈھانکنا صاف ثابت کرتا ہے کہ چادریں اسی واسطے پھاڑی گئی تھیں۔ تاکہ چہرہ باہر کھلا رہے۔ جو کہ اُس وقت بھی کھلا تھا۔ ورنہ اگر چہرے کو بھی باہر ڈھانکنے کا حکم ہوتا تو پھر چادریں پھاڑنے کی کیا ضرورت تھی۔ اِس قول سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مذکورۂ بالا حکم کے نازل ہونے سے پہلے ایماندار عورتیں چادریں اوڑھا کرتی تھیں۔

گویا یُدْنِیْنَ عَلَیْہِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ "قریب کرلیں اپنے اوپر اپنی چادریں" کے حکم پر عمل توکرتی تھیں۔ مگر چونکہ اس حکم میں عورت کے جسم کے کسی حصّہ کا نام نہ ہونے کی وجہ سے یہ نہیں سمجھتی تھیں کہ جسم کا کونسا حصّہ باہر ڈھانکنا ہے۔ اس لئے چادریں اس طریقہ سے باہر اوڑھا کرتی تھیں۔ کہ سر اور پُشت تو ڈھکی رہے اور سینہ کی زینت کھلی رہے۔ جیسا کہ آج کل اکثر برقع پوش عورتیں باہر جاکر چہروں سے برقع اٹھا دیتی ہیں جس سے سینوں کی زینت دکھائی دیتی ہے اور پیٹھیں ڈھکی رہتی ہیں۔ اسی واسطے مذکورۂ بالا حکم کے ماتحت اس طور سے سر ڈھانکنے والی چادر اوڑھنے کا حکم دیا گیا۔ کہ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے ماتحت چہرہ کھلا رہے اور سینہ ڈھک جائے۔ سینوں کو ڈھانکنے کا حکم صاف ثابت کرتا ہے کہ چہرے ڈھانکنے سے مستثنیٰ کیے گئے ہیں۔ اگر اللہ کو عورتوں کے چہرے بھی ڈھانکنے منظور ہوتے تو پھر سینوں کو ڈھانکنے کے ساتھ ہی چہروں کے ڈھانکنے کا بھی حکم دیا جاتا۔ کیا نعوذ باللہ خدا کو عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ کے علاوہ عَلٰی وُجُوْہِھِنَّ کے الفاظ نہیں آتے تھے۔ اب اس آیت کے ماتحت مُلّانوں کا باہر چہرہ ڈھانکنے کا استدلال کرنا۔ قرآن و حدیث سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ غیر مسلم عورتوں کو بغیر قرآن و حدیث پڑھے ہی باہر چہرہ کو کھلا رکھ کر چادریں اوڑھنے کا طریقہ آگیا۔ مگر رسمی پردہ پرست مسلمانوں کی عورتوں کو نہیں آئے گا۔ اب یُدْنِیْنَ عَلَیْہِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ کے ماتحت مُلّانوں کا ایسا ترجمہ اور تفسیر کرنا کہ مسلم خواتین اپنے آپ کو سر سے پاؤں تک بطور پارسل کے باہر ڈھانک کر رکھیں۔ غلط ہے۔ کیونکہ اس حکم کے ماتحت زمانۂ نبوی میں ایماندار عورتیں صرف اپنے سروں کو باہر ڈھانکا کرتی تھیں۔ جیسا کہ اُم سلمہ کے قول سے ثابت ہوتا ہے۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ خَرَجَ نِسَاءُ الْاَنْصَارِ كَاَنَّ عَلٰى رُءُوْسِهِنَّ الْغِرْبَانَ مِنَ الْاَكْسِيَةِ۔ اُم سلمہ سے روایت ہے جب یہ آیت اُتری یدنین علیہن من جلابیبہن تو انصار کی عورتیں اس طرح نکلتی تھیں جیسے اُن کے سروں پر کوّے بیٹھے ہیں یعنی سیاہ کپڑے سروں پر ڈالتیں۔ ابوداؤد۔ غرضیکہ

حضرت عائشہؓ اور اُم سلمہؓ کے اقوال سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ نبوی میں مسلم خواتین اللہ کے ہر دو مذکورہ بالا حکموں کے ماتحت اپنے سروں اور سینوں کو باہر ڈھانکتی تھیں۔ نہ کہ چہروں کو۔

بعض مولوی صاحبان جو کہ مسلم خواتین کو باہر کھلے چہرے جانے کی آزادی دیئے جانے کے خلاف ہیں۔ اب وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ کا یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ اپنے سر سے لے کر گریبان تک اپنی اوڑھنی لٹکایا کریں جس سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ عورتوں کو باہر چہرہ ڈھانکنا چاہیئے۔ حالانکہ پہلے تمام مفسرین اور مترجمین نے ان قرآنی الفاظ کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ "اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال لیں" ایسے مُلّانوں کو ایسا غلط ترجمہ کرنے کے لئے "سر سے" کے الفاظ اپنے پاس سے زائد لگانے پڑتے ہیں اور "علیٰ" کا ترجمہ بجائے "پر" کے "تک" کا اور ولیضربن کا ترجمہ بجائے "ڈال لیں" کے "لٹکالیں" کا کرنا پڑتا ہی۔ اب قرآن مجید کے الفاظ کا ایسا ترجمہ بگاڑنے کی مُلّا لوگوں کی آخری غرض یہی ہوتی ہے۔ کہ مسلم خواتین کو باہر کھلے چہرے جانے کی آزادی نہ دیجائے۔ اب مسلم خواتین خود غور کر کے دیکھ لیں۔ کہ ان کی آزادی کو روکنے کے لئے ایسے مُلّا نے کتنی کمینہ حرکات کر رہے ہیں۔ اب بھی اگر مسلم خواتین اپنی آزادی خود حاصل نہ کریں تو خدا حافظ۔ حالانکہ ایسا ترجمہ کرنے والے مولوی صاحبان اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اس طریقہ سے عورتوں کے باہر چہرے ڈھانکنے سے اوّل تو پہلے دو مساوی حکموں کی مساوات جو کہ عورتوں اور مردوں کے باہر کھلے چہرے جانے کے متعلق ہے باطل ہو جائے گی۔ اور دوئم تیسرے حکم کی استثنا، جو کہ عورتوں کو باہر بعض زینت ظاہر کرنے کے متعلق دیگئی ہے بیکار ہو جائے گی۔ یہ ہے مُلّانوں کا فہم قرآن اور ایمان۔ کہ خدا کے حکم باطل ہو جائیں۔ مگر مسلم خواتین کو باہر کھلے چہرے جانے کی آزادی نہ دی جائے۔ ایسے مُلّا لوگوں کا وہی علاج ہے۔ جو کہ مصطفیٰ کمال پاشا نے کیا ہے۔ درحقیقت جبتک مسلمان ایسے مُلّاؤں کو چھوڑ کر خود قرآن مجید کی تعلیم پر غور نہیں کرینگے۔ اُن کے لئے ترقی کرنا ناممکن ہے۔ کیونکہ مُلّا نے بوجہ دماغ کمزور ہونے کے قرآن مجید کے مغز کو نہیں پہنچ سکتے۔ بلکہ اندھے اور بہرے ہو کر قرآن مجید پر گرتے ہیں۔

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ
اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ
اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُنَّ
اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی
عَوْرٰتِ النِّسَآءِ " اور نہ ظاہر کریں اپنی زینت. مگر اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا اپنے
خاوند کے باپ یا اپنے بیٹے کے یا خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے
بھانجوں کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنے ہاتھ کے (غلاموں) کے یا کمیروں کے جو مرد کچھ غرض
نہیں رکھتے یا لڑکوں کے جنھوں نے نہیں پہچانے عورتوں کے بھید۔ نور ۲۴ آیت ۳۱۔

زیر تفسیر آیت کا مندرجۂ بالا پانچواں حکم ہے۔ جس میں اُن رشتہ داروں اور ایسے شخصوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جن کے سامنے عورتوں کو اپنی زینت ظاہر کرنی ہے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے: کہ وہ زینت کونسی ہے۔ جو کہ اُن کے سامنے دکھانی ہے۔ اگر ہم ذرا بھی اِس آیت کے تیسرے حکم پر غور کریں تو فوراً معلوم ہو جائے گا۔ کہ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا "اور اپنی زینت نہ دکھائیں مگر جو کھُلی ہے"۔ کے ماتحت جس زینت کو باہر ڈھانکنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اُس کی غرض یہی تھی کہ وہ اپنے گھروں میں اپنے محرموں کے سامنے ظاہر کرنی ہے۔ کیونکہ کھُلی زینت کو تو گھر اور باہر بھی کھُلا ہی رکھنے کا حکم ہے۔ مگر مقاماتِ ستر کی زینت کو غیروں کے سامنے ظاہر کرنے کا حکم نہیں. خدا معلوم اِس میں کونسی مشکلات ہیں جو مولوی صاحبان سے حل نہیں ہو سکتیں۔ بات تو بہت سیدھی ہے۔ مثلاً ایک مسلم خاتون علاوہ چہرہ اور ہاتھ کے اپنی جسم کی باقی زینت کو چادر یا اُوور کوٹ سے ڈھانک کر باہر جاتی ہے اور پھر واپس آکر اُس چادر یا اُوور کوٹ کو اپنے گھر میں اپنے محرموں کے سامنے اُتار دیتی ہے۔ تو اس میں کونسی قباحت آگئی۔ یہ ہے ان تمام مشکلات کا حل جو مولوی صاحبان کی سمجھ میں نہیں آتا۔

مذکورۂ بالا حکم میں اللہ نے ایسے رشتہ داروں اور شخصوں کا ذکر کر دیا ہے جن کے سامنے مومن

عورتوں کو اپنی باہر ڈھکی ہوئی زینت بھی ظاہر کرنی ہے۔ مگر افسوس اس پر نہ تو مولوی اور نہ مذہبی پیشوا صاحبان کا عمل ہے اور نہ یہ لوگوں کو سکھاتے ہیں۔ چنانچہ اسلامی پردہ کے احکام لوگوں کو نہ بتانے کا یہ نتیجہ ہوا کہ قریباً تمام مسلمانوں کے گھروں میں اب ہندوؤں کی رسمیں پڑی ہوئی ہیں۔ مثلاً سسر سے پردہ۔ دیور سے کچھ لے کر گھونگٹ اتارنا اور بہنوئی سے کوئی پردہ نہ کرنا۔ بلکہ دیور اور بہنوئی سے ہنسی مذاق کا ہونا۔ چنانچہ خسر کے سامنے اللہ نے ایسی زینت کے ظاہر کرنیکا حکم دیا ہے۔ مگر اُسی سے پردہ کیا جاتا ہے۔ اور جن رشتہ داروں کے سامنے ایسی زینت کے ظاہر کرنیکا حکم نہیں اُن کے سامنے ظاہر کی جاتی ہے۔ گویا مسلمان باہر تو پردہ کرنے پر اتنا زور دیتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ مگر گھروں میں بے پردگی پڑی ہوئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے حکموں پر کوئی عمل نہیں۔ بلکہ ہندوؤں کی رسموں پر عمل کرنیکا نام اسلام رکھا ہوا ہے۔ اور یورپین لوگوں کی بعض رسموں پر جو کہ قرآن اور حدیث کے مطابق ہیں مسلمانوں کو عمل نہیں کرنے دیتے۔ بلکہ مغربیت کا ڈھونگ رچا کر اُن سے نفرت پیدا کرتے ہیں۔

تعجّب تو یہ ہے کہ اکثر گھروں میں خاوند کے باپ سے بھی پردہ کیا جاتا ہے۔ لڑکا اس کا اور بہو یعنی لڑکی اس کی اور پھر پردہ بھی اُسی سے۔ گویا باپ غیر ہے اس کا اعتبار نہیں۔ چنانچہ بعض مُلّانے یہ کہتے ہیں کہ بعض خسر اپنی بہو سے ناجائز تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ اس واسطے پردہ کرایا جاتا ہے۔ بھلا ایسے عقلمندوں سے کوئی یہ پوچھے کہ کیا پردے میں ناجائز تعلق پیدا نہیں ہو سکتا۔ غضب تو یہ ہے کہ خاوند کے باپ سے جو کہ بڑی عمر کا ہوتا ہے اور جس کی بیوی بھی ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو تو ناجائز تعلق پیدا کر لینے کا اتنا موقع نہیں ہوتا۔ مگر پھر بھی اس سے اس کی بہو کا پردہ کرایا جاتا ہے حالانکہ اس کو اپنے سسر کی خدمت کرنی ہے۔ مگر دیور اور بہنوئی جو کہ بوجہ ہم عمر ہونیکے ہٹّے کٹّے اور مشٹنڈے ہوتے ہیں اور جن کے ساتھ ناجائز تعلق پیدا کرنے کا زیادہ موقع ہوتا ہے۔ اُن سے کوئی پردہ نہیں کرایا جاتا۔ یہ سب ہے مولوی صاحبان کا عمل اور فہیم قرآن۔ اور خاوند کے باپ سے جس کو لڑکی کے چال چلن کی نگہداشت کرنی ہے اسی سے پردہ کرایا جاتا ہے۔ گویا کہ وہ بدمعاش ہے۔

جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خاوند کے باپ سے پردہ کی آڑ میں غیروں سے دوستی لگائی جاتی ہے۔ اصل میں ایسے سسر ہی دیّوث اور بے غیرت ہیں جو دیکھتے ہیں کہ بہو تو ہماری ہے اور ہم ہی سے پردہ ہو رہا ہے اور غیروں کے سامنے کھلے چہرے پھر رہی ہے۔ گویا سسر کو اپنی بہو کا چہرہ دیکھنا حرام۔ اور دیور۔ بہنوئی اور میکے والوں کو اُس کا چہرہ اور تمام زینت دیکھنا جائز۔ کیا میکے میں سب فرشتے ہی رہتے ہیں۔ بھلا یہ کہاں کی غیرت اور کہاں کا پردہ ہے۔ بعض مسلمان یہ کہتے ہیں کہ چونکہ بہو اپنے سسر سے ایک قسم کی شرم وحیا کرتی ہے۔ اس واسطے وہ اس سے پردہ کرتی ہے۔ گویا بہو کو اپنے باپ بہنوئی دیور وغیرہ سے کوئی شرم وحیا نہیں کرتی۔ اور اُن کے سامنے بے شرم اور بے حیا ہو کر کھلے چہرے پھرنا ہے۔ اور ایسی شرم وحیا صرف سسر سے کرنی ہے تاکہ وہ دیوث بنا رہے۔ کہ اپنی بہو کا اپنے سے تو پردہ کرائے۔ اور غیروں کے سامنے کھلے چہرے پھرائے۔ گویا ایسے نادان وہ بات کہتے ہیں۔ جو کہ نعوذ باللہ خدا کو بھی حکم دیتے وقت معلوم نہ تھی۔ اگر بہو کا سسر سے ایسی شرم وحیا کرنا خدا کو معلوم تھا۔ تو پھر اُس نے سسر کے سامنے زینت ظاہر کرنے کا حکم کیوں دیا۔ درحقیقت بات یہ ہے کہ بعض مسلمانوں کا رسمی پردہ کی وجہ سے دماغ کمزور ہونے کے فہم قرآن اُن کے نزدیک آتا ہی نہیں۔ اگر ایسا ہی پردہ رہا تو اکثر مولوی صاحبان کو بھی فہم قرآن نصیب نہ ہو گا۔ علاوہ ازیں اللہ اور اُس کے رسولؐ کا یہ تو کوئی حکم نہیں۔ کہ مسلم خواتین اپنے میکے میں تو باہر کھلے چہرے پھریں اور سسرال میں چہرے ڈھانک کر رکھیں۔

مذکورۂ بالا حکم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ نے ایماندار عورتوں کو صرف اُن رشتہ داروں کے سامنے اپنے مقاماتِ ستر کی زینت ظاہر کرنے کا حکم دیا ہے۔ جو کہ اوّل تو بہت نزدیکی ہیں۔ اور دوئم جن کے ساتھ اُن کا نکاح نہ تو پہلے اور نہ خاوند کے فوت ہونے کے بعد جائز ہے۔ چونکہ دیور اور بہنوئی وغیرہ ایسے رشتہ دار ہیں۔ جن کے ساتھ ایسی عورتوں کا نکاح پہلے بھی جائز تھا اور خاوند کے فوت ہو جانے کے بعد بھی جائز ہے یہی وجہ ہے کہ ایسے رشتہ داروں کا نام خدا نے اُن رشتہ داروں میں شمار نہیں کیا۔ جن کے سامنے عورتوں کو اپنے مقاماتِ ستر کی زینت بھی ظاہر کرنی ہے۔ چونکہ بہنوئی

دیور جیٹھ وغیرہ نامحرم ہیں۔ اِس لئے اُن کے سامنے صرف کھلے مقامات کی زینت ظاہر کرنی ہے۔ یعنی چہرہ اور ہاتھ۔ جیسا کہ غیر مردوں کے سامنے عورتوں کو باہر سوائے چہرہ اور ہاتھ کے باقی زینت ڈھانک کر رکھنی ہے۔ علاوہ ازیں اکثر مسلمان گھروں میں ہٹے کٹے مشٹنڈے نوکر رکھے جاتے ہیں۔ جن سے کسی قسم کا پردہ نہیں کیا جاتا۔ ہاں اگر کوئی اپنا رشتہ دار یا واقف آ جائے۔ تو جھٹ پردہ ہو جاتا ہے۔ ایسے جوان نوکروں کو گھروں میں رکھنے سے خرابی کا ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف ؑ کا ذکر پڑھنے سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ جوان نوکروں کو گھروں میں نہیں رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ عورتوں کو اپنی تمام زینت ان کے سامنے ظاہر کرنی پڑتی ہے۔ جس کی وجہ سے عورتوں کے دلوں میں بُرے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ اسی واسطے اللہ نے حکم دیا ہے کہ گھر میں ایسے خادم رکھے جائیں۔ جو عورتوں سے غرض نہیں رکھتے۔ جیسے کہ نابالغ لڑکے یا بہت بوڑھے مرد۔ جن کے سامنے مسلم خواتین کو اپنے مقاماتِ ستر کی زینت ظاہر کرنی جائز ہے۔

مذکورۂ بالا حکم کے اِن الفاظ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ .... أَوْ نِسَائِهِنَّ "اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاوند کے باپ کے .... یا اپنی عورتوں کے آگے" سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عورتوں کا جیسے غیر مردوں سے پردہ ہے ویسے ہی غیر عورتوں سے۔ اب وہ نیم پردہ پرست مسلمان جو کہ عورتوں کے چہرہ کا پردہ سمجھتے ہیں۔ اور غیر مردوں سے کراتے ہیں اور غیر عورتوں سے نہیں کراتے۔ وہ درحقیقت اس حکم کے آدھے حصے پر عمل کرتے ہیں آدھے پر نہیں گویا ایسے مسلمان اپنے آپ کو اِس آیت کا مصداق بناتے ہیں۔ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ "تو کیا کتاب کی بعض باتوں کو مانتے ہو اور بعض کو نہیں مانتے" بقر رکوع ۱۰۔ اگر یہ کہا جائے کہ بد چلن عورتوں سے پردہ کا حکم ہے۔ تو پھر صرف بدچلن مردوں سے پردہ ہونا چاہیئے۔ یہ صرف قرآن مجید کے احکام نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے کہ ایسے مسلمان اس حکم کے آدھے حصے پر عمل کرتے ہیں۔ آدھے پر نہیں۔ اگر غیر مردوں اور غیر عورتوں سے چہرہ کا پردہ ہی اُڑا دیا جائے تو پھر اس حکم کے دونوں حصوں پر عمل
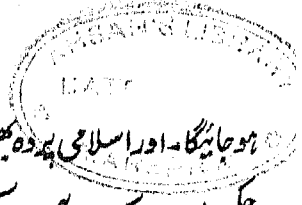
ہو جائیگا۔ اور اسلامی پردہ بھی قائم ہو جائیگا۔ کیونکہ اللہ نے غیر عورتوں کو وہی زینت نہ دکھانے کا
حکم دیا ہے۔ جو کہ اس آیت کے تیسرے حکم کے ماتحت باہر ڈھکی ہوئی تھی۔ یعنی مقاماتِ ستر کی جو کہ
غیر مردوں کو بھی نہیں دکھانی۔ اگر باہر ڈھکی ہوئی زینت میں چہرہ بھی شمار کر لیا جائے تو پھر عورتوں
کو غیر عورتوں کے سامنے بھی چہرہ ڈھانکنا پڑے گا۔ جیسا کہ غیر مردوں کے سامنے۔ اگر یہ کہا جائے
کہ عورتیں عورتیں ہم جنس ہیں۔ اس لئے اُن سے چہرے کا پردہ نہیں کروایا جاتا تو پھر خدا نے غیر عورتوں
اور غیر مردوں کے سامنے زینت ظاہر نہ کرنے کا مساوی حکم کیوں دیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ
عورتوں کو جو زینت غیر مردوں کے آگے ظاہر نہیں کرنی۔ وہی غیر عورتوں کے آگے۔ اگر اُس زینت
میں چہرہ بھی شامل ہے تو پھر عورتوں کو اسی طرح غیر عورتوں کے سامنے بھی اپنا چہرہ ڈھانک کر
رکھنا چاہئے۔ جیسا کہ غیر مردوں کے سامنے۔ اور اگر چہرہ اس زینت میں شامل نہیں تو پھر غیر مردوں
کے سامنے بھی چہرہ کھول کر رکھنا چاہئے۔ جیسے غیر عورتوں کے سامنے۔ مگر افسوس تو یہ ہے۔ کہ
مُلّانوں نے اسلامی پردہ کے احکام کو سمجھا ہی نہیں۔ جو وہ خود اپنی بیبیوں کو عمل کراتے۔ اور لوگوں
کو نمونہ بتاتے۔ یہ تمام مشکلات صرف مسلمانوں کو اسی لئے پڑی ہوئی ہیں۔ کہ انھوں نے عورتوں
کے چہرے کا پردہ سمجھا ہوا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب کوئی غیر مرد اُن کی عورتوں کے چہرے کو
دیکھ لیتا ہے۔ تو اُن کو بہت غصہ آتا ہے۔ جس کو وہ غیرت کے نام سے پکارتے ہیں۔ مگر جب کوئی
غیر عورت اُن کی عورتوں کے چہرے کو دیکھ لیتی ہے تو پھر یہ جبلی غیرت صاف اُڑ جاتی ہے۔ دراصل
غیر عورتوں سے پردہ قائم کر کے مسلمانوں کی اس غلط فہمی اور جبلی غیرت کا علاج کیا گیا ہے۔ کہ
جب کوئی غیر مرد اُن کی عورتوں کے چہروں کو دیکھ لیں تو اُن کو غصہ نہ آئے۔ جیسا کہ غیر عورتوں
کے دیکھ لینے سے غصہ نہیں آتا۔ اب رسمی پردہ پرست مسلمان اپنی عورتوں کے چہروں کو زینت
سمجھ کر غیر عورتوں کے سامنے نہ ڈھانکنے سے دو غلطیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ایک تو خدا کے
حکم کی استثنار کا انکار کرنا یعنی مستثنیٰ عورتوں کے علاوہ دوسری عورتوں کو بھی اپنی عورتوں کا چہرہ
دکھانا۔ اور دوسرے اتنا بھی نہ سمجھ سکنا کہ کونسی زینت عورتوں کو غیر مردوں اور غیر عورتوں کے

سامنے ظاہر نہیں کرتی۔ اگر ایسے مسلمان اس حدیث عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ عن النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَۃِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْاَۃُ اِلٰی عَوْرَۃِ الْمَرْاَۃِ ’’ابوسعید خدری سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ایک مرد دوسرے مرد کے ستر کو نہ دیکھے۔ اور نہ عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے‘‘ ابی داؤد۔ پر غور کرتے۔ تو اوّل قرآنمجید کے حکم اَوْ نِسَآئِہِنَّ کی استثنا، باطل نہ ہوتی۔ اور دوئم اُن کو یہ بھی معلوم ہوجاتا کہ وہ زینت جو کہ عورتوں کو غیر مردوں اور غیر عورتوں کے سامنے ظاہر نہیں کرنی۔ وہ اُن کے مقاماتِ ستر کی ہے۔ کیونکہ عورتوں کو اپنے مقاماتِ ستر غیر عورتوں کو بھی دکھانے سے منع کیا گیا ہے۔ لہٰذا جن مقامات کا پردہ ہے۔ اُنہیں مقامات کی زینت بھی غیروں کو نہیں دکھانی۔ مگر مولوی صاحبان کا تو فہمِ قرآن یہ ہے۔ کہ جس حکم میں خدا نے خود استثنا رکھا ہے وہاں پر تو مانتے نہیں اور جس حکم میں کوئی استثنا نہیں ہوتا۔ وہاں پر اپنے پاس سے بنا لیتے ہیں۔ درحقیقت ہماری تباہی کا باعث ایسے ہی مُلّا لوگ ہیں۔ بھلا ایسے رہنماؤں کی رہنمائی میں قوم کیا ترقی کرے۔ اب مُلّا لوگوں کا یہ کہنا کہ عورتوں کے باہر کھلے چہرے پھرنے سے غیر مردوں میں فتنہ پڑتا ہے۔ اور غیر عورتوں میں فتنہ نہیں پڑتا۔ خدا کے حکم کو نعوذ باللہ باطل کرنا ہے۔ کیونکہ خدا کا یہی حکم ہے کہ غیر مردوں اور غیر عورتوں کو زینت مت دکھاؤ۔ اب اگر عورتوں کا چہرہ مردوں کے لئے فتنہ انگیز ہے۔ تو غیر عورتوں کے لئے کیوں نہیں۔ اگر دونوں کے لئے فتنہ انگیز ہے تو پھر دونوں کے سامنے چہرے ڈھانک کر رکھیں اور اگر دونوں کے لئے فتنہ انگیز نہیں تو پھر دونوں کے سامنے کھلے چہرے پھریں۔ مگر مُلّا لوگ اس نکتہ کو نہیں سمجھیں گے۔ اگر سمجھ لیتے تو پھر اپنی عورتوں کے چہرے باہر کیوں ڈھانکتے۔

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ

اور اپنے پاؤں کو (زمین پر) نہ ماریں کہ جو کچھ وہ اپنی زینت چھپائے ہوئے ہیں معلوم ہو جائے

زیر تفسیر آیت کا مندرجہ بالا چھٹا حکم ہے جس سے عورتوں کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ چلتے وقت اپنے پاؤں کو اس زور سے نہ ماریں۔ جس سے اُن کی چھپی ہوئی زینت ظاہر ہو جائے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ زیورات بھی زینت میں داخل ہیں۔ آخر زور سے پاؤں مارنے سے زیور ہی بجیگا۔ جیسا کہ پاؤں کے گھونگرو اور جھانجن وغیرہ۔ جان بوجھ کر زور سے پاؤں مار کر زیور کا بجانا منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ جو زیور زور سے پاؤں مارنے کے بغیر خود بخود بجے۔ اُس کی آواز کا روک رکھنا تو عورتوں کی طاقت سے باہر ہے۔ بہر حال اس حکم سے ایک تو عورتوں کا باہر جانا ثابت ہوتا ہے۔ اور دوئم یہ ثابت ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں ایماندار عورتیں اِس زور سے قدم مار کر باہر چلا کرتی تھیں کہ اُن کی چھپی ہوئی زینت معلوم ہو جاتی تھی۔ اِسی لئے اُن کو زور سے قدم مارنے سے منع کیا گیا۔ مگر پھر بھی اس قسم کا زیور نہ ہونے پر تیزی سے قدم اٹھانے کی ممانعت نہیں کی گئی۔ مگر افسوس تو صرف اس امر کا ہے کہ ایسے زیورات نہ ہونے کی حالت میں بھی مسلم خواتین برقع اوڑھ کر اِس طرح آہستہ آہستہ پھسڑ پھسڑ کر باہر چلتی ہیں۔ جیسے تپ دق کے مرے ہوئے بیمار ہسپتال سے نکلتے ہیں۔ یا جیسے کوئی بوڑھا شخص دلدل۔ کیچڑ یا ریت میں جا رہا ہو۔ اِس کے وجوہات یہ ہیں کہ ایک تو اُن کو گھروں سے نکلنا ہی کم نصیب ہوتا ہے۔ اور دوسرے باہر ڈولی میں جانا پڑتا ہے۔ اور تیسرے باہر چہرہ بھی ڈھانک کر رکھنا پڑتا ہے۔ بھلا ایسی حالت میں رہنے والی عورتوں کا قدم باہر تیزی سے کیسے اُٹھے۔ اُن کو تو چلنا ہی نہیں آتا۔ حالانکہ یہ حکم اسی واسطے دیا گیا تھا۔ تاکہ مسلم خواتین باہر کھلے چہرے تیزی سے قدم اُٹھا سکیں۔ مگر افسوس مسلمانوں نے رسمی پردے کی وجہ سے اپنی عورتوں کو اِس حکم پر بھی عمل نہ کرنے دیا۔ ایسے رسمی پردہ پرست مسلمانوں کو اتنی بھی سمجھ نہ آئی۔ کہ جب چہرے پر پردہ ہونے کی وجہ سے عورتوں کو راستہ ہی اچھی طرح سے نظر نہیں آتا تو پھر وہ تیزی سے قدم کیسے اُٹھائیں۔ اور اُن کی اولاد کیسے چست و چالاک ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم

خواتین سفر میں بھی مردوں کی وبال جان ہو جاتی ہیں۔ گٹھری کی طرح گاڑی میں بٹھا دو۔ اور گٹھری کی طرح اتار لو۔ اور گٹھری کی طرح پلیٹ فارم پر رکھ دو۔ اور غیر مسلم خواتین باوجود ایسا حکم نہ ہونے کے ٹپ ٹپ کر کے اس پھرتی سے باہر چلتی ہیں۔ جیسے ہوا میں تیتریاں اڑ رہی ہوں۔ چونکہ چلتے وقت زور سے پاؤں مارنا اک بد تہذیبی کی علامت ہے۔ اس لئے عورتوں کو ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ اور باہر چلنے کے لئے وہی مساوی تعلیم دیدی جو کہ مردوں کو ہے۔ تاکہ مرد یہ نہ سمجھ لیں کہ عورتیں کمزور ہیں اس واسطے آہستہ آہستہ چلیں۔ دونوں کو اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ جیسا کہ ان آیات وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا "اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر انکساری سے چلتے ہیں" الفرقان آیت ۶۳ - وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ "اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر" لقمان آیت ۱۹ - وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ج اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا "اور زمین پر اکڑتا ہوا نہ چل۔ نہ تو تو زمین کو پھاڑ ڈالے گا۔ اور نہ لمبا ہو کر پہاڑوں تک پہنچے گا" بنی اسرائیل آیت ۳۷ - سے ثابت ہوتا ہے کہ انسانوں کو متواضعانہ چال سے چلنا چاہئے۔ یعنی نہ تو بہت تیز جس سے یہ معلوم ہو کہ انسان بھاگ رہا ہے۔ اور نہ ایسا آہستہ جس سے یہ معلوم ہو کہ سست اور بیمار ہے۔ اگر عورتوں کو ان حکموں کے ماتحت باہر کھلے چہرے جانے کی عادت ہوتی تو پھر ایک تو ان میں سستی پیدا نہ ہوتی۔ اور دوسرے باہر ڈولیوں میں بیٹھنے کا رواج نہ پڑتا۔ مگر یہ سب رسمی پردہ کے کرشمے ہیں۔ کہ پردہ نشین مسلم خواتین کا چہرے اور اُن کی چال باہر معلوم نہ ہو جائے۔ خواہ قوم کا ستیاناس ہو جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ رسمی پردہ پرست مسلمانوں کو عورتوں کے چہرے کا پردہ کھا گیا۔ نہ صرف ایسے مسلمانوں کو بلکہ اُن کی تمام ترقیوں کو ایسا نگل گیا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کے عصا نے تمام ساحروں کے سانپوں کو نگل لیا تھا۔ وہ عصا کا معجزہ تھا۔ اور یہ رسمی پردے کا۔

وَتُوبُوا إِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب ملکر اے ایمان والو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ

زیر تفسیر آیت کا مندرجۂ بالا ساتواں حکم ہے۔ جو کہ پہلے دو حکموں کی طرح مساوی ہے جس میں ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو اللہ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے چونکہ مردوں اور عورتوں کے میل جول سے کچھ لغزشیں بھی ہو ہی جاتی ہیں۔ اسی واسطے تمام ایمانداروں کو توبہ کرنے کا ایک مساوی حکم دیا گیا۔ تاکہ ہر وقت توبہ استغفار کرتے رہیں۔ گویا خدا کی پناہ مانگا کریں۔ جو کہ توبہ کے حقیقی معنی ہیں۔ تاکہ ایک تو اس کی مدد سے بڑی لغزشوں کے سرزد ہونے سے ہی بچتے رہیں۔ جیسا کہ حضرت یوسف ؑ بچ گئے تھے۔ اور دوسرے اگر ایسی لغزشیں ہو بھی جائیں تو بھی توبہ استغفار کرتے رہیں۔ تاکہ گناہوں کی سزا سے بچ جائیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم یعنی بخشنے والا مہربان ہے۔ اب اگر عورتوں کو اس خیال سے گھروں میں بند رکھا جائے۔ کہ غیر مردوں سے میل جول نہ ہو اور نہ کوئی لغزش ہو۔ تو پھر اسی خیال کو مد نظر رکھ کر مردوں کو بھی گھروں میں کیوں بند نہ کیا جائے۔ تاکہ اُن کا بھی غیر عورتوں سے میل جول نہ ہو اور نہ کوئی لغزش ہو۔ کیونکہ خدا نے دونوں کو مساوی حکم دیا ہے علاوہ ازیں اگر کسی شخص نے بغیر میل جول کے یا چہرہ ڈھانک کر کسی کے دیکھے بغیر کوئی لغزش نہ کی۔ تو اس نے کونسا بہادری کا کام کیا۔ کیونکہ بہادری کا کام تو یہ ہے کہ اپنے کاموں کے لئے باہر کھلے چہرے جا کر اللہ کی مدد سے بُرائی سے بچے۔ یا کسی کو دیکھ کر خدا کی پناہ طلب کرے۔ جیسا کہ حضرت مریمؑ نے فرشتہ کو بشکلِ مرد دیکھ کر کہا تھا۔ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا۔ "سو ہم نے اپنی روح کو اُس کی طرف بھیجا تو اُسے صحیح سالم انسان کی شکل نظر آئی۔ کہا میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں۔ اگر تو متقی ہے۔ سورۂ مریم۔ آیت ۱۸۔ دراصل اللہ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دینے کی غرض یہی ہے۔ کہ باوجود میل جول ہونے اور ایک دوسرے کو دیکھنے کے پھر بھی مرد اور عورتیں بُرے کاموں سے بچتے رہیں۔ اب مرد تو غیر عورتوں کے سامنے کھلے چہرے پھریں۔ اور عورتیں غیر مردوں کے سامنے پارسل کی طرح

ہوکر رہیں۔ بھلا یہ کہاں کا انصاف ہے۔ غرضیکہ جو بے انصافی ہے وہ مسلم خاتون کے لئے ہی۔

اگر تمہارے خیال میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے کہنے کے مطابق عورتوں کے باہر کھلے چہرے جانے سے کوئی خرابی ہوتی ہے تو ہونے دو۔ مگر ان کے کہنے کے خلاف مت کرو۔ کیونکہ اس سے ایمان کمزور سمجھا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ تم اپنی کم عقلی کی وجہ سے عورتوں کے باہر کھلا چہرہ رکھنے کے حکم میں کوئی خرابی سمجھتے ہو۔ حالانکہ اس میں اچھائی ہو۔ کیونکہ خدا کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔ کُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ "تم پر جنگ کرنا فرض کیا گیا۔ اور وہ تم کو ناگوار ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ تمہیں ایک چیز ناگوار ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے لئے اچھی ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لئے بری ہو۔ اور اللہ جانتا ہے۔ اور تم نہیں جانتے۔" البقرہ رکوع ۲۶۔ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا۔ "پھر اگر وہ تم کو ناگوار ہوں تو ہو سکتا ہے کہ تمہیں ایک چیز ناگوار ہو۔ اور اللہ نے رکھی ہو اس میں بہت خوبی۔" النساء رکوع ۳۔ اگر فتنہ اور خرابی کے اندیشہ سے اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف عورتوں کے چہرے باہر ڈھانکے جائیں۔ تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ وجہ حکم دیتے وقت نعوذ باللہ عالم الغیب (خدا) کو معلوم نہ تھی۔ مگر حکم دینے کے بعد رسمی پردہ پرست مسلمانوں کو معلوم ہو گئی۔ تو جھٹ اپنی عورتوں کے چہرے باہر ڈھانک دیئے۔ کیوں نہ ہو اعلیٰ درجہ کی ذہین قوم ہے۔ تب ہی تو ترقی کر رہی ہے۔ دوسری قوموں نے اپنی عورتوں کو باہر کھلے چہرے جانے کی آزادی دیکر اور ان کو تعلیم یافتہ بنا کر وہ ترقی کی کہ دنیا بھر میں حکومت کر رہے ہیں۔ اب دوسری قوموں کی برائی اور اچھائی کا موازنہ کرکے دیکھ لو۔ کہ انھوں نے عورتوں کے باہر چہرہ کھلا رکھنے سے فائدہ اٹھایا یا نقصان۔ خدا کے احکام پر عمل کرنے سے ہمیشہ فائدہ ہی رہتا ہے۔ کیونکہ وہ انسان کے فائدے کے لئے ہوا کرتے ہیں۔ خدا کے حکموں کے خلاف عمل کرنے سے نقصان ہوتا ہے۔ جیسا کہ مسلمان اپنی عورتوں کے چہرے باہر کھلا رکھنے کی بجائے ڈھانک کر رکھنے سے نقصان اٹھا رہے ہیں۔ حالانکہ جس برائی کا الزام مسلمان دوسری قوموں کو دیتے ہیں۔ نہ صرف وہ برائی۔ بلکہ

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰى

الاحزاب) (اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو۔ اور پہلی جاہلیت کی طرح اپنا بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو۔) (رکوع ۴۔

مذکورۂ بالا حکم کو رسمی پردہ پرست مسلمانوں کا رسمی پردے کے ثبوت میں پیش کر کے یہ نتیجہ نکالنا کہ مسلم خواتین گھروں میں رہیں۔ اور اپنی کسی زینت کو باہر نہ دکھائیں۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ایک تو اس حکم کے ماتحت عورتوں کو گھروں سے باہر جانے کے لئے منع نہیں کیا گیا۔ اگر عورتوں کو گھروں سے باہر جانے کے لئے منع کیا جاتا۔ تو پھر رسول اللہ اپنی ازواجِ مطہرات کو آیتِ حجاب کے ماتحت کھلے چہرے باہر جانے کی اجازت کیوں دیتے۔ اور دوسرے ایماندار عورتوں کو زمانۂ جاہلیت کی طرح باہر زینت کے دکھانے سے منع کیا گیا ہے۔ چونکہ اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے مسلم خواتین بسبب اپنے اوپر چادریں نہ اوڑھنے کے اپنی تمام زینت کو باہر دکھایا کرتی تھیں۔ اس لئے اُن کو یہ حکم دیا گیا۔ کہ اپنے گھروں میں وقار سے رہو۔ اور زمانۂ جاہلیت کی طرح اپنی زینت باہر مت دکھاؤ۔ یعنی باہر آوارہ گردی مت کرو۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گھروں میں وقار سے رہنے کا حکم دینے کی علت یہی تھی۔ کہ ایماندار عورتیں زمانۂ جاہلیت کی طرح اپنی زینت کو باہر نہ دکھائیں۔ جیسا کہ کسی سے کہا جائے کہ گھر میں بیٹھو۔ دھوپ یا بارش میں باہر مت پھرو۔ تو اُس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ دھوپ یا بارش نہ ہو لے پر یا چھتری لے کر بھی باہر نہ جائے۔ اور تیسرے اگر مسلم خواتین گھروں سے باہر نہ نکلیں۔ تو پھر قرآن مجید کی رُو سے بدچلن۔ سزا یافتہ۔ اور بے گناہ اور پاک دامن عورتوں میں کوئی تمیز نہیں ہو سکتی۔ گو اس حکم سے ایماندار عورتوں کو زمانۂ جاہلیت کی طرح اپنی زینت کو باہر دکھانے کے لئے منع کیا گیا ہے۔ مگر پھر بھی زینت کے نہ ہونے یا زینت کو کسی اور طریقہ سے ظاہر کرنے کے لئے گھروں سے باہر جانے کے لئے منع نہیں کیا گیا۔ چنانچہ زینت کو باہر ظاہر کرنے کے لئے یہ حکم دیا گیا۔ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا "اور اپنی زینت نہ دکھائیں۔ سوائے اُس کے جو کھُلی ہے"۔ اِس حکم کے ماتحت ایماندار عورتوں کو باہر مقاماتِ ستر کی زینت ڈھانکنے اور کھلے مقامات یعنی چہرہ اور ہاتھ کی زینت کھلی رکھنے کا حکم دیا گیا۔ گویا مذکورہ بالا حکم بھی قائم رہا۔ کہ زمانۂ جاہلیت کی طرح اپنے مقاماتِ ستر کی زینت کو باہر نہ دکھائیں۔ اور دوسرا حکم بھی قائم رہا۔ کہ کھلے مقامات کی زینت کو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْــَٔـلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ" اے ایمان والو مت جاؤ نبی کے گھروں میں۔ مگر جس وقت تم کو اجازت دی جائے۔ کھانے کے واسطے نہ راہ دیکھتے اُس کے پکنے کی۔ لیکن جب تم کو بلایا جائے۔ تب جاؤ۔ پھر جب کھا چکو تو اُٹھکر چلے جاؤ۔ اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھو۔ اس بات سے نبی کو تکلیف ہوتی ہے۔ پھر وہ تم سے شرماتا ہے۔ اور اللہ شرم نہیں کرتا ٹھیک بات بتلانے میں۔ جب مانگنے جاؤ بیبیوں سے کوئی چیز تو مانگ لو پردے کے باہر سے۔ اِس میں خوب سُتھرائی ہے تمہارے دل کو اور اُن کے دل کو۔ الاحزاب رکوع ۷۔ مذکورہ بالا حکم پانچویں ہجری میں نازل ہوا۔ جسے مولوی صاحبان بھی پردے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ اِس آیت کو آیتِ حجاب بھی کہا جاتا ہے۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس حکم کے نازل ہونے کے قبل۔ چونکہ گھروں میں عام طور پر عورتیں اپنی زینت کو کھلا رکھتی تھیں۔ اور ایسا لباس پہن کر کام کرتی تھیں۔ جس سے علاوہ چہرہ اور ہاتھ کے جسم کا کچھ اور حصّہ بھی کھلا رہتا تھا۔ اور اپنے گھروں میں ایسا کام اور ایسی باتیں بھی ہوتی تھیں۔ جو کہ غیر مردوں اور غیر عورتوں کے سامنے کرنے والی نہیں ہوتیں۔ اِس لئے غیر مردوں اور غیر عورتوں کو باہر سے چیزیں مانگنے کا حکم دیا گیا۔ یہ حکم مقاماتِ ستر کے کھلا ہونے اور گھر کے نجی حالات کی وجہ سے ہے۔ نہ کہ چہرے کے پردے کی وجہ سے۔ گو اس حکم سے رسول اللہ کے ازواج مطہرات سے اس طریقہ سے چیزیں طلب کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ مگر اس سے آپؐ کی اُمت کو بھی یہ اخلاقی سبق سکھلایا گیا ہے۔ کہ جب وہ بھی کسی کے گھر جائیں تو باہر سے چیز طلب کریں۔ کیونکہ اِس طرح سے مقاماتِ ستر اور گھر کے نجی حالات نہ دیکھنے دکھلانے سے دونوں کے دِل پاکیزہ اور صاف رہتے ہیں۔ چنانچہ یہاں بھی مساوات سکھلائی گئی ہے۔ گویا یہ گھر کے حالات اور مقاماتِ ستر کا پردہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مقاماتِ ستر کو باہر بھی ڈھانکنے کا حکم دیا گیا۔

مذکورۂ بالا آیت کے متعلق جو غلط فہمی آج تک مولوی مذہبی پیشوا صاحبان اور لیڈران قوم اور اکثر مسلمانوں میں پڑی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے انھوں نے اپنی عورتوں کا پردہ صرف مردوں سے سمجھا ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس حکم کے ماتحت غیر مردوں کو ہی پردہ کے باہر سے چیزیں طلب کرنے کے لئے سمجھا گیا ہے۔ جب تک یہ غلط فہمی دور نہ ہوگی۔ رسمی پردے میں کوئی اصلاح نہ ہوگی۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ رسول اللہ کے ازواج مطہرات کا جیسا پردہ غیر مردوں سے تھا ویسا ہی غیر عورتوں سے۔ جیسا کہ آیتِ حجاب کی اگلی آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ ۔ "گناہ نہیں اُن عورتوں کو سامنے کا اپنے باپوں سے اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھائی کے بیٹوں سے اور نہ اپنی بہن کے بیٹوں سے اور نہ اپنی عورتوں سے اور نہ اپنے ہاتھ کے مال سے۔" الاحزاب۔ رکوع ۷۔ اس آیت کے ماتحت اپنے مردوں اور اپنی عورتوں کو جن کو پردے کے باہر سے چیزیں طلب نہیں کرنیں۔ اُن غیر مردوں اور غیر عورتوں سے جن کو پردے کے باہر سے چیزیں مانگنی ہیں علیحدہ کیا گیا ہے۔ اگر یہ آیت نازل نہ ہوتی تو پھر آیتِ حجاب کے ماتحت۔ اپنے مردوں اور اپنی عورتوں کو بھی پردے کے باہر سے چیزیں مانگنی پڑتیں۔ اگر عورتوں کا غیر عورتوں سے پردہ تسلیم نہ کیا جائے۔ تو پھر اس حکم کی استثنا جو کہ عورتوں کے متعلق ہے باطل ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اس آیتِ حجاب کے شروع کے الفاظ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ ۔ سے ثابت ہوتا ہے کہ اس حکم میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔ کیونکہ دونوں کو دعوتوں میں بلایا جاتا تھا۔ جیسا کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ البقر رکوع ۲۳۔ کے حکم میں روزہ رکھنے کے لئے مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔

آیتِ حجاب سے یہ بھی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ چونکہ غیر مردوں اور عورتوں کو پردے کے باہر سے چیزیں مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے مسلم خواتین کو گھروں سے باہر نہیں جانا چاہئے۔ چنانچہ حضرت سودہؓ کے باہر نکلنے پر حضرت عمر فاروقؓ نے ٹوکا۔ تو انھوں نے واپس آ کر حضرت محمد رسول اللہ

سے شکایت کی۔ کہ اس طرح میرے باہر نکلنے پر حضرت عمرؓ نے اعتراض کیا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا تمہیں یہ اجازت دی گئی ہے کہ اپنی ضرورتوں کے لئے باہر نکلو۔ جیسا کہ اس حدیث عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَ مَا ضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيمَةً لَا تَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةُ أَمَا وَاللَّهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ قَالَتْ فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً وَرَسُولُ اللَّهِ صلعم فِي بَيْتِي وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ۔ "حضرت عائشہؓ نے کہا پردہ کا حکم اترنے کے بعد اُم المومنین سودہؓ اپنی ضرورت کے لئے باہر نکلیں۔ وہ ایک بھاری بھرکم عورت تھیں۔ جو کوئی اُن کو پہچانتا اُس سے چھپ نہ سکتیں پس حضرت عمرؓ نے اُن کو دیکھ لیا۔ اور کہنے لگے۔ سودہؓ خدا کی قسم تم اب بھی ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہو۔ اب دیکھ لو تم کیسے نکلی ہو۔ یہ سن کر سودہؓ لوٹ آئیں۔ اُس وقت آنحضرت صلعم میرے گھر میں بیٹھے ہوئے رات کا کھانا کھا رہے تھے۔ ایک ہڈی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ سودہؓ اندر آئیں اور کہنے لگیں یا رسولؐ اللہ میں ضرورت سے باہر نکلی تھی۔ لیکن عمرؓ نے ایسی ایسی گفتگو کی۔ یہ سنتے ہی آپؐ پر وحی آنا شروع ہوئی۔ پھر وحی کی حالت موقوف ہوگئی۔ اور ہڈی اُسی طرح آپؐ کے ہاتھ میں تھی۔ آپؐ نے ہاتھ سے اس کو رکھا نہیں تھا۔ فرمایا تم کو اپنی ضرورتوں کے لئے باہر نکلنے کی اجازت دی گئی"۔ بخاری۔ جب رسولؐ اللہ نے بذریعہ وحی کے مسلم خواتین کو اُن کی ضرورتوں کے لئے باہر کھلے چہرے جانے کی اجازت دی ہے۔ تو اب رسمی پردہ پرست مسلمانوں کو کیا حق حاصل ہے کہ قرآن و حدیث کے خلاف اپنی عورتوں کو گھروں میں قید رکھیں اور اُن کو کھلے چہرے باہر نہ جانے دیں۔ ایسے مسلمانوں کا اس آیت سے یہ نتیجہ نکالنا۔ کہ اگر عورتیں گھروں سے باہر جائیں تو چہرے ڈھانک کر رکھیں۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جب اس آیت کے نازل ہونے تک مسلم خواتین باہر کھلے چہرے جاتی تھیں۔ تو پھر اس حکم کے نازل ہونے کے بعد بھی

وہ کھلے چہرے باہر کیوں نہ جائیں۔ جب کہ اُن کو اس آیت میں چہرہ ڈھانکنے کا حکم ہی نہیں دیا گیا تھا۔

مذکورۂ بالا حکم سے کو غیر مردوں اور غیر عورتوں کو پردے کے باہر سے اس واسطے چیزیں مانگنے کا حکم دیا گیا۔ کیونکہ اُن کو یہ علم نہیں ہوتا کہ گھر والے کس حال میں ہیں۔ اور کیا کام یا کیا باتیں کرتے ہیں مگر پھر بھی نہ تو مسلم خواتین کو مقاماتِ ستر ڈھانک کر باہر جانے سے منع کیا گیا۔ اور نہ اپنے مقاماتِ ستر ڈھانک کر اور اپنے نجی کام اور گفتگو کو بند کر کے غیر مردوں اور غیر عورتوں کو اپنے گھروں کے اندر آنے کی اجازت دینے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر غیر شخصوں کو گھروں کے اندر بُلانا ہی منع ہوتا۔ تو پھر ایک تو دنیا کے کاروبار ہرگز نہ چل سکتے۔ مثلاً کوئی عورت سخت بیمار ہے۔ ڈاکٹر یا حکیم کو اپریشن کرنا ہے۔ یا غیر شخصوں کو گھروں میں کوئی ایسا کام کرنا ہے جو کہ گھر کی عورتیں نہیں کر سکتیں۔ یا روپیہ کا لین دین۔ غرضیکہ ایسے بہت سے کام ہیں جو کہ غیر شخصوں کو اندر بلائے بغیر نہیں ہو سکتے۔ اور دوسرے ذیل کا حکم بھی بے فائدہ سمجھا جاتا۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا "اے ایمان والو تم اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل مت ہو۔ جب تک کہ اجازت حاصل نہ کر لو۔" نور آیت ۲۷۔

اِس حکم سے ایک تو یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ غیر شخصوں کو اندر آنے کی اجازت دینے کا حق جیسا کہ مردوں کو ہو ویسا ہی عورتوں کو۔ کیونکہ دونوں گھر کے مالک ہیں۔ اور دوسرے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جیسا پردہ غیر مردوں سے ہے ویسا ہی غیر عورتوں سے۔ کیونکہ دونوں کو اجازت لینے کا مساوی حکم دیا گیا ہے۔ اجازت لینا ثابت کرتا ہے کہ گھروں کے اندر جانے کے لئے کوئی رُکاوٹ ہے۔ چنانچہ وہ رُکاوٹ وہی ہے۔ جس کی وجہ سے آیتِ حجاب میں غیر شخصوں کو پردے کے باہر سے چیزیں مانگنے کا حکم دیا گیا یعنی گھروں کے اندر مقاماتِ ستر کا کھلا رہنا۔ اور ایسا کام اور باتیں کرنا جو غیروں کے سامنے نہیں کرنا چاہتے۔ اب اس حکم کے ماتحت کسی کو بغیر اجازت کے اندر نہ آنے دینا۔ اِسی غرض کے لئے ہے۔ تا کہ مقاماتِ ستر ڈھانک لیں۔ گویا اس حکم پر عمل کریں۔ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔ اور ایسا کام اور باتیں کرنا چھوڑ دیں۔ جو کہ غیروں کے سامنے نہیں کرنا چاہتے۔ تا کہ غیروں کو اُن کے مقاماتِ ستر اور نجی حالات کے دیکھنے کا موقع نہ مل سکے۔ جس سے ایک اعلیٰ درجہ کی اخلاقی تعلیم دی گئی ہے۔ گویا پہلے حکم میں جس

رُکاوٹ کے ہونے کی وجہ سے باہر روکا گیا تھا۔ اب اس حکم کے ماتحت اُن رکاوٹوں کو دور کر کے اندر آنے کی اجازت دینے کا حکم دیا گیا۔ اس طرح پہلا حکم بھی قائم رہا کہ جب تک گھر کے اندر کوئی رکاوٹ ہے۔ باہر ٹھیرو۔ گویا باہر سے چیز مانگنا بطور اجازت طلب کرنے کے ہے۔ اور دوسرا حکم بھی قائم رہا کہ اجازت ملنے پر اندر جاؤ۔ چنانچہ اندر آنے کی اجازت دینا ہی ثابت کرتا ہے۔ کہ وہ رُکاوٹ دور ہو چکی ہے۔ پہلے حکم کی بھی یہی غرض تھی کہ مقاماتِ ستر اور گھر کے نجی حالات غیروں کو معلوم نہ ہوں۔ اور اس حکم کے ماتحت بھی بغیر اجازت کے اندر نہ جانے کی یہی غرض ہے۔ در حقیقت۔ غیروں سے علیحدہ ہو کر اپنے گھر والوں کے ساتھ تخلیہ میں بیٹھنے کا نام پردہ ہے۔ اور یہی قرآن مجید اور حدیث سے ثابت ہے۔ گھر کے نجی حالات اور مقامات ستر کے پردہ میں مرد اور عورت دونوں مساوی ہیں۔ کیونکہ اگر کسی گھر میں صرف مرد رہتے ہوں۔ تو وہاں بھی غیر مردوں کو اجازت لے کر ہی جانا پڑے گا۔ اور اگر کسی گھر میں صرف عورتیں رہتی ہوں۔ تو وہاں بھی غیر عورتوں کو اجازت لے کر ہی جانا پڑے گا۔

مذکورہ بالا ہر دو حکموں سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ مقامات ستر اور گھر کے نجی حالات کی وجہ سے باہر سے چیزیں مانگنے اور بغیر اجازت کے اندر نہ آنے کا غیر شخصوں کو حکم دیا گیا۔ چنانچہ انہی وجوہات پر نابالغ لڑکوں کو بھی خاص وقتوں میں بغیر اجازت اندر آنا منع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے:

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو چاہیے کہ وہ جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہیں۔ اور وہ جو تم میں سے بلوغ کو نہیں پہنچے۔ تین دفعہ تم سے اندر آنے کی اجازت لے لیا کریں۔ نماز فجر سے پہلے اور جب تم دوپہر میں کپڑے اتار دیتے ہو اور نماز عشا کے

بعد۔ یہ تین وقت تمہارے پردے کے ہیں۔ اِن کے بعد نہ تم پر اور نہ اُن پر کوئی گناہ ہے۔ تم ایک دوسرے کے پاس پھرتے پھراتے ہی رہتے ہو۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے۔ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور جب تم میں سے لڑکے بلوغ کو پہنچ جائیں تو چاہیئے کہ وہ اجازت لے لیا کریں۔ جس طرح وہ اجازت لیتے ہیں۔ جو ان سے پہلے ہیں۔ اسی طرح اللہ اپنی آیتیں تمہارے لئے کھول کر بیان کرتا ہے۔ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔" النور۔ رکوع ۸۔ ان آیات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مقاماتِ ستر اور نجی حالات غیر شخصوں پر خواہ وہ بالغ ہوں یا نابالغ ظاہر نہ کئے جائیں۔ چنانچہ بوڑھی عورتوں کو بھی باہر مقاماتِ ستر کی زینت کو ظاہر کرنے کی بجائے ڈھانکنے کی ہی ترجیح دی گئی۔ جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِی لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَةٍ ؕ وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ "اور بڑی عمر کی عورتیں جو نکاح کی اُمید نہیں رکھتیں اُن پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے کپڑے اتار رکھیں۔ بشرطیکہ زینت کا اظہار نہ کریں۔ اور یہ کہ وہ اس کی بھی احتیاط رکھیں تو اُن کے لئے بہتر ہے۔ اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔" النور۔ رکوع ۸۔ اِس آیت سے بعض مولوی اور مذہبی پیشوا صاحبان یہ ثابت کرتے ہیں کہ صرف بوڑھی عورتوں کو باہر چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت دی ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ اس حکم میں بوڑھی عورتوں کو صرف وہ کپڑے جن سے وہ اپنے مقاماتِ ستر کی زینت کو اپنی جوانی کے وقتوں میں باہر ڈھانک کر رکھتی تھیں اتار دینے کی اجازت دی گئی بشرطیکہ وہ اپنے مقاماتِ ستر کی زینت کو باہر ظاہر کرنے والی نہ ہوں۔ مگر ترجیح اسی بات کو دی گئی کہ نہ اُتارنا ہی اچھا ہے۔ جب بوڑھی عورتوں کو جوانی کے وقتوں میں وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا "اور اپنی زینت کو نہ دکھائیں سوائے اُس کے جو کھلی ہے"۔ کے ماتحت باہر چہرہ کھلا رکھنے کا حکم دیا گیا تھا۔ تو پھر بوڑھی عورتوں کو باہر چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت دینا چہ معنی دارد۔ اگر بوڑھی عورتوں نے اپنا چہرہ باہر کھول دیا۔ تو کیا اس سے اُن کا کپڑے اتار دینا ثابت ہو گیا۔ آخر انھوں نے کون سے کپڑے اُتارے۔ کیا باہر چہرہ کھلا رکھنے کے معنی کپڑے اتار دینے کے ہوتے ہیں۔

بہرحال جوان اور بوڑھی مسلم خواتین کو اپنے مقاماتِ ستر کی زینت باہر ظاہر نہ کرنے اور کھلی زینت کے باہر ظاہر کرنے کا مساوی حکم دیا گیا ہے۔ تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ جوان اور بوڑھی عورتوں کے پردے میں فرق ہے۔ غرضیکہ اسلام نے مردوں اور عورتوں کے مقاماتِ ستر کے پردے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ عن جرهد قال كان جرهد هذا من اصحاب الصفة انه قال جلس رسول الله صلعم عندنا وفخذي منكشفة فقال اما علمت ان الفخذ عورة۔

جرہد سے روایت ہے کہ جو اصحابِ صفہ میں سے تھا کہ رسول اللہ صلعم ہمارے پاس بیٹھے اور میری ران کھلی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا تو نہیں جانتا کہ ران عورت ہے اس کو چھپانا چاہیئے۔ ابی داؤد۔ اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم فَقَالَ اَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی اُمِّیْ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّیْ مَعَھَا فِی الْبَیْتِ فَقَالَ اسْتَاْذِنْ عَلَیْھَا فَقَالَ اِنِّیْ خَادِمُھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم اَسْتَاْذِنْ عَلَیْھَا اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاھَا عُرْیَانَۃً قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَاْذِنْ عَلَیْھَا۔ ایک شخص نے رسول اللہ سے پوچھا کہ میں جب ماں کے پاس جاؤں کیا تب بھی اجازت لے کر جاؤں۔ فرمایا ہاں۔ اُس نے کہا میں اور وہ ایک ہی مکان میں رہتے ہیں۔ فرمایا پھر (بھی) اجازت لیا کرو۔ اُس نے کہا میں تو اُس کی خدمت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تب بھی) اجازت لیا کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اُسے برہنہ دیکھو؟ کہا نہیں۔ فرمایا پس اجازت لیا کرو۔ مالک۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص کو اپنی والدہ کے پاس بھی بغیر۔ اجازت کے اندر نہیں جانا چاہیئے۔ لیکن اس کا مطلب تو یہی ہو سکتا ہے کہ والدہ کے مقاماتِ ستر کا پردہ ہے نہ کہ چہرے کا۔ دراصل عورتوں کے پردے کے متعلق یہی ایک غلط فہمی کئی صدیوں سے مسلمانوں میں پڑی ہوئی ہے۔ کہ حامیانِ رسمی پردہ خود تو اپنے چہروں کو اپنے مقاماتِ ستر میں شمار نہیں کرتے۔ مگر اپنی عورتوں کے چہروں کو اُن کے مقاماتِ ستر میں شمار کر لیتے ہیں یا اُن کے چہروں کو غیر مردوں کے لئے تو محلِ زینت قرار دیتے ہیں اور غیر عورتوں کے لئے کچھ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم خواتین کے پردہ کرنے کے معنی انھوں نے صرف چہرہ ڈھانکنے کے سمجھے ہوئے ہیں جب تک یہ غلط فہمی دور نہ ہوگی مسلمانوں کے فرسودہ طرزِ تمدن میں کوئی اصلاح نہ ہوگی۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ" اے نبی کہدے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو قریب کرلیں اپنے اوپر اپنی چادروں سے۔ قریب ہے کہ پہچانی جائیں اور تکلیف نہ دی جائے" الاحزاب۔ رکوع ۸۔ یہ آیت پانچویں ہجری میں نازل ہوئی۔ یہ وہ معرکتہ الآرا آیت ہے جس کے ماتحت دنیا بھر کے رسمی پردہ پرستوں نے اپنی عورتوں پر پردے پر پردہ ڈال کر اُن کو بیازہ کی گٹھلی کی طرح بنا کر رکھا ہوا ہے۔ گویا اس آیت کو موجودہ رسمی پردہ کی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔ جب کبھی آپ عورتوں کے باہر چہرہ ڈھانکنے کے متعلق پوچھئے۔ تو مشرق سے لیکر مغرب تک کے مولوی صاحبان جھٹ یہ آیت پڑھ دیں گے۔ بلکہ اُس کا ترجمہ بھی کر دیں گے۔ چنانچہ اس آیت کے جو مختلف ترجمے کئے جاتے ہیں۔ وہ یہ ہیں "قریب کرلیں اپنے اوپر اپنی چادریں" یا "نیچے لٹکالیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں" یا "اپنے پر اپنی چادروں سے کچھ لٹکا رکھیں" یا "اپنے اوپر اپنی چادروں کے گھونگٹ نکال لیا کریں"۔ بہرحال ایسا ترجمہ کرنے والوں کی یہ غرض ہوتی ہے تاکہ قرآن مجید سے عورتوں کے چہرے کا پردہ ثابت ہو جائے۔ حالانکہ چہرہ ڈھانکنے کا ترجمہ کرنے والے حضرات درحقیقت کلام الٰہی میں تحریف کرتے ہیں۔ کیونکہ اس آیت میں چہرہ ڈھانکنے کا کوئی حکم نہیں۔ صرف مولوی صاحبان از خود چہرے کا پردہ بنا کر اُس کو باہر سر سے نیچے لٹکا کر چھپانے یا گھونگٹ نکالنے کا حکم دیتے ہیں پھر اُس کو خدا کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ گویا مولوی صاحبان اپنے آپ کو ان آیات کا مصداق بناتے ہیں: فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ" سو خرابی ہے اُن کی جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے پھر کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے۔ تا لیویں اُس پر مول تھوڑا سو خرابی ہے اُن کو اپنے ہاتھ کے لکھے سے۔ اور خرابی ہے اُن کو اپنی کمائی سے" البقرہ۔ رکوع ۹۔ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۔

"اور ان میں ایک ایسے لوگ ہیں کہ زبان مروڑ کر پڑھتے ہیں کتاب کو تم جانو کہ وہ کتاب میں ہے اور وہ نہیں کتاب میں۔ اور کہتے ہیں وہ اللہ کا کہا ہے اور وہ نہیں اللہ کا کہا۔ اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں جان کر۔" آل عمران۔ رکوع ۸۔ اور تحریف کرنے کے معنی بھی یہی ہیں۔ کہ کلام الٰہی کو مختلف طریقوں سے اُس کے مصداق سے علیحدہ کر دینا۔ خواہ الفاظ زاید کر دینے سے یا الفاظ کم کر دینے سے۔ یا الفاظ بدل دینے سے۔ جس کی وجہ سے کلام الٰہی میں تعارض بھی پیدا ہو۔ اب اِس آیت کے اِس ترجمہ سے نزدیک کر لیں اوپر اپنے اپنی چادروں سے" عورتوں کا باہر چہرہ ڈھانکنا تو ہر گز ثابت نہیں ہوتا۔

اگر یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ کے ماتحت عورتوں کے چہرے باہر ڈھانک کر رکھے جائیں۔ تو پھر اِس حکم کے بعد مسلم خواتین کو وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ "اور کہہ دے ایماندار عورتوں سے اپنے نظریں نیچی رکھیں" کا حکم باطل ٹھیرتا ہے۔ کیونکہ جب مومن عورتوں کا باہر چہرہ ڈھکا ہو تو پھر اُن کو باہر نظریں نیچی رکھنے کا حکم دینا ہی بے فائدہ ہے۔ کیونکہ ایک تو باہر چہرہ ڈھانکنے کی وجہ سے ایماندار عورتوں کو اپنے سامنے مرد کی شکل نظر آتی ہی نہیں۔ تو وہ اپنی نظریں کن کے سامنے نیچی رکھیں۔ اور دوسرے چہرہ ڈھانکنے کی وجہ سے جب خواہ مخواہ خود ہی نظریں نیچی رہتی ہیں۔ تو پھر اُس صورت میں بھی نظریں نیچی رکھنے کا حکم دینا بے معنی ہے۔ اور تیسرے مومن عورتوں کو پہلے باہر چہرہ ڈھانکنے کا حکم دینا اور بعد ازاں اُن کو نظریں نیچی رکھنے کا حکم دینے میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔ سوائے اِس کے کہ نعوذ باللہ خدا کے علم غیب میں نقص لازم آئے۔ کہ باہر چہرہ ڈھانک کر رکھنے والوں کو بعد ازاں نظریں نیچی رکھنے کا حکم دینے کی کیا ضرورت پڑی۔ کیا پہلا حکم دیتے وقت خدا کو عورتوں کی طاقت کا اندازہ معلوم نہ تھا۔ اِس پر وہی مثال صادق آتی ہے "مرے کو مارے شاہ مدار" ایک تو چہرہ ڈھکا ہوا اُس پر نظریں نیچی رکھنے کا حکم تاکہ راستہ میں ٹھوکریں کھاتی پھریں۔ ماشاءاللہ! ایک طرف تو مُلّا لوگ یہ کہتے ہیں کہ عورتیں کمزور ہیں۔ اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ مسلم خواتین کے لئے خدا نے دو حکم دیئے ہیں۔ اوّل تو باہر گھونگٹ نکالیں۔ اور دوئم گھونگٹ کے اندر نظریں بھی نیچی رکھیں۔ گویا نعوذ باللہ خدا بھی کمزوروں کو ہی دباتا ہے۔ بھلا جس قوم کے رہنماؤں اور لیڈروں کا ایسا اعلیٰ دماغ ہو۔ وہ قوم کیوں کر ترقی نہ کرے۔

اگر وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ کے حکم کے بعد مومن عورتوں کو يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ کے ماتحت باہر چہرہ ڈھانکنے کا حکم دیا گیا۔ تو وہ بھی نعوذ باللہ ایسا ہی قابلِ اعتراض اور بے معنی ہے۔ جیسا کہ نظریں نیچی رکھنے کے حکم سے پہلے چہرہ ڈھانکنے کا حکم دینا [illegible]۔ تو چہرہ ڈھانکنے پر مجبوراً نظریں نیچی رہتی ہیں۔ اور ایسی تعلیم کا اگر الٰہی [illegible] کے خلاف ہے۔ اور نظریں نیچی رکھنے کے حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو مجبور نہیں کیا گیا۔ بلکہ انکو مردوں کی طرح اپنی طاقت سے یا اپنی نظریں نیچی رکھنی ہیں۔ اور دوسرے جب مسلم خواتین نے اپنے چہرے باہر ڈھانک لئے تو پھر مومن مردوں کے سامنے اپنی نظریں نیچی رکھیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ غیر مسلم خواتین کے سامنے۔ تو پھر ان کو دوسرے حکم وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ کے ماتحت اپنی شرمگاہوں کی حفاظت بھی انہیں ہی کرنی پڑے گی۔ اور تیسرے ایمان دار عورتوں کے باہر چہرے ڈھانکنے کے حکم کو خود ہی مسلمانوں نے ناقص سمجھا۔ اگر اس حکم کو ناقص نہ سمجھتے تو پھر چہرے ڈھانکنے والے کپڑے میں باہر راستہ چلنے کے لئے آنکھوں کے واسطے دو جالی دار سوراخ نہ نکالتے۔ جو کہ اسی واسطے نکالے گئے تھے۔ کیونکہ چہرہ ڈھانک کر عورتوں کے لئے باہر چلنا دشوار تھا۔ اگر یہ دو سوراخ خدا کے حکم سے نکالے گئے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بھی نعوذ باللہ آدمیوں کی طرح سوچ کر اور تجربہ کر کے حکم دیتا ہے۔ کیونکہ پہلے تو مومن عورتوں کو باہر چہرے ڈھانکنے کا حکم دیا۔ مگر جب دیکھا کہ ان کے لئے باہر چہرہ ڈھانک کر چلنا دشوار ہے۔ تو پھر حکم دے دیا کہ اچھا آنکھوں کے لئے دو جالی دار سوراخ نکال لو تا کہ باہر راستہ چلنے میں تکلیف نہ ہو۔ اگر مسلمانوں نے اپنی عقل سے آنکھوں کے واسطے دو جالی دار سوراخ نکال لئے تھے۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن عورتوں کو باہر چہرے ڈھانکنے کا حکم عقل پر مبنی نہ تھا۔ کیونکہ اگر یہ حکم عقل پر مبنی ہوتا تو پھر مسلمانوں کو اللہ کے حکم میں اپنی عقل کو استعمال کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ کہ ایک ناقص حکم کو اپنی عقل سے مکمل کریں۔ اور اگر باہر چہرے ڈھانکنے کا حکم مکمل تھا۔ تو پھر دو سوراخ نکال کر ناقص کیوں کیا

درحقیقت يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ سے چہرہ ڈھانکنے کا استدلال کرنے کے قرآن مجید کی دوسری آیت کے ساتھ مطابقت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ایسے استدلال کی وجہ سے دوسری آیت کے حکموں پر نظر ہی نہیں پڑتی۔ چنانچہ دونوں آیتوں کی مطابقت نہ کر سکنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ مولوی اور مذہبی

پیشوا صاحبان کو اس آیت کے ماتحت کوئی غرض بتلائے بغیر ایک تو یہ کہنا پڑا کہ عورتیں سر سے پاؤں تک اپنے آپ کو باہر ایسا لپیٹ کر رکھیں کہ ناخن تک ظاہر نہ ہو۔ اور دوئم اس حکم میں مسلم خواتین کو اپنے جسم کا کوئی حصہ باہر کھلا رکھنے کا استثنا نہیں دیا گیا۔ اس لئے ایسے حضرات کو ایک آنکھ کے کھلا رکھنے کا استثنا اپنے پاس سے بنانا پڑا۔ اور سوئم اس حکم میں یہ نہیں بتلایا گیا کہ مسلم خواتین کو اپنے جسم کا کونسا حصہ باہر چادروں سے ڈھانکنا ہے۔ مگر مذہبی پیشوا صاحبان کو اس آیت کے ماتحت باہر ڈھانکنے کے لئے چہرے کا حصہ از خود مقرر کرنا پڑا۔ غرضیکہ ایسی خود ساختہ تفہیموں پر رسمی پردے کی بنیاد رکھی ہوئی ہے۔ اب اس آیت کی مطابقت قرآن مجید کی دوسری آیت کے ساتھ کر کے ناظرین کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ بہتر ہے کہ مولوی صاحبان جو رسمی پردے کے حامی ہیں۔ وہ بھی اس آیت کی مطابقت کر کے دکھائیں تاکہ لوگ مقابلہ کر سکیں کہ کس کی مطابقت درست ہے۔ ہر دو آیات کی مطابقت حسب ذیل ہے:

(پہلی آیت) يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۔ "قریب کر لیں اپنے اوپر اپنی چادروں سے۔ قریب ہو کہ پہچانی جائیں۔ اور تکلیف نہ دی جائے۔ الاحزاب رکوع ۸۔

(دوسری آیت) يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۔ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو کھلی ہے اور اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں پر ڈال لیں۔ نور۔ رکوع ۴۔

(۱) مذکورہ بالا آیات اُن سورتوں کی ہے جو کہ پانچویں ہجری میں نازل ہوئیں۔ جن میں مسلم خواتین کو باہر جانے کے متعلق اخلاقی تعلیم دی گئی ہے۔ اگر پہلی آیت کے ماتحت مسلم خواتین باہر چہرے ڈھانک کر رکھیں تو پھر دوسری آیت کے احکام پر عمل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جیسے مومن مردوں کو باہر بھی نظریں نیچی رکھنے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے۔ ویسے ہی احکام ایماندار عورتوں کو دیئے گئے ہیں۔ اب مرد باہر اپنی نظریں نیچی اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیسے کرتے ہیں۔ آیا کھلے چہرے

یا چہرہ ڈھانک کر کیا وجہ ہے کہ مسلم خواتین بھی باہر کھلے چہرے اپنی نظریں نیچی نہ رکھیں اور اپنی شرمگاہوں
کی حفاظت نہ کریں۔ چہرہ ڈھانک کر کسی چیز کی حفاظت کرنے کا حکم دینا ایسا ہی بے معنی ہے جیسا کہ چہرہ ڈھانک کر
نظریں نیچی رکھنے کا۔ اسی لئے خدا نے ایماندار عورتوں کو پہلی آیت کے ماتحت باہر چہرہ ڈھانکنے کا حکم نہیں
دیا تاکہ دوسری آیت کے پہلے دو مساوی احکام جن میں ایماندار مردوں اور عورتوں کو باہر کھلے چہرے جانے
کی مساوات دی گئی ہے۔ باطل نہ ہو جائے۔

(۲) پہلی آیت کے حکم سے یہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ باہر کس غرض کے لئے چادریں اوڑھی جائیں۔ اس لئے
اللہ نے باہر چادریں اوڑھنے کی غرض دوسری آیت کے تیسرے حکم وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ کے ماتحت
بتلا دی۔ کہ مسلم خواتین اپنی چادروں سے اپنی زینت کو باہر ڈھانک کر رکھیں۔

(۳) پہلی آیت کے حکم سے یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ مسلم خواتین کو کونسی زینت باہر کھلی رکھنی ہے۔ اس لئے اس
کی تشریح بھی اللہ نے دوسری آیت کے حکم وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ کے اگلے الفاظ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا
سے کر دی کہ جو زینت کھلی ہے اُس کو مت ڈھانکو جس کی تشریح رسول اللہ نے یہ کر دی کہ وہ چہرہ اور
ہاتھ ہیں۔ کیونکہ اگر چہرہ اور ہاتھ بھی زینت یا محلِ زینت سمجھ کر باہر ڈھانک لئے جائیں تو پھر إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا
کے الفاظ نعوذ باللہ بے کار ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ الٰہی استثنا اِسی واسطے رکھا گیا ہے تاکہ اوّل
تو چہرے کی زینت باہر کھلی رہے۔ اور دوئم دوسری آیت کے پہلے دو احکام جن سے ایماندار عورتوں کا باہر
چہرہ کھلا رکھنا ثابت ہوتا ہے باطل نہ ہو جائیں۔ اور سوئم مولوی صاحبان کو ایک آنکھ کے باہر کھلا رکھنے کا استثنا
یا عورتوں کو عدالت میں گواہی دیتے۔ اور دوسرے وقتوں میں باہر چہرہ کھلا رکھنے کا عارضی استثنا، اپنے پاس

(۴) پہلی آیت کے حکم سے یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ مسلم خواتین باہر اپنے جسم کے کس حصے پر چادریں اوڑھیں اسی
اللہ نے دوسری آیت کے چوتھے حکم وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ کے ماتحت سینوں کو ڈھانکنے کا حکم دیدیا۔

(۵) پہلی آیت کے حکم سے کوئی ایسا نشان یا چادریں اوڑھنے کا طریقہ نہیں بتلایا گیا جس سے مسلم خواتین کی پہچان
ہو سکے کہ یہ شریف ہیں۔ اگر ایماندار عورتیں سر سے پاؤں تک اپنے آپ کو باہر ڈھانک کر رکھیں تو کیا اس سے
وہ شریف سمجھی جائیں گی۔ اسی لئے خدا نے دوسری آیت کے احکام کے ماتحت وہ نشان اور چادریں اوڑھنے

کا طریقہ بتلادیا ہے جن سے ایماندار عورتیں شریف سمجھی جائیں۔ (۱) باہر بھی کھلے چہرے اپنی نظریں نیچی رکھنا۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنا (۲) مقاماتِ ستر کی زینت اور اپنے سینوں کو باہر ڈھانک کر رکھنا۔ (۳) کھلے مقامات کی زینت کو باہر کھلا رکھنا۔ کیونکہ جیسے مقاماتِ ستر کی زینت کو باہر ڈھانک کر رکھنا شرافت پر مبنی ہے۔ ویسا ہی کھلے مقامات کی زینت کو باہر کھلا رکھنا شرافت پر مبنی ہے۔

(۴) اب مولوی صاحبان کا پہلی آیت کے حکم سے یہ نتیجہ نکالنا کہ مسلم خواتین کا باہر چہرہ ڈھانکنا ہی شرافت کا نشان ہے جس سے وہ باہر نیم اندھوں کی طرح جائیں اور ٹھوکریں کھائیں علم عقل۔ تجربہ۔ زمانہ شناسی صحت تازہ ہوا۔ اور مشاہدات قدرت سے محروم رہیں۔ غلط ہے۔ کیونکہ اس سے اُن کو تکلیف ہوتی ہے۔ چنانچہ گرمیوں میں ڈولی والیوں اور برقعہ پوشوں کی تکلیف کو محسوس کیجئے۔ کہ اس قدر گرمی اور پھر عورتوں کا گھروں میں بند رہنا۔ اور باہر چہرہ ڈھانک کر رکھنا۔ اللہ کی پناہ! یہی وجہ ہے کہ مسلم خواتین سِل اور دق سے زیادہ مرتی ہیں۔ اس سے بڑھکر تکلیف دینا کیا ہو سکتا ہے۔ حالانکہ فَلَا يُؤْذَيْنَ کے الفاظ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان بھی ایماندار عورتوں کو تکلیف نہ دیں۔ اب مسلم خواتین کے اُن اعضاء کو جن سے وہ اَنْ يُّعْرَفْنَ کے ماتحت باہر پہچانی جائیں۔ ڈھانک کر رکھنا گویا اُن کو تکلیف دینا ہے۔ کیونکہ تکلیف دینے کے بھی کئی طریقے ہوتے ہیں جن میں سے ایک یہی پردہ بھی ہے۔ بھلا یہ کب جائز ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمان تو اپنی عورتوں کو تکلیف دے لیں مگر غیر مسلم ان کو تکلیف نہ دیں۔ علاوہ ازیں چہرہ ڈھکی ہوئی عورتوں کو تو باہر اُن کے خاوند بھی نہیں پہچان سکتے۔ بلکہ کئی دفعہ ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں کہ چہرہ ڈھانکنے کی وجہ سے عورتیں بجائے اپنے خاوندوں کے ساتھ جانے کے دوسرے مردوں کے ساتھ چلی گئیں۔ اگر چند برقعہ پوشوں میں غیر مسلم خواتین یا غیر مرد بھی برقعہ پہن کر شامل ہو جائیں۔ تو پھر مسلم اور غیر مسلم خواتین میں بلکہ مرد اور عورت میں بھی تمیز کرنا مشکل ہو جائے گا۔ غرضیکہ سر سے پاؤں تک ڈھکی ہوئی مسلم خاتون کو پہچاننا ایسا ہی مشکل ہے۔ جیسا کہ بند شدہ پارسل کی اشیاء کا۔ اگر عورتیں باہر پہچانی نہ جائیں۔ تو پھر اَنْ يُّعْرَفْنَ کے الفاظ نعوذ باللہ بے کار ہو جاتے ہیں۔

(۵) پہلی آیت کا حکم نازل ہونے سے قبل ایماندار عورتیں بغیر چادریں اوڑھے کھلے چہرے باہر جاتی تھیں۔ اور اس طرح سے اُن کی تمام زینت ظاہر ہوتی تھی ۔ تو بعض بدمعاش عورتوں کو چھیڑتے اور پھر کہہ دیتے کہ لونڈی

سمجھ کر چھیڑا ہے۔ اِس لیے خدا نے باہر چادریں اوڑھنے کا حکم دے دیا تاکہ ایماندار عورتیں اپنے مقاماتِ ستر کی زینت کو ڈھانک کر باہر جائیں۔ گویا باہر مقاماتِ ستر اور اُن کی زینت کو ڈھانکنا ہی شرافت کا نشان قرار دیا گیا تھا کہ ایک تو یہ پہچان ہو سکے کہ یہ شریف عورت ہے۔ اس کو خلافِ تہذیب کوئی بات کہنا ناگوار ہوگا۔ اور دوسرے آزاد عورتوں اور لونڈیوں میں تمیز ہو سکے۔ اِسی لیے مسلم خواتین کو ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ کے تحت اِس طور سے چادریں اوڑھنے کی ہدایت کی گئی کہ جس سے وہ پہچانی جائیں یعنی چہرہ کھلا رہے کیونکہ انسان کی پہچان چہرے سے ہی ہو سکتی ہے۔ اور اس طرح پہلی آیت کی مطابقت بھی دوسری آیت کے الفاظ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے ساتھ ہو جاتی ہے جن سے بھی یہی مراد ہے کہ باہر مقاماتِ ستر ڈھکے رہیں۔ اور چہرہ کھلا رہے۔ گویا پہلی آیت میں اَنْ يُّعْرَفْنَ کے الفاظ وہی کام دیتے ہیں جو کہ دوسری آیت میں اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے دیتے ہیں۔ مگر سمجھنے کے لیے دماغ چاہیے۔ علاوہ ازیں شرم و حیا اور شرافت تو چہرہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ اگر چہرہ پر پردہ پڑ جائے تو پھر نظریں نیچی رکھنے کے شرم و حیا کے نشان پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ چہرہ ڈھانک کر شرم و حیا ظاہر کرنا ہی ناممکن ہے۔ باوجودیکہ غیر مسلم باہر ایماندار عورتوں کو دق کرتے تھے۔ مگر پھر بھی اللہ اور اس کے رسول نے مسلم خواتین کو گھروں میں بند رکھنے اور باہر چہرے ڈھانکنے کا حکم نہیں دیا۔ کیونکہ اگر وہ باہر چہرہ ڈھانک کر رکھیں۔ تو پھر اَنْ يُّعْرَفْنَ کے الفاظ نعوذ باللہ بے کار ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ جہاں کہیں بھی یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اُن سے باہر بھی چہرہ کھلا رہنا ثابت ہوتا ہے۔ اِن آیات کو ملاحظہ کیجیے۔ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ "جن کو ہم نے دی ہے کتاب پہچانتے ہیں اُس کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو" البقر رکوع ۱۷۔ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ "تو پہچان لیگا اُن کو اُن کی نشانیوں سے" البقر رکوع ۳۷۔ وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ "اور آئے بھائی یوسف کے پھر داخل ہوئے اُس کے پاس تو اُس نے پہچانا" یوسف رکوع ۸۔ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ "یا پہچانا نہیں انھوں نے پیغام لانے والا" المومنون رکوع ۴۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا "اے لوگو ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو" حجرات رکوع ۲

احادیث کی مطابقت

بدقسمتی سے رسمی پردہ کے حامیوں نے اپنی عورتوں کے چہرے ڈھانکنے کی بنیاد: ایک تو یُدنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ کی آیت پر رکھی ہوئی ہے جس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ اور دوسرے اس حدیث پر: عن امّ سلمۃ قالت کنت عند رسول اللہ صلعم وعندہ میمونۃ فاقبل ابن ام مکتوم وذلک بعد ان امر بالحجاب فقال النبی صلعم احتجبا منہ فقلنا یارسول اللہ صلعم الیس اعمٰی لا یبصرنا ولا یعرفنا فقال النبی صلعم افعمیا وان انتما الستما تبصرانہ" "امّ سلمہؓ سے روایت ہے میں رسول اللہؐ کے پاس تھی اور آپؐ پاس میمونہؓ بھی بیٹھی تھیں۔ اتنے میں عبداللہؓ ابن مکتوم آئے۔ اور یہ بعد آیت حجاب اترنے کے تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پردہ کرو تم دونوں اس سے ہم نے کہا یا رسولؐ اللہ وہ تو اندھا ہے نہ ہم کو دیکھتا ہے نہ پہچانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم بھی اندھی ہو۔ تم اس کو نہیں دیکھتیں" ابی داؤد۔ جس میں نابینا کو دیکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ حدیث مشرق سے مغرب تک کے مولوی اور دیگر صاحبان بلکہ مسلم خواتین کو بھی یاد ہے جھٹ کہدیتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے اپنی بیبیوں کو نابینا کے دیکھنے سے منع کیا ہے۔ تو پھر سوجھتوں کو کیوں دیکھا جائے۔ اس حدیث سے ایسا نتیجہ نکالنا ہی غلط ہے۔ کیونکہ اوّل تو رسمی پردہ نشین خواتین باہر برقعہ اور ڈولی کے سوراخوں میں سے سوجھتے مردوں کو دیکھتی ہیں۔ کیا اندھوں کو دیکھنا منع اور سوجھتوں کو دیکھنا جائز ہے۔ دویم آیت حجاب کے نازل ہونے کے بعد خود رسولؐ اللہ نے اپنی بیبیوں کو وحی کے نازل ہونے پر اُن کی ضرورتوں کے لئے باہر جانے کی اجازت دی۔ مگر اندھے سے پردہ کرانا کسی وحی کی بنیاد پر نہ تھا۔ سویم اسی نابینا کو مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کا حکم دیا جیسا کہ اس حدیث؎ عن عبداللہ بن ام مکتوم انہ سال النبی صلعم فقال یارسول اللہ صلعم انّی رجل ضریر البصر شاسع الدار ولی قائد لا یلاومنی فھل لی رخصۃ ان اصلی فی بیتی قال ھل تسمع النداء قال نعم قال لا اجد لک رخصۃ" عبداللہؓ ابن مکتوم نے رسولؐ اللہ سے عرض کیا میں اندھا ہوں اور میرا گھر بھی دور ہے۔ اور جو شخص مجھکو کھینچ کر لاتا ہے وہ میری تابع نہیں ہے آپ مجھکو اجازت دیتے ہیں گھر میں نماز پڑھنے کی۔ آپؐ نے فرمایا تو اذان کی آواز سنتا ہے وہ بولا ہاں آپؐ نے فرمایا پھر تو تیرے لئے رخصت نہیں ملتی۔ ابوداؤد۔

سے ثابت ہوتا ہے۔ اور مسلم خواتین کا مسجد میں باجماعت نماز میں پڑھنا بھی ثابت ہے۔ اگر اندیشے سے پردہ
تھا تو پھر اُس کو مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی کیوں اجازت دی؟ چہارم رسول اللہ نے اپنی بیبی کا چہرہ
غیر مردوں کو کیوں دکھایا۔ جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ عن صفیۃ قالت کان رسول اللہ
صلعم معتکفا فاتیتہ ازورہ لیلا فحدثتہ ثم قمت فانقلبت فقام معی لیقلبنی وکان
مسکنہا فی دار اسامۃ بن زید فمر رجلان من الانصار فلما رای النبی صلعم اسرعا فقال
النبی صلعم علی رسلکما انہا صفیۃ بنت حیی قالا سبحان اللہ یا رسول اللہ قال ان الشیطان
یجری من الانسان مجری الدم فخشیت ان یقذف فی قلوبکما شیئا او قال شرا ترجمہ
صفیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم اعتکاف میں تھے میں اُن کے پاس گئی ملاقات کو رات کے وقت
اور میں نے آپ سے باتیں کیں بعد اُس کے میں اُٹھی اور لوٹی آپ بھی میرے ساتھ اُٹھے میرے پہنچانے کو
اور تھا گھر اسامہ بن زید کے مکان میں راہ میں دو انصاری آدمی ملے۔ انھوں نے جب رسول اللہ کو دیکھا
تو جلد چلنے لگے۔ آپ نے فرمایا ذرا ٹھیر جانا یہ عورت صفیہ بنت حیی (میری بیبی) ہے۔ انھوں نے کہا سبحان اللہ
یا رسول اللہ (اور یہ فرمانا آپ کا اُن پر شاق گزرا۔ بخاری) آپ نے فرمایا شیطان خون کی طرح آدمی کے بدن میں
پھرتا ہے۔ میں ڈرا کہیں تمہارے دل میں بُرا گمان نہ ڈالے۔ بخاری وابی داؤد۔ مذکورۂ بالا حدیث سے ثابت
ہوتا ہے کہ اُم المومنین رسول اللہ کے ساتھ کھلے چہرے باہر پھرتی تھیں۔ اب بعض مولوی صاحبان کا یہ کہنا
کہ رسول اللہ نے اپنی بیبی کا نقاب اُلٹا کر غیر مردوں کو اُن کا چہرہ دکھایا۔ نادانی اور حماقت ہے۔ بہرحال
رسول اللہ نے غیر مردوں کو اپنی بی بی کا چہرہ دکھایا۔ اب کیا وجہ ہے کہ مسلم خواتین اپنے شوہروں کے ساتھ
کھلے چہرے باہر نہ پھریں۔ البتہ اغوا شدہ عورتوں کا چہرہ باہر ڈھانکا جاتا ہے۔ تاکہ اول تو کوئی اُن کو پہچان نہ
لے۔ اور دویم وہ شریف بھی سمجھی جائیں۔ پنجم اپنی بی بی کو حبشیوں کا کھیل دکھایا۔ جیسا کہ اس حدیث سے ثابت
ہوتا ہے۔ عَنْ عَائِشَۃَ وَکَانَ یَوْمَ عِیْدٍ یَلْعَبُ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَاِمَّا سَاَلْتُ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم وَاِمَّا قَالَ تَشْتَہِیْنَ تَنْظُرِیْنَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَاَقَامَنِیْ وَرَاءَہٗ خَدِّیْ عَلٰی خَدِّہٖ
وَھُوَ یَقُوْلُ دُوْنَکُمْ یَا بَنِیْ اَرْفِدَۃَ حَتّٰی اِذَا مَلِلْتُ قَالَ حَسْبُکِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاذْھَبِیْ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ عید کے دن حبشی ڈھالوں اور نیزوں سے کھیل رہے تھے۔ پس یا تو سوال کیا میں نے رسول اللہؐ سے اور یا خود فرمایا کہ کیا چاہتی ہے تو دیکھنا۔ پس کہا میں نے جی ہاں۔ پس کھڑا کیا مجھکو پیچھے اپنے کہ رخسار میرا اوپر رخسار آپ کے تھا اور آپؐ فرماتے تھے لگے رہو۔ اے ارفدہ والو۔ یہاں تک کہ میں گھبرا گئی۔ فرمایا مجھ سے بس ہے تجھے (ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے تین بار یہ پوچھا اور عائشہؓ دو بار یہی کہتی رہی کہ آپؐ جلدی نہ کریں۔ آخر تیسری بار پر بس کی) میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا بس جا۔ بخاری جب رسول اللہؐ نے ایک تو خود عید کے روز اپنی بی بی کو حبشیوں کا تماشا دکھایا۔ دوسرے سوجھتوں کو اپنی بی بی کا چہرہ دکھایا تاکہ اُن کے دلوں میں کسی قسم کی بدگمانی پیدا نہ ہو۔ تیسرے اسی نابینا کو مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی اجازت دی۔ تو پھر نابینا سے پردہ کرانے والی حدیث خود ہی باطل ہو جاتی ہے۔ بلکہ دوسری احادیث سے تو یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ غیر مردوں کی نظریں غیر عورتوں پر اور غیر عورتوں کی نظریں غیر مردوں پر پڑ جانی جائز ہیں۔ چونکہ مذکورہ بالا احادیث ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ لہذا جو حدیث قرآن مجید کے مطابق ہوگی اُس کو درست سمجھا جائے گا۔ چونکہ قرآنمجید اندھوں کو دیکھنے سے منع نہیں کرتا۔ اس لئے یہ حدیث قرآنمجید کے بھی خلاف ہے۔ البتہ اگر اس حدیث کی یہ توضیح کر دی جائے کہ چونکہ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ کے ماتحت مردوں کو اپنے مقاماتِ ستر کی حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر عبداللہؓ بن ام مکتوم کے مقاماتِ ستر کا کوئی حصہ اُنکے نابینا اور کافی لباس نہ ہونے کی وجہ سے اُس وقت کھلا تھا۔ جس کی وجہ سے اندھے کو دیکھنے سے منع کیا گیا۔ [ہ] اور سوجھتے لوگ چونکہ اپنے مقاماتِ ستر کی حفاظت کرتے ہیں۔ لہذا اُن کو دیکھنے سے منع نہیں کیا گیا۔ تو پھر اس حدیث کی یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ "اپنی نظریں نیچی رکھیں" کے حکم کے ساتھ مطابقت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ رسول اللہؐ نے دیکھنے سے منع کیا ہے۔ مگر چہرہ ڈھانکنے کا حکم نہیں دیا۔ کیونکہ حجاب کرنے کے معنی چہرہ ڈھانکنے کے نہیں ہوتے۔ بلکہ نظریں پھیر لینے یا ایک طرف کو چلے جانے یا گھروں میں چلے جانے یا ایسی آڑ کے بنا لینے کے ہوتے ہیں جس سے ایک دوسرے کے مقاماتِ ستر اور نجی حالات نہ دیکھ سکیں جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا۔

[ہ] کیونکہ جیسے مرد کو غیر عورتوں کے مقاماتِ ستر دیکھنے منع ہیں۔ اسی طرح عورتوں کو بھی غیر مردوں کے مقاماتِ ستر دیکھنے منع ہیں۔

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا "اور کتاب میں مریم کا ذکر کر کہ جب وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر ایک مشرقی مکان میں چلی گئی پس اُس نے اُن سے پردہ کر لیا" مریم۔ رکوع ۲۔ اِس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریمؑ نے اپنے مقاماتِ ستر اور نجی حالات کا پردہ کیا تھا۔ نہ کہ چہرے کا۔ چنانچہ اِس حدیث سے بھی یہی پردہ ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ حضرت ابن ام مکتوم رسول اللہ کے گھر گئے تھے۔ اور گھروں میں عام طور پہ عورتیں اپنے مقاماتِ ستر کا کچھ حصّہ کھلا رکھتی تھیں۔ اِس لئے آپؐ نے اُن کو پردہ کرنے کا حکم دیا۔ گویا اِس سے مسلم خواتین کو یہ اخلاقی سبق سکھلایا گیا ہے۔ کہ وہ اپنے مقامات ستر اندھوں کے سامنے بھی ظاہر نہ کریں۔ بہرحال اِس حدیث سے بھی ایک دوسرے کے مقاماتِ ستر کا ہی پردہ ثابت ہوتا ہے نہ کہ چہرے کا۔

اگر دوسری حدیث کو بھی یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ "اپنی نظریں نیچی رکھیں" کے ماتحت کر کے یہ توضیح کر دیجائے کہ حضرت عائشہؓ حبشیوں کا کھیل دیکھ رہی تھیں۔ نہ کہ اُن کو بنظرِ شہوت یا بُری نگاہوں سے دیکھتی تھیں۔ تو پھر یہ حدیث بھی قرآن کے مطابق ہو جاتی ہے۔ اور چہرہ ڈھانکنے کی ضرورت بھی نہیں پڑتی کیونکہ قرآن اور حدیث سے بُری نگاہوں سے دیکھنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ جو کہ نظریں نیچی رکھنے کی اصل غرض ہے نیز اِس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ عورتوں کا اپنے شوہروں کے ساتھ تھیٹر اور سینما کا دیکھنا بھی جائز ہے۔ جب رسول اللہ نے اپنی بی بی کو حبشیوں کا کھیل دکھایا۔ تو پھر بھلا اُمتی کیوں نہ دکھائیں۔ ہاں جو کھیل یا تماشا خدا کی یاد سے غافل کر دے تو وہ لہو ولعب ہے۔

اب مُلّانوں کا اِن حدیثوں کی آپس میں مطابقت کرنے کے لئے ایک حدیث کا یہ مطلب لینا کہ چونکہ اندھے کو دیکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اِس لئے مُسلم خواتین کو اتنا پردہ کرنا چاہیئے کہ سوجھتے مَردوں کی شکل تک نہ دیکھیں۔ قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ خود ہی مُلّا نے ڈولی اور بُرقعہ میں دو سُوراخ بنا کر دیتے ہیں۔ جن میں سے اُن کی عورتوں کی نظریں خواہ مخواہ بھی غیر مردوں پر پڑتی ہیں۔ اور دوسری حدیث کی یہ تشریح کرنا کہ اُس وقت حضرت عائشہؓ نابالغ تھیں۔ اسلامی تواریخ سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ حبشیوں کا وفد ساتویں ہجری میں آیا۔ اُس وقت بالغ تھیں۔ افسوس مولوی صاحبان قرآن اور حدیث کی مطابقت نہیں کر سکتے۔ اُس کی وجہ یہ ہے۔ کہ کانے دجّال والی حدیث بر نوحیاتِ مسیحؑ کی اور اندھے والی حدیث پر رہی

پردہ کی بنیاد رکھتے ہیں بھلا جو ایسی حدیثوں پر عمل کریں وہ اندھے ہوں یا نہ ہوں۔

علاوہ قرآن اور حدیث کے فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مسلم خواتین کے چہرے اور ہاتھوں کا پردہ نہیں ہے جیسا کہ "اس کی اجازت نہیں ہے کہ مرد عورتوں کے چہرے اور ہاتھوں کے سوائے کچھ اور دیکھیں اور بس اسی قدر اجازت ہے۔ کیونکہ عورتوں کا کام کاج سے تعلق رہتا ہے۔ اور یہ تعلق مردوں سے لین دین وغیرہ کا ہوتا ہے پس اگر بدن کے یہ حصے بھی پوشیدہ کئے جائیں تو بڑی دشواری ہوگی پس ضرورت ہے کہ یہ حصے کھلے رہیں"۔ (کتاب چہارد ہم باب ۱ فقرہ ۱) سے ثابت ہوتا ہے۔

مولانا مولوی سید اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب بہشتی زیور حصہ سویم میں لکھتے ہیں "کافر عورتیں۔ تنبولن۔ نیلن۔ کولن۔ دھوبن۔ درزن۔ بھنگن۔ چمارن وغیرہ جو گھروں میں آجاتی ہیں۔ اُن کا حکم یہ ہے۔ کہ جتنا پردہ نامحرم مرد سے ہے۔ اتنا ہی اُن عورتوں سے بھی واجب ہے۔ سوائے منہ اور گٹوں تک ہاتھ اور ٹخنے تک پیر کے اور کسی بال کا کھولنا درست نہیں"۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلم خواتین کے چہرے اور ہاتھ کا ... پردہ نہیں

جب رسمی پردہ کے حامیوں کو قرآن مجید حدیث اور فقہ سے یہ بتلایا جاتا ہے کہ ایماندار عورتوں کے چہروں کا پردہ نہیں ہے تو بجائے ماننے کے بعض مُلا یہ کہتے ہیں کہ آپ اپنی بی بی کو باہر نکالیے۔ ہم تو اپنی بیبیوں کو کھلے چہرے باہر نہیں نکالتے۔ گویا یہ قرآن و حدیث پر عمل کرنا نہیں چاہتے۔ اگر مُلانوں کی یہی ذہنیت ہوتی تو پھر اختلافی مسائل میں ایک دوسرے کو کفر کا فتویٰ دینے کی ضرورت نہ پڑتی۔ جیسا کسی کی سمجھ میں آئے سو کرے۔ اگر یہ کہا جائے کہ قرآن اور حدیث کے خلاف کوئی بات کہنا یا کرنا کفر ہے تو پھر رسمی پردہ بھی قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ بعض حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ فلاں مرد اپنی بی بی کو کھلے چہرے باہر لاتا ہے یا نہیں۔ گویا اس کا یہ مطلب ہوا کہ اگر فلاں شخص وفاتِ مسیح یا آمین بالجہر مانے گا۔ تو میں بھی مان لوں گا۔ یہ تو کمزور ایمان کی نشانی ہے۔ اِس طرح ایک دوسرے کی ضد کر کے قرآن و حدیث پر عمل نہ کرنا قوم کی تباہی کا باعث ہے۔ مگر جب ایسے مسلمانوں کو یہ بتلایا جاتا ہے۔ کہ ہز ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال بیگم صاحبہ سر محمد شفیع بیگم صاحبہ میاں شاہنواز صاحب بیگم صاحبہ غلام فاطمہ اور بیگم صاحبہ ڈاکٹر محمد علی[۵] رانا وغیرہ کھلے چہرے باہر جاتی ہیں۔ تو پھر بھی اُن کی تسلی نہیں ہوتی۔ تسلی کیونکر ہو جب رسول اللہ کا نمونہ چھوڑ کر دوسروں کا نمونہ ڈھونڈنا ٹھیرا۔

---

۵ یہ صاحب سلطان زنجبار کے حکیم ہیں جس جگہ رسمی پردے کا بہت زور ہے اور ان کے پیشہ کا تعلق بھی پبلک سے ہے۔ اور اُن کے خاندان میں رسمی پردہ بھی پشتوں سے ہے۔ باوجود ان مشکلات کے نہ صرف اسلامی پردہ اختیار کیا۔ بلکہ بیگم صاحبہ کو انگریزی کی تعلیم دلائی اور انکو ... کا کام سکھایا۔ کاش یہی اسپرٹ تمام رسمی پردہ پرست مسلمانوں میں پیدا ہو جائے۔

مولوی اور مسلم خاتون کا مکالمہ

کسی مولوی صاحب نے ایک مسلم خاتون کو اسلامی پردہ یعنی کھلے چہرے باقی جسم کو باہر ڈھانک کر جاتے ہوئے دیکھ کر کہا۔ آپ کا چہرہ کیوں کھلا ہے۔

مسلم خاتون:۔ عورتوں کو باہر کھلے چہرے جانے کا حکم ہے۔

مولوی:۔ (غصہ سے) وہ حکم کہاں ہے؟

مسلم خاتون:۔ غصہ میں نہ آیئے۔ بلکہ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ "ایماندار عورتوں سے کہدے۔ اپنی نظریں نیچی رکھیں" کے حکم پر غور فرمایئے۔

مولوی:۔ اس سے تو عورتوں کا باہر چہرہ کھلا رکھنا ثابت نہیں ہوتا۔

مسلم خاتون:۔ اگر اس حکم سے عورتوں کا باہر چہرہ کھلا رکھنا ثابت نہیں ہوتا۔ تو پھر مردوں کو بھی باہر چہرہ ڈھانک کر رکھنا چاہیئے۔

مولوی:۔ کس واسطے۔

مسلم خاتون:۔ کیونکہ جو حکم عورتوں کو باہر جانے کے لئے ہے۔ وہی مردوں کو ہے۔

مولوی:۔ وہ حکم کہاں ہے؟

مسلم خاتون:۔ عورتوں کے حکم کے ساتھ ہی قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ "مومن مردوں سے کہدے اپنی نظریں نیچی رکھیں۔

مولوی:۔ اس میں تو مردوں کو باہر بھی نظریں نیچی رکھنے کا حکم ہے۔

مسلم خاتون:۔ آپ مرد باہر کھلے چہرے نظریں نیچی رکھتے ہیں یا چہرے ڈھانک کر۔

مولوی:۔ کھلے چہرے۔

مسلم خاتون:۔ تو پھر ایماندار عورتیں ایسے مساوی حکم کے ماتحت اپنے چہرے کیوں باہر کھلا نہ رکھیں۔

مولوی:۔ مسلم خواتین چہرے ڈھانک کر رکھیں۔

مسلم خاتون:۔ مردوں کو نظریں نیچی رکھنے کا حکم کیوں دیا گیا۔

مولوی:۔ اِس واسطے کہ عورتوں کے چہرے باہر کھلے ہیں۔

مُسلم خاتون:۔ جب مردوں کی نظریں نیچی رکھنے کی علت عورتوں کے چہرے قرار دیئے گئے ہیں۔ تو پھر مُسلم خواتین کیوں اپنے چہرے باہر ڈھانک کر رکھیں۔

مولوی:۔ تاکہ غیر مردوں کی نظریں اُن کے چہروں پر نہ پڑیں۔

مُسلم خاتون:۔ تو پھر مومن مردوں کو بھی اپنے چہرے باہر ڈھانکنے چاہئیں۔ تاکہ غیر عورتوں کی نظریں نہ پڑیں۔

مولوی:۔ مُسلم خواتین اپنے چہرے باہر ڈھانک کر رکھیں۔

مُسلم خاتون:۔ جب ایماندار عورتیں اپنے چہرے باہر ڈھانک لیں۔ تو پھر مومن مرد کن کے سامنے نظریں نیچی رکھیں

مولوی:۔ غیر مُسلم عورتوں کے سامنے

مسلم خاتون:۔ تو پھر یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ کے ماتحت اپنی شرمگاہوں کی حفاظت بھی انہیں میں کریں۔

مولوی:۔ مُسلم خواتین اپنے چہرے باہر ڈھانک کر رکھیں۔ کیونکہ اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ ہے۔

مُسلم خاتون:۔ کیا اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ صرف عورتوں کے لئے ہے۔ مردوں کے لئے نہیں۔ اگر مومن مردوں کے لئے بھی ہے تو وہ بھی اپنے چہرے باہر ڈھانک کر رکھیں۔

مولوی:۔ مُسلم خواتین باہر چہرے ڈھانک کر نظریں نیچی رکھیں۔ اور مرد کھلے چہرے۔

مُسلم خاتون:۔ گویا ایماندار عورتوں کو دو حکم ہوئے۔ ایک تو باہر گھونگٹ نکالیں دوسرے گھونگٹ کے اندر نظریں نیچی رکھیں۔ بھلا یہ کہاں کا انصاف ہے۔ حالانکہ دونوں کے احکام مساوی ہیں۔

مولوی:۔ مُسلم خواتین باہر چہرے ڈھانک کر نظریں نیچی رکھیں۔

مُسلم خاتون:۔ جب ایماندار عورتوں نے اپنے چہرے باہر ڈھانک لئے تو پھر ان کو نظریں نیچی رکھنے کا حکم دینے کی کیا ضرورت ہے۔ جب اُن کو کچھ نظر نہیں آتا تو وہ نظریں کن کے سامنے نیچی رکھیں۔ اور برقعہ میں نظریں نیچی رہ نہیں سکتیں۔ کیونکہ گر پڑنے کا خوف رہتا ہے۔

مولوی:۔ مُسلم خواتین باہر چہرے ڈھانک کر نظریں نیچی رکھیں۔

مُسلم خاتون:۔ مولوی صاحب "عقل بڑی یا بھینس" چہرہ ڈھانک کر نظریں نیچی رکھنے کا کیا فائدہ؟

مولوی:۔ تاکہ چہرہ ڈھانک کر اپنی عصمت کی حفاظت کر سکیں۔

مسلم خاتون:۔ تو پھر مردوں کو بھی اپنے چہرے ڈھانک کر اپنی عصمت کی حفاظت کرنی چاہیئے۔

مولوی:۔ کس واسطے؟

مسلم خاتون:۔ کیونکہ ایماندار مردوں اور عورتوں کو اپنی عصمت کی حفاظت کرنے کا مساوی حکم ہے۔

مولوی:۔ وہ حکم کہاں ہے؟

مسلم خاتون:۔ عورتوں کے حکم کے ساتھ۔ مردوں کے لئے یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ عورتوں کے لئے یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ۔

مولوی:۔ مسلم خواتین باہر چہرے ڈھانک کر رکھیں تاکہ غیر مردوں کے دلوں میں بُرے خیالات نہ آئیں۔

مسلم خاتون:۔ اسی طرح مومن مرد بھی باہر چہرے ڈھانک کر رکھیں تاکہ غیر عورتوں کے دلوں میں بُرے خیال نہ آئیں

مولوی:۔ مسلم خواتین کو باہر زینت دکھانے کا حکم نہیں۔ اس لئے چہرے ڈھانک کر رکھیں۔

مسلم خاتون:۔ یہ چہرے کی زینت دکھانے کا حکم ہے۔

مولوی:۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ۔ ہرگز نہیں۔

مسلم خاتون:۔ ضرور ہے۔ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے حکم پر غور کیجئے۔

مولوی:۔ اس میں تو ظاہری زینت کے باہر کھلا رکھنے کا حکم ہے۔

مسلم خاتون:۔ وہ کھلی زینت چہرہ ہی تو ہے۔ جیسا کہ ذیل کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ اَسْمَاءُ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَقَالَ يَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَنْ تَصْلُحَ اَنْ يُّرٰى مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى وَجْهِهٖ وَكَفَّيْهِ۔ اسماء بنت ابی بکر رسول اللہ کے پاس آئیں اُن پر کپڑے باریک تھے آپؐ نے اُنسے رُخ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء عورت کو جب ایام ماہواری آنے لگیں یعنی وہ بالغ ہو جائے تو مناسب نہیں کہ اُس کے بدن سے کچھ نظر آئے۔ سوائے اسکے اور اسکے اور اشارہ اپنے مُنہ اور ہاتھ کیطرف کیا۔ ابوداؤد

مولوی:۔ یہ حدیث آج تک میری نظر سے نہیں گزری تھی۔

مسلم خاتون:۔ اب اس حدیث کو پڑھئے اور اس کے مطابق اپنی عورتوں کو کھلے چہرے باہر نکالئے۔ تاکہ اسلامی پردہ قائم ہو۔ فقط

تمام شد

فہرست مضامین

ضرورت

ایک ایسی تعلیم یافتہ مُسلم خاتون کی ضرورت ہے جو کہ خود بھی اسلامی پردہ کی حامی ہو اور قرآن مجید و حدیث کا کچھ علم بھی رکھتی ہو۔ تاکہ مسلم خواتین کو رسمی پردہ کی خرابیاں بتلا کر اسلامی پردہ کی تبلیغ کر سکے۔

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴	۹	ام المومنین بنت زمعہ	ام المومنین سودہؓ بنت زمعہ
۷۵	۵	سمجھتے نہیں	سمجھتی نہیں
۹۵	۱۲	ظاہر نہیں کرتے	زاید نہیں کرتے

کتاب ملنے کا پتہ

کوٹلی باجوہ۔ ڈاک خانہ نارووال ضلع سیالکوٹ